Vol I Part III IV



TARIKH

STUDIES OF THE HISTORY AND ARCHAEOLOGY

Edited by

HAKIM SAYYID SHAMS ULLAH QADRI

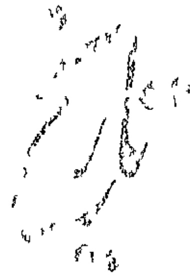
CONTENTS

Printed Published at

THE TARIKH PRESS KOHLAH AKBAR JAH

HYDERABAD-Deccan

Subscription Par four Parts Rs 5-8-0 for Govt Rs 10



جلد اول [illegible]

۱	[illegible]	[illegible]	
۲	صور تخیل [illegible]	حکیم [illegible] اردو	۹
۳	دکن میں سلطان [illegible]	مولوی [illegible] بی اے ال ال بی	۵۰
۴	تنقید [illegible]	مولوی محمد [illegible] مولوی کامل	۶۲
۵	[illegible]	[illegible] بلگرامی	۸۵
۶	تاریخ [illegible]		
			۹۳

۱ [illegible] — مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا بی اے ایل ایل بی

۲ عصر قدیم — مولوی محمد عبدالحکیم صاحب [illegible] مرحوم

۳ تاریخ مغربی [illegible] — مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا بی اے ال ال بی

۴ [illegible] — مولوی خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی

۵ شعرائے اسلام — مولانا عبدالسلام ندوی

۶ [illegible] اردو اور ادب — [illegible] علی صاحب ایم اے

۷ تاریخ ادب اردو — مولوی مرزا محمد عسکری صاحب بی اے

[illegible] — لالہ [illegible]

ایران قبل ظہور اسلام

خسرو انوشیروان، شہنشاہ ایران ۵۳۱ء تا ۵۷۹ء

از پروفیسر محمد ہارون خاں شروانی ایم اے۔ پروفیسر تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی

(فرانس کے مشہور مستشرق پروفیسر کرسٹن سین کی کتاب ایران بعہد ساسانیاں کا ایک باب)

حضرت رسول اکرم صلعم کی ولادت با سعادت خسرو انوشیروان شاہ ایران کے
جلوس کے ۳۹ ویں یا ۴۲ ویں سال میں ہوئی جو دوسرے خاندان ساسانیاں
کا ایک ممتاز رکن تھا۔ ہم اس بادشاہ کا ذکر اس سے قبل بھی کر چکے ہیں حالانکہ اس
موقع پر ہم ساسانیوں کے آخری عہد کا بیان کرنے پر اکتفا کریں گے اگر کوئی شخص
مسلمانوں کی فتح ایران اور اس کے اسباب و نتائج کو سمجھنا چاہے تو اس کے لئے
اس عہد کا مطالعہ نہایت ضروری ہے ایران وہ ایران تھا جو ساسانی خاندان کے
اور مذہبی اعتبار سے بالکل کھوکھلا تھا جس کے باشندوں میں فہم و ادراک کی کمی نہ تھی لیکن
ساسانیوں میں بہت خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں جو ان میں سرنگوں ہو جاتا ہے اور
ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے زوال کے اسباب پر غور کریں۔ ہم لطف ... کہ جائے

[illegible]

[illegible]

امید ہے [illegible] اور اس [illegible] قاضی
نادر العصر ابو عبد اللہ محمد بن علی الشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ کی نادر الوجود
تاریخ [illegible] مکمل شائع ہو گی
اس [illegible] ہو [illegible]

چونکہ [illegible] اس اشاعت [illegible] ختم ہو گیا ہے
جلد دوم کے لئے [illegible] خریداری کی اطلاع اور زر چندہ ایک ماہ کے اندر
وصول ہو جانا چاہئے

[illegible]

[illegible] ایران [illegible] کے دور [illegible] ایران [illegible]

[illegible] غور کر کے [illegible]

[illegible]

جو ایک طرف [illegible] سلطنت ساسانی اور دوسری جانب [illegible]

داخل ہو رہی تھی [illegible] کی وجہ سے ان دونوں سلطنتوں کے درمیان [illegible] کا سلسلہ

شروع ہوا [illegible] کی [illegible] ایران [illegible]

لشکر [illegible] شامی [illegible] ایرانی [illegible]

کی طرح [illegible] نوشیروان [illegible] گزارا [illegible]

اس [illegible] طلب کیا اور [illegible] موخر الذکر [illegible] روانہ [illegible]

ہوئی [illegible] لڑائی چھڑ گئی [illegible] ایرانی تمام [illegible] میں گھس گئے

اور [illegible] کر لیا [illegible] انطاکیہ [illegible]

جب نوشیروان [illegible] انطاکیہ کا قصد کیا گیا اور [illegible]

[illegible] اسی حالت کے نمونے پر ایک شہر آباد کیا جس کا نام [illegible]

[illegible] انطاکیہ [illegible]

اور [illegible] آباد کیا [illegible]

[illegible] کے سلسلہ میں طبع ہوئی ہے [illegible] کا مطالعہ کیا گیا ہے

[illegible] ادارے [illegible] کا مطالعہ [illegible]

[illegible] ایران [illegible] ساسانیوں کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا ترجمہ [illegible] ۱۹۴۱ء میں [illegible]

[illegible] فارسی [illegible] شائع [illegible]

تاریخ ساسانیان کے [illegible] پڑھنے کے لائق [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] زبان سے ترجمہ کر کے شائع کئے ہیں اور دوسری [illegible] کی کتاب [illegible]

نام اسلامی ادب [illegible] ایرانی اثرات [illegible] کتاب کا نام مطالعات تاریخ ایران [illegible] ہے۔

ابتدائی [illegible] اصول
[illegible] اور [illegible]
[illegible] اور اگر ہم غور کریں [illegible]
[illegible] کی یاد اور [illegible]
[illegible] تاریخ اسلام میں [illegible] اور اسلام میں [illegible]
طبری کے [illegible]

ہمیں ان واقعات کا اعادہ کریں کہ اس ابتدائی کڑی کی کہاں کہیں جا کر
[illegible] ان قوموں کا مشترکہ نام ہے جن کی ابتدائی تاریخ کے متعلق ہمیں
بہت ہی کم معلومات حاصل ہیں۔ یہ سلطنت ایران کی سرحد پر دریائے دجلہ و فرات کے
جنوب میں پیدا ہوئے تھے اور یہاں سے انہوں نے اس سلطنت کے شمال اور مشرق کی
جانب ٹھیک اس وقت فتوحات کرنا شروع کیں جب اس کے اور [illegible]
موافقت و مخالفت کی صورت پیدا ہو رہی تھی جو آخر کار جنگ کی شکل میں رونما ہوئی
سبب یہ ہوا تھا کہ مسلمان عربوں نے اپنے دور سے روم کے ساتھ [illegible] کی
اور اس عظیم الشان سلطنت کا گویا ایک ہی ہلہ میں خاتمہ کر دیا۔ اگر ہم تاریخ اسلام کی ابتدائی
کیفیات کا غائر مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب امور پیش نظر رکھنا پڑیں گے۔

کیا اپنے جنگی مہمات کے اعتبار سے اور کیا اپنے انتظامی و قانونی کارناموں
کی رو سے نوشیرواں ہر آئینہ ایک عظیم الشان فرماں روا کہلائے جانے کا مستحق ہے۔[1]

[1] یہ بات نولدیکے کی مشہور و معروف تصنیف تاریخ ایران و عرب عہد ساسانیاں کا خلاصہ ہے۔ یہ کتاب جو
تاریخ طبری سے اخذ کی گئی ہے، بلکہ جگہ جگہ بعض قیمتی ماخذوں سے ملی ہے۔ علاوہ ازیں ملاحظہ ہو
فردوسی (مترجمہ مول) جلد ۵، طبری (مترجمہ زوٹن برگ جلد ۲) مسعودی (مترجمہ باربیئے دو مینار
و [illegible]، دو کورتی) جلد (۲)

دارا اکبر [illegible] اگرچہ [illegible] ایرانی [illegible] گیا لیکن یہاں [illegible]
ہے جو الفہ کرنا پڑا جس کی [illegible] کر دہ ایرانی شخص کا [illegible] ایران [illegible]
کردیا گیا۔ اسی [illegible] تھا [illegible] ایران [illegible] ہوا

اپنی اس [illegible] سلسلہ میں نوشیروان نے طرح طرح کی اصلاحات کیں
مزارعین کی بدولی [illegible]
کی بحالی [illegible] کی جس کی ان کے [illegible]
پہلا شخص تھا جو [illegible] ہوا [illegible]
اس کے عمال [illegible] اور [illegible] لوگوں کی [illegible]
منافی جس پر لگان عاید کیا۔ اسکا [illegible] پہلے ممالک کی [illegible] رواج یہ
تھا کہ [illegible] ہر سال کی پیداوار کا تیسرا یا چوتھا حصہ لیتی تھی [illegible] کی
حالت و کیفیت کے مطابق ساتھ لگان کا تعین ہوا کرتا تھا۔ علاوہ اس کے ہر شخص کو ذاتی
محصول بھی ادا کرنا ہوتا تھا۔ نوشیروان نے اس طریقہ میں یہ اصلاح کی کہ اول تو اس نے
ہر قسم کی کاشت (مثلاً گیہوں، چاول، گھاس، انگور، کھجور، اور زیتون) اور اشجار
اور جانوروں پر محصول لگایا۔ مثلاً جہاں گیہوں پیدا ہوتا تھا وہاں کی زمین پر اندازاً
جہاں کی ایکڑ [illegible] زمین پر [illegible] فی ایکڑ، انگور کے [illegible] فی ایکڑ [illegible] لگایا جاتا تھا
چھ معمولی یا چار ایرانی کھجور کے درختوں یا چھ زیتون کے درختوں پر ایک درہم مقرر
محصول ہوتا تھا۔ اس طرح ادا کنندگان کی مالی حالت کے اعتبار سے ذاتی محصول
کی چار قسمیں تھیں یعنی چار درہم چھ درہم، آٹھ درہم اور ۱۲ درہم لیکن یہ صرف ان
لوگوں پر عاید کیا جاتا تھا جن کی عمر بیس اور پچاس سال کے درمیان ہو۔ سالانہ محصول
تین قسطوں میں چار چار ماہ بعد ادا کیا جاتا تھا۔

نوشیروان نے ایک بڑی مجلس منعقد کر کے یہ سب اصلاحات [illegible] کے سامنے

[illegible] ایران کے بادشاہ [illegible] ہم عصر ملوک کیا اور ایک عیسائی
کو اس کا [illegible] اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہنشاہ یونان شہنشاہ ایران کا
باج گزار بن گیا۔

[illegible] میں آتی نوشیرواں نے اپنا دائرہ اثر وسیع کیا اس نے اپنے باجگذار
علاقہ حیرہ کے بدوؤں کو جو ایران کے جنوبی علاقے میں آباد تھے، خود اپنا بادشاہ مقرر کرنے
کی اجازت دی۔ اس کا پرچم جزیرہ نمائے عرب پر بھی لہراتا تھا اور ایک مورخ کے بیان کے
بموجب عمان بھی اس کی سلطنت میں شامل تھا۔ اسی طرح ہم دیکھیں گے کہ اپنے عہد
حکومت کے اختتام پر اسے یمن میں طلب کیا گیا اور اس نے اس ملک کو بھی اپنی عظیم الشان
سلطنت میں شامل کر لیا الغرض ملک عرب کا ایک بڑا حصہ جو اپنی دولت و مرفہ الحالی میں
کسی دوسرے حصے سے کم نہیں تھا ایران کے اثر میں آ گیا۔ اس کا جنگی بیڑہ بھی یہاں تک پہنچا
اور بڑے بڑے جہاز لیکر عدن کے مقابل افریقہ کے ایک بندرگاہ کی ناکہ بندی کرنے
میں کامیاب ہوا۔

علاقہ قفقاز میں بحیرہ خزر اور پہاڑوں کے درمیان دربند کی قلعہ بندی اسی بادشاہ
کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور اس کے ذریعے شاہ ایران ان اقوام کی مدافعت کیا کرتا
تھا جو اس نواح میں رہتی تھیں اور جن کے صحیح نسلی سلسلہ کا ہنوز تعین نہیں کیا جا سکا۔
ہم نے اس کا ذکر اسلامی سیاحوں کے ضمن میں کیا ہے۔

بحیرۂ خزر کے مشرق اور دریائے جیحون کے علاقے یعنی جرجان و ترکستان
میں بھی نوشیرواں بہت سے قلعوں پر متسلط ہوا اور جن قلعوں کو اس کے پیشروں نے چھوڑ
رکھا تھا اُن کی مرمت وغیرہ کرائی۔ اس عہد میں ترکوں پر ایک خاقان حاکم تھا
جو ہمیشہ طرح طرح کی بے چینیاں اور اختلال پیدا کرتا تھا، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس نے
علاقہ ماوراء جیحون پر قبضہ کر لیا اور ایک معرکے میں ایک لاکھ سپاہ کا قلع قمع کر کے

یمپیلکس آگاتھیوس یہ بھی کہتا ہے کہ اس نے یونانی کتابوں کا فارسی زبان میں ترجمہ کرایا۔ کہا جاتا ہے کہ حسن فارد، جو ہمیں تحفہ طوسی وغیرہ کے تحریر است سے واضح ہوتا ہے شہزادہ شہنشاہ ایران نے ارسطا طالیس کے اصول پر مشورہ حاصل کرایا تھا اور وہ افلاطون کے فلسفے سے اس قدر واقف تھا کہ "ٹیمس" کا کوئی مشکل سے مشکل مسئلہ ایسا نہ ہو گا جسے وہ حل نہ کر سکتا ہو، اور یہی کیفیت "فائیڈو" "گورگیاس" اور "پارمینی ڈیس" جیسے دیگر مکالموں کی تھی۔[1]

یہ امر تحقیق نہیں کہ مدائن میں جو ایوان کسریٰ ہے اسے خسرو پرویز نے بنایا تھا یا نوشیرواں نے چنانچہ بعض تو اسے ایک کی طرف اور بعض دوسرے کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن خاص ایران میں اس کا بانی نوشیرواں ہی قرار دیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان مورخ کہتا ہے کہ یہ محل اینٹ چونے کا تھا اور اس کی بلندی سو ہاتھ تھی یاقوت کہتا ہے کہ "اس کے صدر دروازے پر جو شبیہ تھی اس میں خسرو نوشیرواں انطاکیہ کے باشندوں سے بات چیت کرتا ہوا نظر آتا تھا" ایک روایت کے مطابق جو مسلمانوں میں زبان زد خواص و عام ہے، اس محل کا ایک حصہ عین اس روز گر گیا جس دن رسول اکرم صلعم اس دنیا میں تشریف لائے۔

مذہب کے اعتبار سے نوشیرواں مزدائی تھا۔ اور اپنے عہد حکومت کے اوائل ہی میں اس نے مزدکیوں کا جو اشتراکیت پسندوں کا ایک خطرناک فرقہ تھا خاتمہ کر دیا۔ مزدک ایک طرح کا مانوی تھا جس نے کیقباد کے عہد میں اپنے اصول کی تبلیغ و ترویج سے بہت سے ایرانیوں کو اپنا پیرو بنا لیا تھا۔ وہ اوستا کی تجدید اس طرح

---

[1] ارلس رسالہ "فلسفہ ستائیں" پیرس ۱۸۵۲ء ص ۱۷ اوستیلتر ماحب احمد شاپور
جریدہ انجمن علمیہ جلد (۲) [2] مزدک کے عقیدے کی بابت دیکھو "فاسی نامہ" ص ۸۶ و ۸۹)

منو کہن اور وراثت کہا گیا کہ ان کی ماں سے کچھ اعتراض ہے۔ اس پر ایک
شخص پر اُٹھ کر آیا اور اس نے کہا کہ ”اے بادشاہ کیا تو جانتا ہے کہ ان چیزوں پر بھی
محصول عائد کرنے سے ... وہ برباد ہو گئی ہیں ... انگور لگتا ... درخت ... کاشت لگ
سال ... اور ... ان پر بادشاہ کو اس کی گرانی پر سخت غصہ آیا
اور ... کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد پھر کسی کو ایک لفظ زبان سے
نکالنے کی ... ہمت نہ ہوئی

واضح ... مسلمانوں نے ... کے زمانہ میں ایران فتح کیا ہے تو مسلمان
اسلام ... سکتے ... برابر ... ہے

نوشیروان ادبیات علوم و فنون کا بھی سرپرست تھا چنانچہ اس نے بہت سی
... کے ترجمے بھی کرائے۔ اس نے جندی شاپور میں ایک جامعہ کا افتتاح کیا
جہاں کے طلباء یونانی علوم و فنون میں مہارت پیدا کرتے تھے۔ یہ جامعہ زیادہ تر عیسائیوں
کے قبضہ میں تھا اور اس سے پہلے بھی یونانی علوم و فنون کا درس اڈیسہ کے مدرسہ میں دیا
جاتا تھا ... واجب کا رتبہ حاصل تھا۔ ... کہا جاتا ہے کہ اڈیسہ کے کھنڈروں سے ہی
جندی شاپور کے مدارس برآمد ہوئے جن کی وجہ سے نسطوری عیسائیوں کا علاوہ علوم و
فنون کے ... سے منور ہو گیا۔

جندی شاپور کا مدرسہ اپنے آپ کو ... کا پیرو کہتا تھا اور یہ طب مشرقی
کا گویا گہوارہ سا ہو گیا تھا۔ ایران اپنے بادشاہ کسریٰ اعظم کے زمانے سے یونانی علماء
وفضلا کا مامن تھا اور کون ایسا ہے جو اس بات سے واقف نہیں کہ جب
یوسٹی نیان نے علما، وفضلا پر طرح طرح کی سختیاں کرنی شروع کی ہیں تو اس بربری
فرمانروا کا دربار ان کا جائے پناہ بن گیا تھا ان کی تعلیم و تدریس کو خود شاہ ایران
نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ اسے حکیم افلاطون کا پیرو

مورخین ہند

عام تاریخیں

۱

طبقات اکبری

تصنیف مُلّا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی

ہندوستان کی حکومت اسلامیہ کی عام تاریخ ہے جس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے آغاز حکومت (۳۶۷ھ م ۹۷۷ء) سے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اڑتیسویں سال جلوس (۱۰۰۲ھ م ۱۵۹۳ء) تک واقعات ہیں۔

اس کا مصنف ملا نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری (تولد ۳۹۶ھ م ۱۰۰۵ء وفات ۴۸۱ھ م ۱۰۹۳ء) کی اولاد سے ہے جو ہرات کے مشہور بزرگ اور پیر ہرات کے لقب سے مشہور تھے۔ محمد مقیم ابتداً بابر بادشاہ کے زمانہ میں

[illegible] تاویل کرتا ہے کہ [illegible] کا بیان کردہ مطلب ظاہری مطلب سے بالکل مختلف ہوتا ہے
پڑھنے والوں [illegible] اس کے [illegible] پیروؤں کے [illegible] اور [illegible] کے درمیان
ہو گیا [illegible] اکثر [illegible] کو رواج دیا اور مذہبی سیاست [illegible] اختیار کر
[illegible] کر دیا۔ بعض مورخوں کے نزدیک [illegible] کا [illegible]
[illegible] اس [illegible] کو اس الزام سے
بالکل بری کر دیا ہے۔[1]

[illegible] کا عہد [illegible] نہایت تاریک تھا اور گو رسول اکرم صلعم
کو [illegible] کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا تاہم روایت ہے کہ آپ نے اپنی زبان
مبارک سے [illegible] کو [illegible] کا [illegible] ہمراہ [illegible] تھا۔

---

[1] کرتا [illegible] حالات تاریخ قدیم [illegible] تاریخ ایک [illegible] لندن [illegible] ۱۹۱۶ء
ص [illegible] اس کتاب کا ایک [illegible] ($\frac{۲}{۱۶۵}$) [illegible]

(۹) فتوحات فیروز شاہی (۱۰) تاریخ مبارک شاہی (۱۱) تاریخ مؤرخ السلاطین (۱۲) تاریخ محمود شاہی مندوی کلاں

(۱۳) تاریخ محمود شاہی مندوی خورد (۱۴) تاریخ محمود شاہی گجراتی (۱۵) تاریخ محمود شاہی گجراتی (۱۶) تاریخ محمدی

(۱۷) تاریخ بہادر شاہی (۱۸) تاریخ بہمنی (۱۹) تاریخ ناصری (۲۰) تاریخ مظفر شاہی

(۲۱) تاریخ میرزا حیدر دوغلات (۲۲) تاریخ کشمیر (۲۳) تاریخ سندھ (۲۴) تاریخ باہری

(۲۵) واقعات بابری (۲۶) تاریخ ابراہیم شاہی (۲۷) واقعات مشتاقی (۲۸) واقعات ہمایونی

طبقات اکبری ایک مقدمہ نو طبقات اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے

مقدمہ — در ذکر سلاطین آل سبکتگین سنہ ۳۶۶ھ سنہ ۵۸۲ھ سنہ ۹۷۷ء سنہ ۱۱۸۶ء

طبقہ اول — ذکر سلاطین دہلی۔ سلطان معز الدین محمد بن سام کے زمانے سے اکبر کے اڑتیسویں سال جلوس تک۔ سنہ ۵۷۴ھ سنہ ۱۰۰۲ھ سنہ ۱۱۷۸ء سنہ ۱۵۹۳ء

طبقہ	ذکر				
طبقہ دوم	ذکر سلاطین دکن	سنہ ۷۴۸ھ	سنہ ۹۸۰ھ	سنہ ۱۳۴۷ء	سنہ ۱۵۹۳ء
طبقہ سوم	ذکر سلاطین گجرات	سنہ ۷۹۳ھ	سنہ ۹۸۰ھ	سنہ ۱۳۰۰ء	سنہ ۱۵۷۲ء
طبقہ چہارم	ذکر سلاطین بنگالہ	سنہ ۷۴۱ھ	سنہ ۹۸۴ھ	سنہ ۱۳۴۰ء	سنہ ۱۵۷۱ء
طبقہ پنجم	ذکر سلاطین مالوہ	سنہ ۸۰۹ھ	سنہ ۹۶۶ھ	سنہ ۱۴۰۶ء	سنہ ۱۵۶۹ء
طبقہ ششم	ذکر سلاطین جونپور	سنہ ۷۸۴ھ	سنہ ۸۸۱ھ	سنہ ۱۳۸۲ء	سنہ ۱۴۷۶ء
طبقہ ہفتم	ذکر سلاطین سندھ	سنہ ۸۶ھ	سنہ ۱۰۰۱ھ	سنہ ۷۰۵ء	سنہ ۱۵۹۲ء
طبقہ ہشتم	ذکر سلاطین کشمیر	سنہ ۷۴۷ھ	سنہ ۹۹۵ھ	سنہ ۱۳۴۶ء	سنہ ۱۵۸۶ء
طبقہ نہم	ذکر سلاطین ملتان	سنہ ۸۴۷ھ	سنہ ۹۲۳ھ	سنہ ۱۴۴۳ء	سنہ ۱۵۱۶ء

خاتمہ — ذکر بعض خصوصیات ہندوستان

طبقات اکبری اگرچہ تاریخی اغلاط سے خالی نہیں ہے اور بالخصوص اس میں سنین کی غلطیاں کثرت سے موجود ہیں لیکن باوجود اس کے ہندوستان کی عام تاریخوں میں ایک خاص وقعت اور اہمیت رکھتی ہے کیونکہ یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو اس موضوع پر

دوسری لڑائی میں ملازم رہا۔ بابر کی وفات کے بعد جب ہمایوں نے گجرات فتح کیا اور مرزا عسکری کو وہاں کا گورنر بنایا تو مرزا محمد مقیم کو اس کا وزیر مقرر کردیا۔ ہمایوں جب شیر شاہ سے شکست کھا کر ایران کو بھاگا تو یہ بھی اس کے ہمراہ موجود تھا۔

نظام الدین اکبر کی تخت نشینی (۹۶۳ھ) سے چار پانچ سال پہلے ۹۵۸ھ / ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوا۔ اس نے جوان ہو کر شاہی لشکر میں ملازم ہو گیا۔ اکبر نے اپنی حکومت کے اٹھائیسویں سال (۱۵۸۳ء) اعتماد خان گجراتی کو گجرات کا صوبیدار مقرر کیا تو نظام الدین کو صوبہ کا بخشی بنا دیا۔ اور اس نے بڑی نیک نامی سے اس عہدہ کے [illegible] ساتھ انجام دیا۔ جلوس کے [illegible] سال (۱۵۹۰ء) مرزا خسرو آصف خاں کی جگہ [illegible] مقرر ہوا اور [illegible] لشکر کا میر بخشی قرار پایا۔ جلوس کے انتالیسویں سال ۲۳ صفر ۱۰۰۳ھ کو پینتالیس سال کی عمر میں [illegible] بیمار ہو کر انتقال کیا اور لاہور میں مدفون ہوا۔ ملا عبدالقادر بدایونی کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ ملا صاحب نے اس کی وفات کا حال افسوس ناک الفاظ میں لکھا ہے۔ اور ذیل کا قطعہ تاریخ منظوم کیا۔

منتخب التواریخ طبع کلکتہ [illegible]۔

رفت میرزا نظام دین احمد — سوئے عقبیٰ جنت در پیش داشت

گوہر او بس کہ عالی بود — در خزانہ حق تعالیٰ رفت

قادری یافت سال تاریخش — گوہرے بے بہا ز دنیا رفت

نظام الدین نے ۱۰۰۱ھ میں جلوس اکبری کے سینتیسویں سال اس کتاب کی تالیف شروع کی اور ۱۰۰۲ھ کے آخر ایام میں اپنی وفات سے چند ماہ پہلے اختتام کو پہنچایا اور اٹھائیس کتابوں سے جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے اس کی ترتیب و تدوین میں مدد لی

(۱) تاریخ یمینی (۲) زین الاخبار (۳) روضۃ الصفا (۴) تاج المآثر

(۵) خزائن الفتوح (۶) تغلق نامہ (۷) طبقات ناصری (۸) تاریخ فیروز شاہی

کر دیے تھے۔ اس لیے ان کا لقب امام اکبر بادشاہ ہو گیا تھا۔ ۱۲ جمادی الثانی سنہ ۱۰۰۴ھ
کو بدایوں میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ (خزانہ عامرہ صفحہ ۳۲۲) ان کے مفصل حالات
کے لیے دیکھئے بلاکمین کا ترجمہ آئین اکبری جلد اول ص ۱۰۴ اور مولانا آزاد دہلوی کی
دربار اکبری - ص ۴۱۹

ملا صاحب کی اس تاریخ میں ابواب و فصول قائم نہیں کیے ہیں لیکن اس کے مواد اپنی وسعت کے لحاظ سے از خود تین مختلف حصوں میں منقسم ہو گئے ہیں۔

(۱) سلاطین دہلی کے واقعات۔ امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ (۳۶۷ھ / ۹۷۷ء) سے ہمایون کی وفات (سنہ ۹۶۳ھ) تک

(۲) جلال الدین اکبر کے حالات تخت نشینی سے چالیسویں سال جلوس تک۔

(۳) معاصر عہد کا تذکرہ۔ اس میں ان امرا و فقرا، علما کا اور شعرا کا احوال مذکور ہے جو اکبر کے معاصر اور ہندوستان میں گذرے ہیں۔

یہ کتاب (سنہ ۱۰۰۴ھ / ۱۵۹۶ء) میں تصنیف ہوئی ہے اور اس میں ملا صاحب نے سلاطین کے حالات تاریخ مبارک شاہی اور طبقات اکبری سے اخذ کیے ہیں شعرا کا تذکرہ علاء الدولہ قزوینی کی نفائس المآثر سے منتخب کیا ہے اس کا کارآمد حصہ وہ ہے جس میں عہد اکبری کے واقعات ہیں اور اس کو ملا صاحب نے اپنے عینی مشاہدات کی بنا پر تحریر کیا ہے۔

منتخب التواریخ سنہ ۱۸۶۸ء میں بمقام لکھنؤ ایک جلد میں چھپی ہے۔ قریب قریب اسی زمانہ میں ڈاکٹر ناسو لیس نے تین جلدوں میں سلسلہ کتب ہندیہ میں بمقام کلکتہ سنہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۹ء عرصہ چھ سال میں چھپوایا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ سنہ ۱۸۹۵ء سے ۱۹۱۴ء تک تین جلدوں میں سلسلہ کتب ہندیہ میں شائع ہوا ہے۔ پہلی جلد کو رانکنگ نے دوسری کو لوئی نے اور تیسری کو ہیگ نے ترجمہ کیا ہے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر ولسن نے صرف اس حصہ کا ترجمہ کیا تھا جس میں اکبر کے حالات ہیں اور یہ ڈاکٹر موصوف کے مجموعہ

[illegible] اور اس کا طرز [illegible] اس درجہ پسندیدہ ہے کہ مورخین مابعد نے اسی
کا [illegible] کیا ہے [illegible] اپنی مشہور تاریخ بالکل اسی کے نمونہ پر لکھی ہے [illegible] ہی کتاب [illegible]
[illegible] الہ داد [illegible] نظام الدین [illegible] ماخذ ہے اس کے تاریخی اقتباسات کثرت
سے اسی [illegible] میں لکھے [illegible] فرشتہ [illegible] خلاصۃ التواریخ۔ لب التواریخ
اور [illegible] دوسری تاریخوں [illegible]

طبقات اکبری [illegible] بنگال ایشیاٹک سوسائٹی نے [illegible] مسٹر ڈے نے اس کا انگریزی
ترجمہ [illegible] ۱۹۱۳ء میں سلسلہ کتب ہند میں
شائع ہوا [illegible] اس کا انگریزی ترجمہ بھی [illegible] ۱۹۱۴ء میں اسی سلسلہ میں چھپ کر
شائع ہوا ہے۔

طبقات [illegible] آئین اکبری جلد اول ص ۴۲ - الیٹ کا انڈکس ص ۱۸۰ تا
[illegible] جلد پنجم ص ۱۷۶ تا ص ۱۷۷ [illegible] ص ۲۲ [illegible] ولس کا مضمون
[illegible] رسالہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال سلسلہ جدید جلد سوم ص ۱۵۱۔

(۳)

منتخب التواریخ

تصنیف ملا عبدالقادر بدایونی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلاطین غزنویہ کے آغاز حکومت سے اکبر
کے چالیسویں سال جلوس ۱۰۰۴ھ تک دہلی کی سلطنت اسلامیہ کے حالات تحریر ہیں۔
ملا صاحب ۹۴۷ھ یا ۹۴۹ھ میں بداؤں کے قصبہ ٹونڈہ میں پیدا ہوئے۔
شیخ مبارک ناگوری کے شاگرد تھے ۹۸۱ھ میں جمال خاں قورچی اور عین الملک شیرازی
کی سفارش سے اکبر کے دربار میں پہونچے۔ چہارشنبہ کے دربار میں بادشاہ کی امامت کیا

محمد بن شمس الدین احمد [illegible] کے بارے [illegible] جو [illegible] گزرا ہے اس کے حالات طبقات ماثری
سے ماخوذ ہیں۔ نظام الدین احمد [illegible] بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فرشتہ میں بھی
[illegible] قول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے [illegible] بادشاہوں کے [illegible] کی [illegible] ان کے
واقعات معتبر روایات اور [illegible] کی بنا پر تحریر کئے ہیں۔

یہ کتاب جلوس اکبر کے چالیسویں سال ۱۰۰۴ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس تاریخ کے
جس [illegible] سے اُس کی تاریخ نکالی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

ناقص بود چو شد سال [illegible] از ذکر ملوک یافت [illegible]
ذکر ملوک کے اعداد (۱۰۱۵) ہیں۔ ان سے (۱۱) عدد ناقص کریں تو ۱۰۰۴ھ ہجری
حاصل ہوتا ہے۔

مضامین کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

(۱) تذکرہ سلاطین دہلی (۲) ذکر سلاطین بنگال
(۳) ذکر سلاطین جونپور (۴) ذکر سلاطین مالوہ
(۵) ذکر سلاطین گجرات (۶) ذکر سلاطین دکن
(۷) ذکر سلاطین ملتان (۸) ذکر سلاطین کشمیر

شیخ نے اس کتاب کا نام ذکر الملوک رکھا ہے۔ لیکن عام طور پر تاریخ حقی کے
نام سے مشہور ہے۔

ایلیٹ کا انڈکس ص (۲۷۳) تا ص (۲۸۰) ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم ص (۱۰۵)
تا ص (۱۸۱) ریو جلد اول ص ۲۲۴ مارلے ص (۶۲)

شیخ فرید بخاری (وفات ۱۰۲۵ھ) جہانگیر کے دربار میں ایک جلیل القدر امیر گذرا ہے
اس کی فرمائش سے شیخ کے فرزند نور الحق مشرقی نے ہندوستان کی ایک مختصر تاریخ لکھی
اس کا نام زبدۃ التواریخ ہے اور ۱۰۱۳ھ میں تمام ہوئی ہے۔ یہ تاریخ حقیقت میں ذکر الملوک

تسہیل کی دوسری جلد میں ص ۲۷۹ سے ص ۴ تک موجود ہے۔ اردو میں مولوی احتشام الدین مرادآبادی نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۹۱۳ء میں مطبع نولکشور لکھنؤ میں چھپا ہے۔

اسٹوری کا ص ۴۵۵ - الیٹ کا اماکن ص ۲۱۹ تا ص ۲۵۰ - الیٹ کی تاریخ جلد پنجم ص ۴۷۰ تا ص ۵۴۹

(۱۲)

ذکر الملوک

تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ سلطان معزالدین محمد بن سام کے زمانہ سے شہنشاہ اکبر کے جلوس تک واقعات ہیں۔

شیخ عبدالحق ہندوستان کے علمائے علام سے ہیں۔ علوم دینیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عنفوان شباب میں حج بیت اللہ کے لیے حجاز کا سفر کیا اور وہاں شیخ عبدالوہاب متقی کے حلقہ درس میں شریک ہو کر علم حدیث کی تکمیل کی۔ ۹۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۵۲ھ میں جہانگیر کے عہد میں انتقال کیا۔ علوم دینیہ اور بالخصوص حدیث، سیر اور تصوف میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کی مجموعی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔

سبحۃ المرجان ص (۵۲) ماثر الکرام ص ۲ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۰۹

آپ نے مشائخین اور فقرائے ہندوستان کا ایک مبسوط و مفصل تذکرہ لکھا ہے جو اخبار الاخیار کے نام سے موسوم ہے اس میں مشائخین کے حالات ہیں اور ۱۲۸۳ھ اور ۱۳۰۹ھ میں دوبارہ دہلی میں طبع ہوا ہے

دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصرالدین

فرشتہ نے تاریخ کے علاوہ ایک کتاب علم طب میں لکھی ہے جس کا نام دستور الاطبا ہے۔ اس میں ہندوؤں کے طریق علاج اور ہندی ادویہ کے اعمال و خواص بیان کئے ہیں۔ یہ کتاب امرتسر میں سنہ ۱۹۱۰ء میں چھپی ہے

فرشتہ نے اپنی تاریخ (۳۲) کتابوں سے اخذ کی ہے ان میں سے (۲۲) کتابیں وہی ہیں جو طبقات اکبری کا ماخذ ہیں ان کے علاوہ دس کتابوں کے نام یہ ہیں (۱) ملحوظات طبقات احمدی شیخ عین الدین بیجاپوری (۲) تاریخ سالکی (مولفہ حسن علی جس کا تاریخ نام گیتی لکھا گیا ہے) (۳) سراج التواریخ ملا محمد لاری (۴) تاریخ ملا احمد ٹھٹوی (۵) حبیب السیر (۶) تاریخ حاجی محمد قندھاری (۷) فوائد الفواد (۸) خیر المجالس (۹) سیر العارفین (۱۰) اتفاقات اکبری

فرشتہ نے اپنی تاریخ کو ایک مقدمہ بارہ مقالے اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔

مقدمہ ۔ ذکر راجگان ہنود ۔ و کیفیت ظہور اسلام در بلاد ہندوستان

مقالہ اول ذکر سلاطین لاہور

مقالہ دوم ۔ ذکر سلاطین دہلی ۔ سلطان معز الدین محمد بن سام کے زمانے سے اکبر کی وفات تک

مقالہ سوم ۔ ذکر سلاطین دکن ۔

روضہ اول ۔ ذکر سلاطین بہمنیہ

روضہ دوم ۔ ذکر سلاطین بیجاپور ملقب بہ عادل شاہ

روضہ سوم ۔ ذکر سلاطین احمد نگر ملقب بہ نظام شاہ

روضہ چہارم ذکر سلاطین تلنگانہ ملقب بہ قطب شاہ

روضہ پنجم ۔ ذکر شاہان برار ملقب بعماد شاہ

روضہ ششم ۔ ذکر شاہان بیدر ملقب بہ برید شاہ

دار مہم تیار دلسر ہے۔ ان میں نور الحق نے زمانہ تصنیف تک سلاطین دہلی اور ان کے ہم عصر بادشاہوں کا تذکرہ اضافہ کر دیا ہے۔ ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم ص (۱۸۲) ریو جلد اول ص (۲۱۳)

(۴)

تاریخ فرشتہ

تصنیف حکیم محمد قاسم فرشتہ ابن غلام علی ہندو شاہ استرآبادی

ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ جس میں قدیم زمانہ سے سنہ ۱۰۱۵ھ تک واقعات ہیں۔ فرشتہ سنہ ۹۶۶ھ کے قریب استرآباد میں پیدا ہوا۔ ابتدائی عمر میں اپنے والد کے ساتھ ہندوستان میں آ کر احمد نگر میں مقیم ہوا۔ اس وقت احمد نگر میں مرتضیٰ نظام شاہ (سنہ ۹۷۲ھ سنہ ۹۹۶ھ) کی حکومت تھی باپ اور بیٹا دونوں نے دربار میں رسائی حاصل کر لی۔ مرتضیٰ شاہ نے ہندو شاہ کو اپنے فرزند میران حسین کا اتالیق مقرر کر دیا۔ مرتضیٰ کے بعد میران حسین برسر حکومت ہوا اور کم و بیش ایک سال حکومت کرنے کے بعد سنہ ۹۹۷ھ میں معزول کر دیا گیا۔ میران حسین کے عہد میں فرشتہ احمد نگر میں مقیم رہا۔ اس کے بعد وہاں سے نکل کر سنہ ۹۹۸ھ میں بیجاپور میں آیا اور عادل شاہی دربار میں باریاب ہو گیا۔ سلطان ابراہیم عادل شاہ (سنہ ۹۸۸ھ سنہ ۱۰۳۷ھ) کے حکم سے اس نے اپنی تاریخ لکھنی شروع کی جو سنہ ۱۰۱۵ھ میں اختتام کو پہنچی اور اسے گلشن ابراہیمی کے نام سے موسوم کیا لیکن یہ نام عام طور پر مشہور نہیں ہوا۔ فرشتہ کا سال وفات معلوم نہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس نے بہت بڑی عمر پائی ہے کیونکہ اس نے خاندیس کی سلطنت فاروقیہ کے اختتام کا تذکرہ کرتے ہوئے بہادر خان فاروقی کی وفات کا ذکر کیا ہے جو جہانگیر کے عہد میں سنہ ۱۰۲۴ھ میں واقع ہوئی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ فرشتہ سنہ ۱۰۳۲ھ میں بقید حیات

حالات ہیں اور اکاونٹ آف پنجاب کے نام سے کلکتہ کے رسالہ ایشیاٹک مسلینی بابت ۱۷۸۶ء
میں شائع ہوا ہے۔ کامل کتاب کا ترجمہ میجر برگس نے چار جلدوں میں کیا ہے جو ۱۸۲۹ء
میں بمقام لندن اور ۱۹۰۸ء میں بمقام کلکتہ چھپا ہے

اردو میں بھی اس کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں۔ کامل کتاب کا ترجمہ دو ضخیم جلدوں میں
۱۳۰۹ھ میں مطبع منشی نول کشور میں طبع ہوا ہے۔ مولوی حیدر علی کنتوری نے سررشتہ تعلیم
پنجاب کی فرمائش سے ابتدائی چار مقالوں کا ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں بمقام [illegible] طبع ہوا
پہلی جلد میں سلاطین لاہور و دہلی کے حالات ہیں اور اس کا نام تحفۃ الملوک ہے۔ دوسری
جلد میں سلاطین بہمنیہ کا تذکرہ ہے اور اسے سلطان التواریخ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ حال
میں ایک ترجمہ حیدرآباد کی عثمانیہ یونیورسٹی کے سررشتہ تالیف و ترجمہ نے شائع کیا ہے۔ اس کے
مترجم کا نام محمد علی طالب ہے۔ اس کی دو جلدیں شائع ہوئی ہیں جن میں ابتدا سے
سلطان جلال الدین اکبر کی وفات تک کے واقعات ہیں۔ کتاب کے آخر میں ایک حصہ
تعلیقات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں تاریخی حواشی مترجم نے اور جغرافیائی حواشی
مولوی سید ہاشمی فرید آبادی نے لکھے ہیں۔

۵

خلاصۃ التواریخ

تصنیف منشی سوجان رائے ساکن بٹالہ

ہندوستان کی عام تاریخ جس میں قدیم زمانہ سے اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی
تک واقعات ہیں۔

مصنف کے نام میں اختلاف ہے الیٹ نے سبحان رائے اور گارسن دتاسی نے
سوجان رائے لکھا ہے۔ بعض قلمی نسخوں میں کاتبوں نے جو خاتمے لکھے ہیں ان سے آخر الذکر

مقالہ چہارم ۔ ذکر سلاطین گجرات
مقالہ پنجم ۔ ذکر سلاطین مالوہ
مقالہ ششم ۔ ذکر سلاطین خاندیس
مقالہ ہفتم (۱) ذکر سلاطین بنگالہ
(۲) ذکر سلاطین جون پور
مقالہ ہشتم ۔ ذکر سلاطین ملتان
مقالہ نہم ۔ ذکر سلاطین سندھ
مقالہ دہم ۔ ذکر سلاطین کشمیر
مقالہ یازدہم ۔ ذکر حکام ملیبار و کیفیت فرنگیان ہندوستان
مقالہ دوازدہم ۔ ذکر مشائخ ہندوستان
خاتمہ کیفیت ہندوستان

ایلیٹ کا انڈکس ص ۳۱۰ تا ص ۳۲۹ ایلیٹ کی تاریخ جلد ششم
جلد ششم ص ۲۰۷ تا ص ۲۳۶ ۔ ریو ج اول ص ۲۲۵ ۔ مارلے ص ۵۶ تا ص ۶۸
بمبئی کے گورنر اور مشہور مورخ لارڈ الفنسٹن نے تاریخ فرشتہ کو نہایت اہتمام کے
ساتھ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ۱۸۳۲ء میں بمبئی میں چھپوایا ہے ۔ اس کے بعد لکھنؤ
کے مطبع منشی نولکشور نے اس کے متعدد ایڈیشن شایع کئے ہیں ۔ (۱۸۶۴ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۸۴ء)
انگریزی میں اس کے متعدد ترجمے ہوئے ہیں ۔ اسکندر ڈو نے مقالہ اول و دوم
کا ترجمہ کیا ہے جس میں سلاطین لاہور و دہلی کا تذکرہ ہے ۔ اور تاریخ ہندوستان کے نام
سے ۱۷۶۸ء میں بمقام لندن دو جلدوں میں چھپا ہے ۔ میجر اسکاٹ نے مقالہ سوم
کا ترجمہ کیا ہے جس میں سلاطین دکن کے حالات ہیں اور ۱۷۹۴ء میں تاریخ دکن کے نام سے
دو جلدوں میں چھپا ہے ۔ اینڈرسن نے گیارھویں مقالہ کا ترجمہ کیا ہے جس میں ملیبار

سنہ ۱۸۷۶ء میں کلکتہ میں اور سنہ ۱۹۱۹ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ ۳۱۰ کا جو اضافی حصہ لطف علی
کے حالات تکملہ کے اپنے مجموعہ شعرا ہندی میں شامل کیا ہے جو سنہ ۱۸۱۰ء میں بمقام
لندن طبع ہوا ہے۔

مارلے ص ۶۹۔ المسٹ کی تاریخ جلد ۴ ص ۵ تا ص ۱۲ تا سولیس کا مضمون
ص ۲۲۳ گارسن دی تاسی کی تاریخ ادب ہندی و ہندوستانی جلد اول ص ۳۱۔ آزاد ص ۳۶۲ / ۲۶۴

ہندوستان کی غیر مشہور تاریخوں میں ایک مختصر التواریخ بھی ہے جو شاہجہاں کے
عہد میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس میں راجہ جدہشتر کے زمانے سے شاہجہاں کے جلوس تک
سلاطین دہلی کے حالات مذکور ہیں۔ ایلیٹ کی تاریخ جلد ہشتم ص ۱۱ المیڈ کا بیان ہے کہ
سوجان رائے نے اسی کتاب پر اپنی تاریخ کا بنیاد رکھا ہے اور اس کے اکثر
اجزا کو لفظاً لفظاً اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ اصل عبارتوں کے ساتھ وہ
اشعار بھی خلاصۃ التواریخ میں بجنسہ موجود ہیں جنہیں مختصر التواریخ کے مصنف نے کتاب میں
موقع بہ موقع درج کئے ہیں۔ یہی کیفیت سیر المتاخرین کی ہے اس کی پہلی جلد میں جو مقدمہ
سیر المتاخرین کے نام سے موسوم ہے مصنف نے بعض عبارتوں کو ترمیم کر کے خلاصۃ التواریخ
کو حرف بحرف نقل کر لیا ہے۔

زبان کی صحت ظاہر ہوتی ہے۔ سجان رائے نے اس تاریخ کے علاوہ اور بھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ مثلاً شاہنامہ فردوسی کا خلاصہ جو سنہ ۳۲ھ میں تمام ہوا۔ خلاصۃ الانشا جس میں فن انشاء کی چونتیس کتابوں سے اخذ کر کے نامور انشا پردازوں کے مختلف تحریرات جمع کئے ہیں۔ خلاصۃ المکاتیب جس میں خطوط نویسی کے آداب و قواعد مذکور ہیں۔

مصنف نے خلاصۃ التواریخ کی تالیف میں چھبیس کتابوں سے مدد لی ہے اور دو سال کے عرصہ میں جلوس عالمگیری کے چالیسویں سال سنہ ۱۱۰۷ھ کے اخیر ایام میں اس کو تمام کیا ہے۔

مضامین کی ترتیب و تقسیم اس طرح پر ہے۔

۱۔ ہندوستان کا جغرافیہ

۲۔ تاریخ راجگان ہندوستان راجہ جدھشٹر کے زمانے سے فتوحات اسلام تک۔

۳۔ تاریخ سلاطین ہندوستان امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانہ سے ابراہیم لودھی کے انقراض تک۔

۴۔ تاریخ سلاطین تیموریہ بابر بادشاہ کے فتح ہندوستان سے اورنگ زیب عالمگیر کی تخت نشینی تک۔

مصنف نے سلاطین ہندوستان کے حالات بیان کرتے ہوئے ضمناً اُن کے معاصر سلاطین کا تذکرہ بھی لکھ دیا ہے مثلاً بابر کے حالات میں سلاطین ملتان کا ذکر آیا ہے۔ اکبر کے حالات میں سلاطین مالوہ، گجرات، بنگال، کشمیر، سندھ، اور دکن کے واقعات مرقوم ہیں۔

ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے اس کے ابتدائی حصہ کو جس میں ہندوستان کا جغرافیہ اور راجگان ہندوستان کا تذکرہ مذکور ہے۔ میر شیر علی افسوس نے ۱۸۰۵ء میں زبان اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام آرائش محفل رکھا ہے۔

خلاصۃ التواریخ کو مولوی ظفر حسن نے ۱۹۱۸ء میں دہلی میں چھپوایا ہے۔ آرائش محفل

(۱۴) مالوہ (۱۵) کابل

گلشن دوم ۔ دکن کے چھ صوبوں کا بیان (۱) برار (۲) خاندیس (۳) اورنگ آباد (۴) بیجاپور (۵) گولکنڈہ (۶) بہار

گلشن سوم ۔ ہندوستان کے راستوں کا بیان ۔ جو دہلی سے مختلف صوبوں کو گزرے ہیں ۔

گلشن چہارم ۔ مسلمان اور ہندو درویشوں کے مختلف فرقوں کا تذکرہ ۔

گلشن اول میں سلاطین ہندوستان کی تاریخ راجہ یدھشٹر کے زمانہ سے شاہجہاں ثانی کے جلوس تک تحریر ہے ۔ گلشن دوم میں دکن کے حسب ذیل شاہی خاندانوں کا تذکرہ مرقوم ہے ۔

(۱) سلاطین بہمنیہ (۲) سلاطین عادل شاہیہ (۳) سلاطین نظام شاہیہ
(۴) سلاطین قطب شاہیہ (۵) سلاطین عماد شاہیہ (۶) سلاطین برید شاہیہ
(۷) سیواجی اور سنبھاجی کا احوال

ہر صوبہ میں جس قدر زیارت گاہیں ، شاہی قلعے ۔ دریا پہاڑ ۔ مشہور مقام ۔ ضلعے پرگنے واقع ہیں اُن کی تفصیل بھی درج ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ شہروں کے تحت میں ان مشاہیر صوفیہ کا تذکرہ بھی لکھا ہے جو یہاں مدفون ہیں ۔

ایلیٹ کی تاریخ جلد ہشتم ص ۲۵۵ ریو جلد اول صفحہ ۲۲۳

پروفیسر جادوناتھ سرکار نے اپنی کتاب ہندوستان بعہد اورنگ زیب میں اس کتاب کے بہت سے جغرافیائی اقتباس نقل کیے ہیں ۔

جغرافیائی تاریخیں

چہار گلشن

تصنیف رائے چتر من

ہندوستان کی جغرافیانہ تاریخ۔ جس میں قدیم زمانہ سے ۱۱۷۳ھ تک واقعات ہیں۔ مصنف نے اس کو وزیر غازی الدین خاں بہادر کی فرمایش سے ۱۱۷۳ھ میں جبکہ احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر دوسری بار حملہ کیا تھا، تصنیف کیا اور اخبار النوادر اس کا نام رکھا لیکن اس کا مسودہ پریشان و پراگندہ حالت میں تھا۔ جس کو مصنف کے پوتے منشی حیدر ایمان نے ۱۲۰۴ھ میں از سر نو مرتب کیا اور مصرعہ ذیل سے اس کی تاریخ نکالی۔

دایما سیراب باد اچار گلشن در جہاں

یہ کتاب چار فصلوں میں منقسم ہے۔ ہر فصل گلشن کے نام سے موسوم ہے اور اسی مناسبت سے چہار گلشن کہلاتی ہے۔

گلشن اول۔ ہندوستان کے پندرہ صوبوں کا بیان (۱) دہلی (۲) اکبر آباد (۳) لاہور (۴) ملتان (۵) ٹھٹھہ (۶) کشمیر (۷) اڑیسہ (۸) بنگالہ (۹) بہار (۱۰) الہ آباد (۱۱) اودھ (۱۲) اجمیر (۱۳) گجرات۔

(۱۱) [illegible] (۱۲) ملتان (۱۳) لاہور (۱۴) سرہند (۱۵) کابل

(۱۶) اقلیم سوم اور ہیں دکن کے [illegible] ولایت [illegible] کا [illegible]

(۱) خاندیس (۲) برار (۳) اورنگ آباد (۴) [illegible]

(۵) بیجاپور (۶) [illegible] آباد

(۱۷) اقلیم چہارم [illegible] [illegible] کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آسام [illegible]

محمد [illegible] کے زمانے [illegible] سنہ ۱۲ ہجری [illegible] [illegible] [illegible]

تاریخ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۱۱۰

تاریخ جلد اول ص ۲۵

اس کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تاریخ

ص ۵۰ اور [illegible] میں اس کا نام [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہو گیا ہے۔

حقیقت ہائے ہندوستان

تصنیف لالہ لچھمی نراین شفیق

یہ کتاب بھی مثل چہار گلشن کے ہندوستان کی جغرافیائی تاریخ ہے اور ۱۲۰۴ھ/۱۷۸۹ء میں حیدرآباد میں تصنیف ہوئی ہے۔

مصنف اس کا نواب نظام الملک آصف جاہ اول کے دیوان لالہ منسا رام کا فرزند اور میر غلام علی آزاد بلگرامی کا شاگرد ہے۔ ۲ صفر ۱۱۵۸ھ کو اورنگ آباد میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ تاریخ و تراجم میں اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً (۱) تنمیق شگرف دکن کی تاریخ ہے (۲) ماثر آصفی۔ سلاطین آصفیہ کی تاریخ ہے (۳) بساط الغنائم۔ مرہٹوں کی تاریخ ہے (۴) ماثر حیدری حیدر علی اور ان کے نامور فرزند ٹیپو سلطان کی تاریخ ہے (۵ و ۶) گل رعنا اور شام غریباں فارسی شعرا کے تذکرے ہیں (۷) چمنستان شعراء اردو شعرا کا تذکرہ ہے

لالہ منسا رام اپنے زمانہ دیوانی میں ممالک اور صوبوں کے محاصل و مداخل کا ایک گوشوارہ مرتب کیا تھا۔ مصنف نے ولیم پامر کی فرمائش سے اس گوشوارہ کو از سرنو ترتیب دیا اور اس کی توضیح کے لئے یہ کتاب تصنیف کی۔

یہ کتاب چار مقالوں میں منقسم ہے۔

مقالہ اول ۔ اس میں محاصل و مداخل کا گوشوارہ درج ہے۔

مقالہ دوم ۔ اس میں ہندوستان کے حسب ذیل صوبوں کا بیان ہے۔

(۱) شاہجہان آباد (۲) اکبرآباد آگرہ (۳) الہ آباد (۴) اودھ

(۵) بہار (۶) بنگالہ (۷) اوڑیسہ (۸) مالوہ (۹) اجمیر (۱۰) گجرات

ل المآثر نام کتاب ہے۔ اس کے قلمی نسخے رام پور اور ... آئے ہیں کہ ...
آرہ میں اس کا اردو ترجمہ بہ عنوان ... (ص ۲۸۱) اور ... کی دوسری
جلد میں اس کا مختصر ترجمہ شامل ہے۔
ایلیٹ کی تاریخ جلد دوم ص ۲۰۴ - ڈاکٹر ناموس کا مضمون، جلد دوم ص ۲۰۴
جلد اول ص ۳۲

(۹)

تاریخ فیروز شاہی

تصنیف: مولانا ضیاء الدین برنی

سلطنت دہلی کے آٹھ بادشاہوں کی تاریخ جس میں سلطان غیاث الدین بلبن کے جلوس (۶۶۴ھ) سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک واقعات ہیں۔

مولانا ضیاء الدین سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا (وفات ۷۲۵ھ) کے مرید مشہور شاعر خواجہ امیر خسرو کے دوست اور سلطان محمد بن تغلق کے ندیم تھے۔ سلطان کی وفات کے بعد فیروز شاہ کے دربار میں تقرب حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں اپنی تاریخ لکھی۔ یہ تاریخ ۷۵۸ھ میں تمام ہوئی ہے اس وقت مولانا کی عمر چوہتر سال کی تھی۔ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ ۶۸۴ھ میں یا اس کے قریب زمانہ میں ان کی ولادت ہوئی ہے۔ سال وفات معلوم نہیں (۷۵۸ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے اور شیخ نظام الدین اولیا کے جوار میں مدفون ہوئے

اخبار الاخیار ص ۔ ا تذکرہ علمائے ہند ص ۹۷۔

تاریخ فیروز شاہی طبقات ناصری کا تکملہ ہے۔ قاضی منہاج الدین نے طبقات کو ۶۵۸ھ میں ختم کیا ہے۔ فیروز شاہی کی ابتدا غیاث الدین بلبن کے جلوس سے ہوئی ہے جو ۶۶۴ھ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ۷۵۸ھ تک جبکہ فیروز شاہی تصنیف ہوئی ہے

سلاطین دہلی کی تاریخیں

۸

تاج المآثر

مصنفہ نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری

سلطنت دہلی کی سب سے قدیم اور پہلی تاریخ ہے۔ اس میں دہلی کے پہلے مسلمان سلطان امیر قطب الدین ایبک اور اس کے جانشین سلطان شمس الدین التمش کے عہد حکومت کے تقریباً ۲۱ سال واقعات مذکور ہیں جو ۵۸۸ھ سے ۶۱۴ھ تک گزرے ہیں۔

روضۃ الصفا اور کشف الظنون میں اس کے مصنف کا نام صدر الدین محمد بن حسن نظامی لکھا ہے لیکن حقیقت میں نام اصل مصنف کے کاتب کا ہے اور اس کتاب کے آخر پر جو خاتمہ لکھا ہے اس میں مصنف کا نام نظام الدین حسن نظامی نیشاپوری درج ہے۔ حمداللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسن نظامی مشہور ادیب اور شاعر نظامی عروضی سمرقندی مصنف چہار مقالہ کا فرزند تھا۔

کتاب کی ابتدا فتح اجمیر سے ہوئی ہے (۵۸۸ھ) اخیر واقعہ جس پر کتاب کا خاتمہ ہوا ہے ۶۱۴ھ میں شاہزادہ ناصر الدین محمود کا صوبہ دار لاہور مقرر ہوا ہے۔

جوزجانی نے ۶۵۸ھ میں تصنیف کیا ہے۔ اس میں ابتدائے آفرینش عالم سے [illegible] تک
[illegible] انبیا علیہم السلام و [illegible] اسلام اور ایران [illegible]
[illegible] کے حالات لکھے ہیں۔

منہاج الدین کے آبا و اجداد [illegible] اور [illegible] آل شنسب
(سلاطین غور) کے دربار میں [illegible] حاصل تھا۔ اس کی ماں شاہزادی [illegible]
سلطان غیاث الدین محمد بن سام کی رضاعی بہن تھی۔ اسی لیے [illegible] شاہی حرم میں
منہاج الدین کی پرورش ہوئی تھی۔ سلطان شمس الدین التمش اور اس کے [illegible] نے
منہاج الدین کو عساکر شاہی کا قاضی بنا دیا تھا۔ اخیر زمانہ میں جبکہ سلطان ناصر الدین محمود کا دور
اور غیاث الدین بلبن صاحب اقتدار تھا اس کو خوب عروج حاصل ہو گیا تھا۔ اور بلبن نے
جو اس کا سرپرست تھا صدر جہاں کا خطاب دے کر قاضی القضات بنا دیا۔

طبقات ناصری ۲۳ طبقات میں منقسم ہے۔ ان میں آٹھ طبقے ہندوستان سے
تعلق رکھتے ہیں اور [illegible] سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع ہو چکے ہیں۔

طبقہ یازدہم ۔ ذکر سلاطین آل سبکتگین ۔ امیر ناصر الدین سبکتگین کے آغاز حکومت
سے خسرو ملک تک جس کے زمانہ میں اس خاندان کا انقراض ہوا۔

طبقہ ہفدہم ۔ ذکر سلاطین شنسبانیہ ۔ پہلی شاخ کا تذکرہ جس کی حکومت علاقہ
غور میں تھی۔

طبقہ ہشدہم ۔ ذکر سلاطین شنسبانیہ ۔ دوسری شاخ کا تذکرہ جس کی حکومت علاقہ
طخارستان میں تھی۔

طبقہ نوزدہم ۔ ذکر سلاطین شنسبانیہ ۔ تیسری شاخ کا تذکرہ جس کی حکومت علاقہ
غزنین و بامیان میں تھی۔

طبقہ بستم ۔ ذکر سلاطین ہندوستان ۔ قطب الدین ایبک اور اس کے [illegible]

سیحانہ ۹۳ سال کا زمانہ گزرا ہے اور اس عرصہ میں جسد دہلی اٹھ بادشاہ پر حکمراں رہے
جن کا مفصل تذکرہ تحریر کیا ہے۔

۱۔ سلطان غیاث الدین بلبن	سنہ ۱۲۶۴ء	سنہ ۱۲۸۶ء
۲۔ سلطان معز الدین کیقباد	سنہ ۱۲۸۹ء	سنہ ۱۲۹۰ء
۳۔ سلطان جلال الدین فیروز	سنہ ۱۲۹۰ء	سنہ ۱۲۹۵ء
۴۔ سلطان علاء الدین شاہ	سنہ ۱۲۹۵ء	سنہ ۱۳۱۶ء
۵۔ سلطان قطب الدین مبارک شاہ	سنہ ۱۳۱۶ء	سنہ ۱۳۲۰ء
۶۔ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ	سنہ ۱۳۲۰ء	سنہ ۱۳۲۵ء
۷۔ سلطان محمد بن تغلق شاہ	سنہ ۱۳۲۵ء	سنہ ۱۳۵۲ء
۸۔ سلطان فیروز شاہ	سنہ ۱۳۵۲ء	سنہ ۱۳۹۰ء

مرحوم سرسید احمد خاں نے فیروز شاہی کی تصحیح کی ہے۔ اور ڈاکٹر ناسو لیس کے اہتمام سے سنہ ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ طبع ہو کر رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال سے شائع ہوئی ہے۔ انگریزی میں کامل کتاب کا ترجمہ کسی نے نہیں کیا البتہ اختصار کے ساتھ پروفیسر ڈاؤسن نے کیا ہے۔ جو ایلیٹ کی ہسٹری کی جلد سوم میں شامل ہے۔

ایلیٹ کی تاریخ جلد سوم ص ۹۳ ۔ جلد سوم ص ۴۸۴ ۔ ریو جلد اول ص ۳۲۳ جلد دوم ص ۹۱۹ و ص ۹۲۰

سرسید نے فیروز شاہی پر ایک مبسوط دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں ان تمام تاریخوں کا حال ہے جو شاہان ہند کے متعلق اس سے پہلے اور فیروز شاہ کے حال میں اس کے بعد لکھی گئی ہیں اور اس کے بعد ضیاء الدین برنی کی سوانح عمری لکھی ہے۔ یہ دیباچہ ایشیاٹک سوسائٹی کے اخبار کی پہلی جلد میں شائع ہوا ہے (حیات جاوید حصہ اول ص ۲۲)

طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور اس کے قاضی منہاج الدین بن سراج الد

لودھی اور سوری خاندان کی تاریخیں

۱۱

مخزن افغانی

تصنیف خواجہ نعمت اللہ بن حبیب اللہ ہروی

اقوام افاغنہ کی تاریخ ہے اور ۱۰۲۰ھ میں خان جہاں خان لودھی کی فرمائش سے تصنیف ہوئی ہے۔

جہانگیر کے واقعات بیان کرنے سے پہلے مصنف نے جو تمہید لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا والد حبیب اللہ پینتیس سال تک اکبر کے دربار میں ملازم اور دفتر خالصہ میں کارگزار تھا۔ خود مصنف نے جہانگیر کے عہد میں ۱۰۱۷ھ تک وقائع نویسی اور دیگر سرکاری خدمات انجام دئیے تھے۔ ۱۰۱۸ھ میں کسی وجہ سے شاہی ملازمت چھوڑ کر خان جہاں خان لودھی کا توسل پیدا کیا اور اس کی فرمائش سے ۲۰ ذی الحجہ ۱۰۲۰ھ کو علاقہ برار کے قصبہ ملکاپور میں اس کی تصنیف شروع کی اور اس میں کتب ذیل سے مضامین اخذ کئے۔

(۱) تاریخ طبری (۲) تاریخ گزیدہ (۳) تاریخ جہانگشائی (۴) تاریخ شاہ شجاع
(۵) تاریخ نظام شاہی (۶) مطلع الانوار (۷) معدن الاخبار (۸) طبقات اکبری

حکامان اقطاع ہندوستان مثلاً ناصر الدین قباچہ والی سندھ وملتان بہار الدین طغرل والی بیانہ بختیار خلجی والی بنگالہ اور اُس کے جانشینوں کے حالات ۔

طبقہ بیست و یکم ۔ ذکر سلاطین دہلی ۔ سلطان شمس الدین التمش کے آغاز حکومت سے سلطان ناصر الدین محمود کے پندرہویں سال جلوس تک

طبقہ بیست و دوم ۔ ذکر ملوک شمسیہ ۔ ان حکام کا تذکرہ جو سلطان شمس الدین التمش اور اُس کے جانشینوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہندوستان کے مختلف اقطاع میں مقرر ہوئے ہیں ۔

طبقہ بیست و سوم ۔ چنگیز خاں کا خروج اور مغلیہ حملوں کا تذکرہ ۔

بائیسویں طبقہ کے اختتام سے تاریخ فیروز شاہی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔

۱۰
تاریخ فیروز شاہی
تصنیف شمس سراج عفیف

ضیاء الدین برنی کی تاریخ کا تکملہ ہے ۔ اس میں سلطان فیروز شاہ کے واقعات جلوس (۷۵۲ھ) سے وفات (۷۹۰ھ) تک تحریر ہیں ۔ ابتدا میں مختصر سا بیان بادشاہ کی ابتدائی زندگی کا درج ہے ۔ اس کے علاوہ کتاب میں مختلف مقامات پر وہ حالات بھی تحریر کئے ہیں جو فیروز شاہ نے اپنے زمانہ میں انتظام سلطنت اور امور رفاہ خلائق کے متعلق انجام دئے تھے ۔ یہ کتاب ۸۰۱ھ میں یا اس کے بعد قریب تر زمانہ میں تصنیف ہوئی اور ۱۸۹۱ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں شائع ہوئی ہے ۔ پروفیسر ڈوسن نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو الیٹ کی تاریخ کی جلد سوم میں صفحہ ۲۶۹ سے صفحہ ۳۷۳ تک چھپا ہے ۔

ناموسیں کا مضمون ص ۴۴۵ - یو جلد اول ص ۲۴۱ اشعیہ ۲۱۲

اس کی اصلاح کی اور ایک مقدمہ اور بہت سے مفید حواشی کے ساتھ ۱۸۳۶ء میں چھپوایا۔ اس کے بعد سر لیوی کنگ نے اسے از سر نو ترتیب دیکر ۱۹۲۱ء میں لندن میں طبع کیا۔

ایک [illegible] صاحب [illegible] مرزا امیر الدین [illegible] فارسی ترجمہ سے اردو زبان میں ترجمہ کیا اور جان لیڈن کے انگریزی ترجمہ سے اس کی مطابقت کرنے کے بعد ۱۹۱۴ء میں دہلی میں طبع کرایا۔

ایلیٹ جلد چہارم ص ۲۳۲ تا ص ۳۰۷ - ریو جلد اول ص ۲۴۴ ایتھے ۱۶

ہمایون (۹۳۷ھ - ۹۶۳ھ)

۱۴

تذکرۃ الواقعات

تصنیف جوہر آفتاب چی

ہمایون بادشاہ کا تذکرہ جو اس کی وفات کے تیس سال بعد ۹۹۵ھ میں مرتب ہوا ہے۔ اس کا مصنف جوہر ہمایوں کا آفتاب چی تھا۔ اور اس خدمت کو اس نے بادشاہ کی حضور میں سالہا سال انجام دیا ہے۔ ہمایوں نے اپنی حکومت کے آخر ایام میں ۹۶۲ھ کے قریب اسے ہیبت پور کا فوجدار بنا دیا تھا۔ پھر اکبر کے ابتدائی زمانہ میں ترقی کر کے پنجاب اور ملتان کا خزانہ دار ہو گیا۔ ایلیٹ جلد پنجم ص ۱۳۶ تا ص ۴۹ ار یو جلد اول ص ۲۴۶

مولانا اللہ داد سرہندی نے جوہر کے اس تذکرہ کو اصلاح و ترمیم کے بعد از سر نو ترتیب دیکر "تاریخ ہمایونی" نام رکھا اور اس کے مضامین چار ابواب پر منقسم کئے۔

باب اول - ہمایون بادشاہ کے جلوس سے اکبر کی ولادت تک جو ۹۴۹ھ

(۹) تاریخ ابراہیم شاہی تصنیف مولانا محمد بن ابراہیم کالوانی (۱۰) تاریخ مولانا مشتاقی دہلوی
(۱۱) تاریخ شیر شاہی تصنیف شیخ عباس سروانی وغیرہ

یہ کتاب ایک مقدمہ سات ابواب اور ایک خاتمہ پر منقسم ہے۔

مقدمہ - اس میں بنی اسرائیل اور اُن کے جدامجد حضرت یعقوب بن ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے

باب اول اس میں حسب ذیل مضامین ہیں

۱۔ طالوت اور حضرت سلیمان کا تذکرہ

بیت المقدس پر بخت نصر کا تسلط اور وہاں سے بنی اسرائیل کا جلاوطن ہو کر کوہ غور میں آنا اور یہاں سے منتقل ہو کر کوہ سلیمان اور دیار روہ میں آباد ہونا۔

باب دوم - اس میں حضرت خالد بن ولید کا تذکرہ اور اُن مختلف روایات کا بیان ہے جو اُن کی نسبت کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔

باب سوم - اس میں لودہی خاندان کی تاریخ ہے۔

(۱) احوال سلطان بہلول دہلوی
(۲) احوال سلطان سکندر ابن بہلول لودہی
(۳) احوال سلطان ابراہیم بن سکندر لودہی

باب چہارم - اس میں سوری خاندان سوری کی تاریخ ہے۔

(۱) احوال شیر شاہ سوری
(۲) احوال اسلام شاہ بن شیر شاہ سوری
(۳) احوال فیروز شاہ بن سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری
(۴) احوال محمد عادل شاہ

میں اس کا انتقال ہوا۔

ہمایوں نامہ چھوٹی سی کتاب ہے اسے مسز بیورج نے ۱۹۰۲ء میں بمقام لندن چھپوایا ہے جس کے ساتھ انگریزی ترجمہ اور بہت سے مفید و کارآمد تاریخی اور سوانحی حواشی بھی اضافہ کئے ہیں۔

اکبر (سنہ ۹۶۳ھ – سنہ ۱۰۱۴ھ)

(۱۹)

اکبر نامہ

تصنیف شیخ ابوالفضل علامی ابن شیخ مبارک ناگوری

اکبر کے عہد حکومت کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے۔ ابوالفضل ۶ محرم سنہ ۹۵۸ھ کو آگرہ میں پیدا ہوا۔ اور سنہ ۹۸۱ھ میں دربار میں باریاب ہوا۔ بادشاہ نے ابتدا میں دفتر انشاء اس کو تفویض کیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کرکے عہدہ وزارت پر فائز ہوگیا۔ ۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ھ کو شہزادہ سلیم کے ایما سے راجہ راج سنگھ نے نواح اوجین میں مار ڈالا۔

ابوالفضل نے اکبر نامہ کو جلوس اکبری کے اکتالیسویں سال سنہ ۱۰۰۴ھ میں تمام کیا اس کے بعد سنہ ۱۰۱۰ھ تک اس میں واقعات اضافہ کئے اور مضامین کے لحاظ سے دو جلدوں پر منقسم کیا۔

جلد اول دفتر اول۔ اس میں امیر تیمور کے زمانہ سے ہمایوں کی وفات تک اکبر کے آباؤ اجداد کا تذکرہ ہے۔

دفتر دوم اس میں اکبر کی تخت نشینی سے سترھویں سال جلوس تک واقعات ہیں

جلد دوم۔ دفتر اول۔ اس میں جلوس کے اٹھارویں سال سے چھیالیسویں

میں واقع ہوئی ہے۔

باب دوم۔ ہمایوں کا شیر شاہ سے شکست پانے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کی ملاقات کے لئے جانب خراسان روانہ ہونا۔

باب سوم۔ ہمایوں کا ایران سے جانب قندھار واپس ہونا۔

باب چہارم۔ ہمایوں کا ہندوستان پر حملہ کی تیاری کرنا۔

فرشتہ نے جوہر کے تذکرہ کا نام واقعات ہمایونی لکھا ہے۔ مولانا اللہ داد کا اصلاح کیا ہوا نسخہ تاریخ ہمایونی کہلاتا ہے

اینگلس نے جوہر کے اصل نسخہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا جس کو میجر اسٹوارٹ نے اسلامی بکیر سنہ ۱۸۳۲ء میں بہ مقام لندن چھپوایا۔

۱۵

ہمایوں نامہ

تصنیف گلبدن بیگم دختر ظہیر الدین محمد بابر شاہ

بابر اور ہمایوں کا تذکرہ ہے۔ اکبر بادشاہ کی فرمائش سے گلبدن بیگم نے اسے مرتب کیا ہے ہمایوں نے سنہ ۹۶۲ھ میں اپنے بھائی مرزا کامراں کو بار بار کی خون ریزی اور بدعہدی سے تنگ آکر اندھا کرادیا تھا اس واقعہ پر اس کتاب کا خاتمہ ہوا ہے۔

گلبدن بیگم جیسا کہ دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے بابر کی وفات کے وقت آٹھ سال کی تھی اس اعتبار سے سنہ ۹۲۹ھ میں اس کی ولادت ہوئی اور اکبر کی تخت نشینی سنہ ۹۶۳ھ کے وقت چونتیس سال کی عمر تھی۔

سنہ ۹۵۲ھ میں اس کا عقد خواجہ خضر خاں سے ہوا۔ سنہ ۹۸۲ھ میں اپنی پھوپھی سلیمہ سلطان بیگم کے ہمراہ زیارت بیت اللہ کے لئے عازم حجاز ہوئی۔ ۲۸ ذی حجہ سنہ ۱۱۰۱ھ کو آگرہ

(۵) سلیمان کرانی اور اُس کے جانشینوں کے حالات

باب پنجم۔ اس میں خان جہاں خاں لودہی اور اُس کے اجداد کا تذکرہ ہے۔

باب ششم ا۔ اس میں اقوام افاغنہ کے انساب ہیں۔

(۱) سلسلہ ترہئی کا بیان

(۲) سلسلہ (نیہی) کا بیان

(۳) سلسلہ غرغشتی کا بیان

(۴) سلسلہ کرانی کا بیان

باب ہفتم۔ اس میں سلطان نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کا تذکرہ ہے۔

خاتمہ۔ اس میں اولیٰ مشایخین اور حضرات صوفیہ کا تذکرہ ہے جو طائفہ افاغنہ تھے

پروفیسر ڈورن نے اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۲۹ء میں لندن میں چھپا ہے۔ ایلیٹ ہسٹری جلد ۵ ص ۲ تا ص ۶۷

(۱۲)

تاریخ داؤدی

دہلی کے سلاطین سے صرف لودہی اور سوری بادشاہوں کی تاریخ ہے۔ سلطان بہلول لودہی کے حالات سے اس کا آغاز اور سلطان داؤد شاہ کی وفات پر خاتمہ ہوا ہے۔

کتاب میں اس کے مصنف کا نام مذکور نہیں ہے لیکن ایلیٹ کی تحریر کے موجب ایک شخص غیر مشہور نے جس کا نام عبداللہ ہے اسے تصنیف کیا ہے۔

اس کتاب میں جہانگیر کا تذکرہ بادشاہ وقت کی حیثیت سے آیا ہے اور کئی جگہ مصنف نے طبقات اکبری اور تاریخ فرشتہ کا حوالہ دیا ہے اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کتاب جہانگیر کے عہد میں تصنیف ہوی ہے۔

سال تک واقعات ہیں۔

منشی محمد صالح نے شاہ جہاں کے عہد میں بطور تکملہ جلد دوم کا دفتر دوم مرتب کیا ہے جس میں چھیالیسویں سال جلوس سے وفات تک واقعات ہیں لیکن یہ تکملہ مشہور و مقبول نہیں ہوا۔

اکبر نامہ سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۸۷ء تک کلکتہ میں اور ۱۸۶۶ء میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔ انگریزی میں بیورج نے ترجمہ کیا ہے۔ جو ۱۸۹۷ء سے ۱۹۲۱ء تک کلکتہ سے شائع ہوا ہے۔

ایلیٹ جلد پنجم ص ۱۰۲ مارلے ص ۱۰۸ دی ساسی جلد دہم ص ۱۹۹

۱۷

آئین اکبری

تصنیف شیخ ابوالفضل علامی

اکبر نامہ کا ضمیمہ ہے۔ اس میں اکبر کے چھیالیس سالہ نظم و نسق کی تاریخ اور سلطنت کا صوبہ وار جغرافیہ تحریر ہے۔ خاتمہ میں مصنف نے اپنے حالات لکھے ہیں۔ ۱۸۵۵ء میں یہ کتاب تمام ہوئی ہے۔

سر سید احمد خاں نے اس کو صحیح کر کے ۱۸۵۵ء میں غدر سے پہلے تین جلدوں میں چھپوایا تھا اور اس میں کثرت سے تاریخی اور توضیحی حواشی اضافہ کئے تھے۔ دوسری جلد غدر میں تلف ہو گئی۔ پہلی اور تیسری جلدیں کمیاب اور شاذ و نادر مل جاتی ہیں۔

بلاک مین نے سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۶۷ء سے ۱۸۷۷ء تک کلکتہ میں کامل کتاب کو چھپوایا ہے اس کے ساتھ حواشی وغیرہ نہیں ہے۔ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سے اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ پہلا ایڈیشن راجہ مہندر سنگھ والی پٹیالہ کی فرمائش سے

سلاطین تیموریہ کی تاریخیں

بابر (۸۹۹ھ تا ۹۳۷ھ)

(۱۳)

تزک بابری

مترجمہ مرزا عبدالرحیم خانخاناں فرزند بہرام خاں

شہنشاہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی خود نوشتہ سوانح عمری جس کو مرزا عبدالرحیم خان خاناں نے شہنشاہ اکبر کے حکم سے ۹۹۷ھ میں ترکی زبان سے فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔ مرزا عبدالرحیم خان خاناں اکبر کا مشہور سپہ سالار ہے۔ ۱۴ صفر ۹۶۴ھ کو لاہور میں پیدا ہوا۔ ۲۱ جلوس جہانگیری کے اکیسویں سال ۱۰۳۶ھ کو بہتر سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ذی علم آدمی تھا۔ عربی فارسی ترکی اور ہندی زبانیں خوب جانتا تھا۔ ملا عبدالباقی نہاوندی نے مآثر رحیمی کے نام سے ایک ضخیم کتاب اس کے حالات میں لکھی ہے۔ توزک جہانگیری صفحہ ۱۲۹ بلاک مین ترجمہ آئین اکبری جلد اول ص ۳۳۴ تا صفحہ ۱۳۹ مآثر الامرا جلد اول ص ۶۹۳ تا صفحہ ۷۱۳۔

کتاب میں حسب ذیل سلاطین کا تذکرہ ہے

لودہی خاندان (۱) سلطان بہلول لودہی

(۲) سلطان سکندر لودہی

(۳) سلطان ابراہیم لودہی

سوری خاندان (۱) شیر شاہ بن فرید بن حسن سور

(۲) اسلام شاہ بن شیر شاہ

(۳) محمد عادل شاہ

(۴) داود شاہ

عادل شاہ پر سوری خانداں کی تاریخ ختم اور کرانی خانداں کی تاریخ شروع ہوتی ہے آٹھ سال کی حکومت کے بعد ۹۶۱ھ میں عادل شاہ کا انتقال ہوتا ہے اور حکومت اس کے فرزند شیر خاں کے قبضہ میں آتی ہے اس کے عہد میں سلیماں کرانی ترقی پاکر سلطنت پر تسلط حاصل کرتا ہے اور یہ خود اور اس کا فرزند دس سال تک بر سر حکومت رہتے ہیں۔ پھر حکومت داؤد شاہ کے تصرف میں آتی ہے اس کے بعد داؤد شاہ کا حال مصنف نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اس کا خاتمہ اوس لڑائی پر ہوا ہے جو ۹۸۳ھ میں مغلوں اور داؤد شاہ کے مابین ہوی ہے اور جس میں داود شاہ مارا جاتا ہے۔ خان جہاں خاں کے حکم سے اس کا سر اکبر کے دربار میں بھیجا جاتا ہے اور کرانی خاندان کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ مصنف نے اس واقعہ کی تاریخ مصرعۂ ذیل سے نکالی ہے۔

ملک سلیماں رو داؤد رفت

ناسولیس کا مضمون ص ۲۴۷ - ایلیٹ جلد ۴ ص ۴۳۴ تا ص ۵۱۳، ریو جلد اول ص ۲۴۳

۱۸۶۹ء میں طبع ہوا ہے۔ مرحوم سر سید کے تصحیح کردہ نسخہ کی نقل ہے۔ دوسرا ایڈیشن ۱۸۹۲ء میں چھپا ہے بلاک مین والے نسخہ کے مطابق ہے۔

انگریزی میں پہلے پہل فرانسس گلاڈون نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۰۰ء میں لندن میں چھپا ہے اس کے بعد دوسرا ترجمہ تاریخی اور تمہید و حواشی کے ساتھ سلسلہ کتب ہندیہ میں تین جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۴ء تک بمقام کلکتہ طبع ہوا ہے۔ پہلی جلد کا بلاک مین نے دوسری اور تیسری جلد کا جیرٹ نے ترجمہ کیا اور کرنل فلپ رونے ان کا انڈکس بنایا ہے۔

۱۸

سوانح اکبری

تصنیف امیر سید حسینی بلگرامی

اکبر کی بہترین سوانح عمری ہے جس میں پیدائش سے جلوس کے چودہویں سال تک (۹۸۶ھ) واقعات مرقوم ہیں۔

اس کا مصنف مولانا غلام علی آزاد کا نبیرہ ہے اس نے شعر و سخن اور صرف و نحو کے متعلق کئی مفید و کارآمد رسالے تصنیف کئے ہیں مثلاً تحقیق الاصطلاحات منتخب الصرف منتخب النحو۔ مفتاح العروض وغیرہ

جیسا کہ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ابو الفضل علامی کے اکبرنامہ پر اس کی بنیاد قائم کی ہے اور اس کی مقفیٰ و مسجع عبارت کو آسان زبان میں ادا کر کے اس کا اختصار کیا ہے لیکن کتب ذیل سے بھی اس کی ترتیب میں امداد لی ہے۔ منتخب التواریخ ملا عبد القادر بدایونی۔ طبقات اکبری۔ تاریخ فرشتہ۔ اکبرنامہ شیخ الہداد فیضی مصنف مدار الافاضل۔ ماثر الامرا اور اس کا تکملہ۔ منشآت ابو الفضل کے چار دفتر۔

مصنف کا بیان ہے کہ ابو الفضل کے منشآت میں ایسی تاریخی معلومات کثرت کے ساتھ

بابر ۶ محرم سنہ ۸۸۸ھ کو پیدا ہوا اور ۵ یا ۶ جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ کو آگرہ میں انتقال کیا۔ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ و صفحہ ۲۱۱ - اقبال نامہ جہانگیری جلد اول صفحہ ۷ و صفحہ ۱۰

اس کی حکومت سنہ ۸۹۹ھ سے شروع ہو کر سنہ ۹۳۷ھ میں ختم ہوئی ہے۔ اس عرصہ میں اس نے تین مختلف علاقوں میں حکومت کی ہے۔

بحیثیت بادشاہ فرغانہ — سنہ ۸۹۹ھ تا سنہ ۹۱۰ھ

بحیثیت بادشاہ کابل — سنہ ۹۱۰ھ تا سنہ ۹۳۷ھ

بحیثیت شہنشاہ ہندوستان — سنہ ۹۳۲ھ تا سنہ ۹۳۷ھ

تزک بابری کا آغاز ۵ رمضان سنہ ۸۹۹ھ سے ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے باپ کے مرنے پر فرغانہ میں حکمراں ہوا ہے۔ اس کے بعد سنہ ۹۱۵ھ کے خاتمہ تک مسلسل واقعات ملتے ہیں سنہ ۹۱۶ھ سے سنہ ۹۳۱ھ تک وقفہ ہے یہ پندرہ سال کا وہ زمانہ ہے جو کابل میں بسر ہوا ہے اس دوران میں صرف سنہ ۹۲۵ھ کے وقائع مختصر الفاظ میں ملتے ہیں۔ سنہ ۹۳۲ھ سے کتاب کے ختم ہونے تک واقعات کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے۔ ہندوستان کی فتح ملک کے حالات اور قیام سلطنت کے بعد جو حوادثات پیش آئے ہیں وہ سب تفصیل سے مذکور ہیں۔

ترکی نسخہ کو المنسکی نے سنہ ۱۸۵۷ء میں قازان میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ بیورج کی سعی و کوشش سے ایک قدیم قلمی نسخہ جو نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے عکس کے ذریعہ سنہ ۱۹۰۵ء میں سلسلہ یادگار مسٹر گب میں شائع ہوا ہے۔ فارسی ترجمہ سنہ ۱۳۰۸ھ میں بمبئی میں طبع ہوا ہے۔

اصل ترکی سے فرانسیسی میں پاویٹ دی کورٹیل نے ترجمہ کیا جو بہ مقام پیرس سنہ ۱۸۷۱ء میں شائع ہوا ہے۔ انگریزی میں بیورج نے ترجمہ کیا جو چار جلدوں میں بمقام لندن سنہ ۱۹۲۱ء میں چھپا ہے۔

فارسی ترجمہ سے انگریزی میں جان لیڈن نے ترجمہ کیا۔ ولیم ارسکن نے

سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک کو سب نے بالاتفاق خود بادشاہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ اس نسخے کے واقعات تخت نشینی سے سترھویں سال جلوس تک خود بادشاہ نے قلم بند کئے ہیں۔ اس کے بعد بادشاہ کے حکم سے معتمد خاں نے سلسلہ تصنیف کو جاری رکھا اور انیسویں سال کے اوائل تک واقعات لکھے اور انہیں بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کرنے کے بعد شامل کتاب کیا۔ بعد ازاں محمد شاہ بادشاہ سنہ ۱۱۳۱ھ ۔ سنہ ۱۱۶۱ھ کے زمانے میں مرزا محمد ہادی نے اس میں بادشاہ کی وفات تک واقعات معتبر کتابوں سے اخذ کر کے اضافہ کئے اور ابتدا میں ایک مقدمہ تحریر کیا اور اس میں ولادت سے تخت نشینی تک مختصر حالات درج کئے اس طرح یہ ایک طویل مدت میں توزک کا یہ نسخہ تکمیل پا کر اختتام کو پہنچا۔

یہ نسخہ دو جلدوں میں منقسم ہے۔ جلوس کے تیرھویں سال بادشاہ کے حکم سے بارہ سالہ واقعات ایک جلد میں ترتیب دئیے گئے۔ اور اسے جلد اول قرار دیا اس کے بعد جو واقعات ضبط تحریر میں آئے وہ جلد دوم قرار پائے۔

اس مکمل نسخے کو ڈاکٹر سر سید احمد خاں نے سنہ ۱۸۶۴ء میں بہ مقام علیگڈھ چھپوایا اس کے بعد سنہ ۱۹۲۵ء میں مطبع منشی نول کشور سے اس کا دوسرا اڈیشن شائع ہوا۔ نواب ابراہیم خاں والی ٹونک کی فرمایش سے مولوی احمد علی رام پوری نے اردو میں ترجمہ کیا جو سنہ ۱۲۹۱ھ میں نظامی پریس کانپور میں چھپا ہے۔

انگریزی میں سب سے پہلے جیمس اینڈرسن نے جلد اول کے بعض اقتباسات کا ترجمہ کیا جو ایشیاٹک میسلینی کلکتہ بابتہ سنہ ۱۷۸۶ء جلد دوم ص ۷۱ تا ۹۱ میں شائع کئے اس کے بعد فرانسس گلاڈوین نے اس کے متعدد حصوں کا ترجمہ اپنی تاریخ ہندوستان جلد اول ص ۹۶ میں شامل کیا لوئی نے کامل کتاب کا ترجمہ شروع کیا جس کا کچھ حصہ سنہ ۱۸۸۹ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع ہوا لیکن ناتمام رہ گیا۔ راجرس نے ابتدا کے دوازدہ سالہ واقعات ترجمہ کئے جن کو

موجود ہیں جن کا ذکر عام تاریخی تصنیفات میں نہیں ہے اور ان سے اکبر کے عہد حکومت پر بہت اچھی روشنی پڑتی ہے۔ مصنف کو تعجب ہے کہ ان مکاتبات سے اس وقت تک کسی مصنف نے کیوں استفادہ نہیں کیا۔

یہ کتاب ولیم کرک پاٹرک کی فرمائش سے تصنیف ہوئی ہے اور مصنف نے اس کا نام اس طرح لکھا "عزیز الملک مفخر الدولہ بہادر شوکت جنگ، ولیم کرک پاٹرک" بس۔ ولیم کرک پاٹرک بہت سی مشرقی اور ہندوستانی زبانوں کا ماہر تھا۔ لارڈ کارنوالس جب میسور کی جنگ ۱۷۹۱ء، ۹۲ء میں مصروف تھا تو کرک پاٹرک اس کے یہاں فارسی زبان کی خدمت مترجمی پر مامور تھا اور اس نے ٹیپو سلطان کے روزنامے اور مراسلات کا فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ۱۸۰۱ء میں ہندوستان سے ولایت چلا گیا اور ۱۸۱۲ء میں اس کا انتقال ہوا۔

لاک مین نے آئین اکبری کے ترجمہ (جلد اول ص ۳۱۶) میں لکھا ہے کہ اہل ہندوستان نے اکبر کے متعلق جو تاریخیں لکھی ہیں ان میں ایک بہترین اور بلند پایہ کتاب ہے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دیکھئے۔ ایلیٹ جلد ہشتم ص ۱۹۳۔ ریو جلد سوم ص ۹۳۰

اس کا ایک بہترین نسخہ سنہ ۱۲۰۰ھ کا لکھا ہوا بانکی پور کے کتب خانہ مشرقیہ میں موجود ہے۔

جہانگیر سنہ ۱۰۱۴ھ — سنہ ۱۰۳۷ھ

۱۹
توزک جہانگیری

جہانگیر کا مبسوط و مفصل تذکرہ جس کو خود بادشاہ نے تحریر کیا ہے۔ توزک کے دو نسخے مروج ہیں۔ اور دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ان کو عام طور پر بادشاہ

کو اس کا انتقال ہوا۔ (عمل صالح جلد ۲ ص ۳۱۱)

- معتمد خاں نے اقبال نامہ کو جلوس جہانگیری کے سولھویں سال ۱۰۲۹ھ میں بمقام کشمیر مرتب و مدون کیا اس کے بعد جہانگیر کی وفات تک واقعات کو مسلسل اضافہ کرتا رہا۔

اقبال نامہ تین جلدوں میں منقسم ہے۔

جلد اول میں تیمور سے ہمایوں کی وفات تک واقعات ہیں بالخصوص بابر، ہمایوں کے حالات کو خوب شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

جلد دوم میں اکبر کے حالات ابتدا سے وفات تک ہیں۔

جلد سوم میں جہانگیر کی ۲۱ سالہ عہد حکومت کے واقعات ہیں۔

معتمد خاں جلد اول و دوم کو ابوالفضل علامی کے اکبر نامہ نظام الدین احمد کی طبقات اکبری اور عطا بیگ کی تاریخ اکبری سے اخذ کیا ہے جلد سوم میں اپنے مشاہدات اور چشم دید واقعات قلمبند کئے ہیں۔

اقبال نامہ کا کامل نسخہ ۱۸۷۰ء میں مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں چھپا ہے صرف جلد سوم جس میں جہانگیر کے حالات ہیں ۱۸۶۵ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اور ۱۸۹۰ء میں بمقام لکھنؤ مطبع نولکشور میں چھپی ہے۔

راجہ راجیشور راؤ اصغر نے جلد سوم کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو کارنامہ جہانگیری کے نام سے کارخانہ پیسہ اخبار لاہور میں ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے۔

ایلیٹ جلد ششم ص ۴۰۰ مارلے ص ۱۲۰ ناسولیس ص ۵۹۴ ریو جلد اول ص ۲۵۵ جلد سوم ص ۹۲۲

یورپ میں فہرست بانکی پور کے صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ ۱۸۹۱ء میں دو جلدوں میں مقام لندن چھپوایا۔
ایک اور ۔۔۔ نسخہ ۔۔۔ کے نام سے ہوا ہے۔ اس میں جہانگیر کی ۔۔۔ سالہ عہد
حکومت کے واقعات مذکور ہیں میجر ڈیوڈ پرائس نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۱۸۲۹ء
میں اورینٹل ٹرانسلیشن فنڈ کی طرف سے لندن میں طبع ہوا ہے۔

ان دونوں کے اصلی اور غیر اصلی ہونے کی نسبت ارباب تحقیق نے مختلف آراء ظاہر کی ہیں۔ نسخہ ثانی میں چونکہ کثرت سے بعید از قیاس اور دور از کار واقعات ہیں اس لئے غالب آراء اس کے غیر اصلی ہونے کی تائید و توثیق کرتا ہے۔

تزک کے متعدد نام مشہور ہیں۔ مثلاً تاریخ سلیم شاہی، تاریخ جہانگیری، واقعات جہانگیری، کارنامہ جہانگیری، مقالات جہانگیری وغیرہ لیکن اس کا اصلی نام جیسا کہ خود جہانگیر نے تجویز کیا ہے۔ جہانگیر نامہ ہے۔ ایلیٹ جلد ششم صفحہ ۲۵۲ تا صفحہ ۳۹۱ مارلے صفحہ ۱۱۲

(۲۰)

اقبال نامہ جہانگیری

تصنیف محمد شریف معتمد خاں تکملہ نویس تزک جہانگیری

جہانگیر اور اس کے آباؤ اجداد کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے۔ امیر تیمور کے عہد سے جہانگیر کی وفات تک واقعات ہیں

محمد شریف معتمد خاں جہانگیر کے مشہور امراء سے ہے۔ بادشاہ نے اپنے جلوس کے تیسرے سال معتمد خاں کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سترہویں سال شہزادہ خرم جب دکن کی مہم پر روانہ ہوئے تو بادشاہ نے معتمد خاں کو منصب بخشی گری عطا فرما کر شاہزادے کے ساتھ روانہ کیا اور جب اس مہم سے واپس آیا تو بادشاہ نے تزک کا تکملہ لکھنے کے لئے مامور کیا۔ شاہجہاں نے تخت نشین ہونے کے بعد میر بخشی کا عہدہ عطا کیا۔ جلوس شاہ جہاں کے سترہویں سال ۲۶ رجب ۱۰۴۹ھ

شاہجہاں ۱۰۳۷ تا ۱۰۶۹ھ

(۲۲)

بادشاہ نامہ

تصنیف مرزا محمد امین بن ابو الحسن قزوینی

شاہجہاں کی مفصل تاریخ ہے جس میں دور اول کے دہ سالہ واقعات مذکور ہیں۔ اس کا مصنف جو مرزا امینائی قزوینی کے نام سے مشہور ہے ایران سے ہندوستان میں آکر جلوس کے پانچویں سال شاہجہاں کے دربار میں ملازم ہوگیا۔ جلوس کے آٹھویں سال جب بادشاہ نے اپنے عہد حکومت کی تاریخ لکھوانا چاہا تو اس کو درباری مورخ قرار دیا۔

اس کتاب کی ابتدا ایک مقدمہ سے ہوی ہے جس میں شاہجہاں کی ولادت کا بیان اور اس کا نسب نامہ جہانگیر سے امیر تیمور تک مذکور ہے۔ اس کے بعد اصل تاریخ کا آغاز ہوتا ہے جس میں دور اول کے دہ سالہ واقعات مذکور ہیں۔ خاتمہ میں مشاہیر عہد کا تذکرہ ہے۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱ ریو جلد اول ص ۲۵۸ مارلے ص ۱۲۱

(۲۳)

بادشاہ نامہ

شاہجہاں کے سی سالہ عہد حکومت کی مفصل تاریخ جو خود بادشاہ کے حکم سے لکھی گئی ہے جلد اول میں پہلے دور کے دہ سالہ واقعات تخت نشینی ۱۰۳۷ھ سے ۱۰۴۷ھ

(۲۱)

مآثر جہانگیری

تصنیف مرزا کامگار حسینی المخاطب بہ غیرت خاں

جہانگیر کی تاریخ ہے ۔جس میں یوم ولادت سے تاریخ وفات تک واقعات ہیں
اس کا مصنف مرزا کامگار جہانگیر کے اہل دربار سے تھا۔ شاہجہاں نے اپنے عہد حکومت
میں اس کو غیرت خاں کا خطاب دیکر دہلی کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد
ٹھٹہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اسی جگہ سنہ ۱۰۵۰ھ میں انتقال کیا۔ مآثر الامرا میں اس کے
حالات تحریر ہیں۔

مصنف نے دیباچہ میں اس کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ جہانگیر نے اپنے
حالات میں خود ایک کتاب جہانگیر نامہ لکھی ہے ۔جس کی ابتدا تخت نشینی سے ہوی ہے
اور آخری چند سال کے حالات وفات تک اس میں نہیں ہیں اس لئے مصنف نے
اس کتاب کو تصنیف کیا اور اس میں جہانگیر کا مفصل تذکرہ تحریر کیا۔ دیباچہ کے بعد
نسب نامہ مذکور ہے جس کی ابتدا امیر تیمور سے کی ہے۔ اس کے بعد ولادت سے تخت نشینی
تک حالات ہیں ۔پھر عہد حکومت کے بائیس سالہ واقعات کو قلمبند کیا ہے ۔خاتمہ میں
جہانگیر کی وفات اور شاہ جہاں کی تخت نشینی کا تذکرہ ہے۔

الفاظ "نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ" سے جہانگیر کی تاریخ وفات نکالی ہے۔
شاہ جہاں کے تیسرے سال جلوس میں سنہ ۱۰۴۰ھ کو یہ کتاب تمام ہوی ہے
اور مآثر جہانگیری اس کا تاریخی نام ہے۔

ایلیٹ جلد ششم ص ۴۳۹ تا ص ۴۴۵ ناسولیس جلد سوم ص ۴۶ ریو جلد اول ص ۲۵۶

۲۱

عمل صالح

تصنیف محمد صالح کنبوہ

شاہجہاں کے عہد حکومت کی مبسوط و مفصل تاریخ ہے اور سنہ ۱۰۷۰ھ میں تصنیف ہوئی ہے
محمد صالح منشی عنایت اللہ مصنف بہار دانش کا چھوٹا بھائی اور عہد شاہجہاں
کا مشہور مصنف ہے اس نے ایک بہترین کتاب فارسی شعر و سخن کے متعلق لکھی ہے
جس کا نام بہار سخن ہے۔ پروفیسر ڈوسن نے میر صالح کشفی کو عمل صالح کا مصنف سمجھا ہے
جو فارسی کا مشہور شاعر اور خطاط ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ کشفی نے سنہ ۱۰۶۱ھ میں
انتقال کیا اور اس کے نو سال بعد سنہ ۱۰۷۰ھ میں یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے اور اس کا
مادۂ تاریخ ہے "لطیفۂ فیض الٰہی"

عمل صالح کا دوسرا نام شاہجہاں نامہ ہے۔ اس کی ابتدا میں بطور مقدمہ آباؤ
اجداد کے حالات بابر کے زمانہ سے شروع کئے ہیں جس میں اکبر و جہانگیر کے حالات کسی قدر
تفصیل کے ساتھ درج ہیں اس کے بعد اصل تاریخ کا آغاز ہوا ہے جس میں عہد شاہجہاں
کے واقعات تخت نشینی سے اورنگ زیب عالمگیر کے آغاز حکومت تک کمال شرح
و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ خاتمہ میں ان امرا، حکما، علما اور شعراء کا تذکرہ لکھا ہے
جنھیں شاہجہاں کے دربار سے تعلق رہا ہے۔

یہ کتاب سلسلہ کتب ہندیہ میں سنہ ۱۹۱۲ء سے طبع ہو رہی ہے اور اس وقت
تک اس کی دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۲۳ تا ص ۱۳۲ ارلے ص ۱۲۴ ناسولیس کا مضمون ص ۴۶۳
ریو جلد اول ص ۲۶۳

تک مذکور ہیں۔

جلد دوم میں دوسرے دور کے دہ سالہ واقعات سنہ ۱۰۴۷ھ سے سنہ ۱۰۵۷ھ تک ہیں۔
جلد سوم میں تیسرے دور کے دہ سالہ واقعات سنہ ۱۰۵۷ھ سے سنہ ۱۰۶۷ھ تک ہیں۔
پہلی دو جلدیں ملا عبدالحمید نے لکھی ہیں یہ شخص لاہور کا باشندہ اور شیخ ابوالفضل علامی کا شاگرد تھا سنہ ۱۰۶۵ھ میں اس کا انتقال ہوا ہے بادشاہ نے اکبر نامہ کی طرز پر جب اپنے عہد کی تاریخ لکھوانا چاہا تو عبدالحمید کو پٹنہ سے بلا کر اس خدمت پر مامور کیا تھا۔ ضعف و پیری کی وجہ سے عبدالحمید آخر کے دہ سالہ واقعات لکھنے سے مجبور ہو گیا تو بادشاہ نے محمد وارث کو سلسلہ جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس نے دور سوم کے واقعات سنہ ۱۰۵۷ھ سے سنہ ۱۰۶۷ھ تک تحریر کیئے اور اُسے بادشاہ نامہ کی جلد سوم قرار دیا۔

محمد وارث ملا عبدالحمید کا شاگرد تھا اور بادشاہ نے اُسے وارث خاں کا خطاب دیا تھا اورنگ زیب عالمگیر کے تئیسویں سال جلوس میں۔ ار ربیع الاول سنہ ۱۰۹۱ھ کو ایک طالب علم نے قلم تراش سے زخمی کر کے اس کو مار ڈالا (مآثر عالمگیری صد ۱۹۲)

بادشاہ نامہ کا جس قدر حصہ معرض تحریر میں آتا اس پر نواب سعداللہ خاں علامی کی اصلاح ہوا کرتی تھی۔ سنہ ۱۰۶۶ھ میں جب سعداللہ خاں کا انتقال ہو گیا تو یہ خدمت ملا علاء الملک تونی المخاطب بہ فاضل خاں کے تفویض ہوئی۔ ایلیٹ جلد ہفتم ص ۳ تا ۷۲ و ص ۱۲۱ مارلے ص ۱۲۲ تاسولیس کا مضمون جلد ۳ ص ۴۶۲ ریو جلد اول ص ۲۶۰۔

بادشاہ نامہ کی پہلی دو جلدیں سلسلہ کتب ہندیہ میں بہ مقام کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء و سنہ ۱۸۶۸ء میں چھپ گئی ہیں۔ تیسری جلد نایاب ہے اور شاذ و نادر مل جاتی ہے اس کے دو نسخے جو خوشخط لکھے ہوئے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ فن تاریخ صد ۲۳۵

تذکرہ نویسوں نے ملخص احوال سی سالہ شاہجہاں کے نام سے موسوم کیا ہے اس کا
ابتدائی ماخذ محمد امین قزوینی کا بادشاہ نامہ ہے جس میں اس نے جلوس کے چوتھے
سال سے دسویں سال تک ضروری واقعات انتخاب کئے تھے پھر اس کو عبدالحمید کی
تصنیف سے تطبیق دیکر بقیہ حالات کو تیس سال کے اختتام تک اس سے اور
اس کے تکملے سے نقل کیا ہے اور اس کی ابتدا میں بادشاہ کے اجداد کا مختصر تذکرہ
اور پیدائش سے جلوس تک حالات اضافہ کئے ہیں خاتمہ میں ہندوستان کے
صوبوں کی تفصیل اور ان شہزادوں اور منصبداروں کے حالات تحریر کئے ہیں، جو
شاہجہاں کے عہد میں گزرے ہیں۔

اس کتاب کے دیباچہ کا انگریزی ترجمہ اور بہت سے اقتباس الیٹ کی تاریخ
میں شامل ہیں

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۷۳ تا ۱۲۰ مارلے ص ۱۲۳ ریو جلد ۱ ص ۲۶۱ جلد ۳ ص ۱۰۸۴

(۳۶)

لطائف الاخبار

تصنیف محمد بدیع المخاطب بہ رشید خاں

شاہزادہ داراشکوہ کے مہم قندھار کی مفصل تاریخ۔

دیباچہ میں یا کتاب میں کسی اور مقام پر مصنف نے اپنا نام نہیں لکھا ہے لیکن
خافی خاں مورخ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب محمد بدیع کی تصنیف ہے جس کا
خطاب رشید خاں تھا اور وہ دیوان تھا۔ نواب مہابت خاں کا۔

(منتخب اللباب جلد اول ص ۷۲۲

مصنف نے اس کا نام اگرچہ لطائف الاخبار رکھا ہے۔ لیکن زیادہ تر

۴۵

شاہ جہاں نامہ

تصنیف مرزا محمد طاہر آشنا المخاطب بہ عنایت خاں

شاہجہاں کے عہد حکومت کی تیس سالہ تاریخ جس میں ابتدائے جلوس سے ۱۰۶۸ھ تک واقعات ہیں۔

مصنف اس کا ظفر خاں کا فرزند اور خواجہ ابوالحسن (وفات ۱۰۴۲ھ) کا پوتا تھا۔ ابوالحسن اکبر کے زمانے میں ولایت سے ہندوستان میں آیا اور شاہزادہ دانیال کا وزیر اور صوبہ جات دکن کا دیوان مقرر ہوا۔ جہانگیر نے اپنے زمانہ میں عہدۂ وزارت اور منصب پنجہزاری سرفراز فرمایا۔

ظفر خاں جہانگیر اور شاہجہاں کے امرائے عظام میں شامل تھا اور بادشاہ نے اسے کشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا تھا۔ ۱۰۷۳ھ میں بمقام لاہور اس کا انتقال ہوا ہے۔ فارسی کا مشہور شاعر مرزا صائب اس کی ملاقات کے لئے ولایت سے آیا اور مدت تک اس کے دربار میں متوسل رہا۔

محمد طاہر شاہ جہاں کے دوہزاری منصب داروں میں شامل تھا۔ جب اورنگ زیب برسر حکومت ہوا تو اس نے کشمیر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اور ۱۰۸۱ھ میں انتقال کیا۔ شعر و سخن سے اس کو خوب دلچسپی تھی۔ تذکرہ نویسوں نے اس کے دیوان کا ذکر کیا ہے جس میں غزلیات کے علاوہ متعدد قصائد و مثنویات بھی شامل ہیں (ماثر الامرا جلد اول ص ۲۷، جلد دوم ص ۷۶۳۔ سرو آزاد ص ۹۵ نتائج الافکار ص ۳۳ و ۳۴۔

محمد طاہر کا شاہجہاں نامہ اُن تاریخوں کا ملخص ہے جو شاہجہاں کے حکم سے مختلف مصنفوں نے مختلف اوقات میں تصنیف کئے ہیں اور اسی وجہ سے اس کو

جو بادشاہ نامہ کے نام سے مشہور ہے (دیکھو نمبر ۲۲)

مرزا کاظم کو شاہجہاں نے اورنگ زیب کا اتالیق مقرر کیا تھا اور [illegible] جب بر سر حکومت ہوا تو دفتر انشا اس کے تفویض کیا اور اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا مرزا کاظم نے آغاز حکومت سے ۱۰۷۸ھ تک دس سال کے حالات قلم بند کئے اور انھیں جلوس کے اکیسویں سال بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا لیکن بادشاہ کے نزدیک آثار ظاہر بنائے باطن کی تاسیس منہدم تھی اس لئے مرزا کو منع کر دیا کہ آئندہ تحریر تاریخ کا سلسلہ جاری نہ رکھے (مآثر عالمگیری ص ۶۸) اور اس خدمت سے ہٹا کر سنہ ۲۱ جلوس ۱۰۸۹ھ میں) اسے اتباع خانہ کا داروغہ مقرر کر دیا (مآثر ص ۱۶۳) اس واقعہ کے دو سال بعد سنہ ۲۳ جلوس (سنہ ۱۰۹۱ھ) میں اس کا انتقال ہو گیا۔

عالمگیر نامہ سنہ ۱۸۶۸ء میں سلسلہ کتب ہندیہ میں بمقام کلکتہ چھپ گیا ہے

ریو جلد اول ص ۲۶۶ - ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۷۴ تا ص ۱۸۰ ناسوریس جلد دوم ص ۲۱۰ ریو جلد سوم ص ۱۰۸۳ نے تاریخ محمدی کے حوالہ سے مرزا کاظم کا سنہ ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء وفات لکھا ہے لیکن یہ غلطی ہے۔

۲۸

تاریخ آشام

تصنیف شہاب الدین طالش

میر جملہ میر محمد سعید اردستانی المخاطب بہ خان خاناں معظم خاں والی بنگالہ کے فتوحات و سوانحات آشام و کوچ بہار کی تاریخ ہے جو اورنگ زیب عالمگیر کے چوتھے اور پانچویں سال جلوس میں ۱۰۷۲ھ اور ۱۰۷۳ھ کے مابین واقع ہوئے ہیں۔

اس کا مصنف شہاب الدین طالش شاہی منصبداروں سے تھا بادشاہ نے

تاریخ قندھار کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ اس کا مصنف اس مہم میں شاہزادہ کے ہمراہ رکاب تھا۔ اس لئے اس میں اس نے اپنے چشم دید واقعات تحریر کئے ہیں۔

اس کے مضامین تین مختلف عنوانوں کے تحت میں مذکور ہیں۔

اولاً وہ واقعات جو دارا شکوہ کی مہم سے پہلے گزرے ہیں مثلاً ازبکوں کا حملہ قندھار پر۔ نذر محمد خاں والی توران کے زیر کمان۔ شاہزادہ مراد اور اورنگ زیب کا حملہ قندھار پر۔ دارا شکوہ کا جانب قندھار روانہ ہونا

ثانیاً۔ دارا شکوہ کی مہم کا روزنامچہ ۱ر جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۳ھ سے ۱۵ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۳ھ تک۔

ثالثاً۔ دارا شکوہ کا مہم قندھار سے واپس ہونا اور ۹ر ذی القعدہ سنہ ۱۰۶۳ھ کو کچھ عرصہ کے لئے ملتان میں قیام کرنا۔

خافی خاں جلد اول ص ۷۲۲، ریو جلد اول ص ۲۰۴، ایتھے ۳۳۸، ۳۳۹

اورنگ زیب عالمگیر سنہ ۱۰۶۷ھ – سنہ ۱۱۱۸ھ

۲۷

عالمگیر نامہ

تصنیف مرزا محمد کاظم بن محمد امین قزوینی

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد سلطنت کی دہ سالہ تاریخ جس میں سنہ ۱۰۶۸ھ سے سنہ ۱۰۷۸ھ تک واقعات مذکور ہیں۔

مرزا کاظم کا باپ محمد امین جو زیادہ تر امینائی قزوینی کی نام سے مشہور ہے شاہجہاں کے اہل دربار سے تھا اور اس نے شاہجہاں کے پہلے دہ سالہ عہد حکومت کی تاریخ بھی لکھی ہے

بنا دیا۔ عالمگیر کی وفات کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ نے اعظم شاہ پر فتح حاصل کر کے سلطنت پر تسلط حاصل کیا تو اسے دانشمند خاں کا خطاب دیکر مقرب خاص مقرر کیا اور اپنے عہد سلطنت کی تاریخ نویسی اس کے تفویض کی۔ ۱۱۲۱ھ میں اس نے انتقال کیا اور۔ بتمام حیدرآباد دائرہ میر محمد مومن اسر آبادی میں مدفون ہوا۔ سرو آزاد ص ۱۳۶ نتائج الافکار ص ۲۹۹ گلزار آصفیہ ص ۶۱۳

وقائع گولکنڈہ مبئی لکھنؤ، کانپور میں کئی بار چھپا ہے اور وقائع نعمت خان عالی کے نام سے مشہور ہے۔ خافی خاں نے اپنی تاریخ میں فتح گولکنڈہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے اس کا اقتباس بھی نقل کیا ہے۔ دیکھو منتخب اللباب جلد دوم ص ۳۱ تا ص ۳۶

۳۰

واقعات عالمگیری

تصنیف میر محمد عسکری عاقل خاں رازی

اورنگ زیب کے عہد حکومت کے ابتدائی پنج سالہ واقعات۔ داراشکوہ، شجاع۔ مراد اور اورنگ زیب کی باہمی خانہ جنگیاں۔ ابتدا میں ولادت کا حال آخر میں شاہ جہاں کے انتقال کی کیفیت بھی درج ہے۔

عاقل خاں اورنگ زیب کا مشہور امیر ہے اس کے اجداد خواف علاقہ خراسان کے رہنے والے تھے خود اس کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی ہے شیخ برہان الدین راز الہی کا مرید تھا اسی لئے رازی تخلص کیا کرتا تھا۔ ۱۱۰۸ھ میں اس کا انتقال ہوا ہے فارسی نظم ونثر میں اس نے متعدد تصنیفات چھوڑی ہیں۔ پدماوت اور مدمالتی کے عاشقانہ حکایات کو شمع وپروانہ اور مہر وماہ کے نام سے منظوم کیا ہے۔ اپنے مرشد کے ملفوظات ثمرات الحیات کے نام سے جمع کئے ہیں مفصل حالات کے لئے دیکھئے۔ ماثر عالمگیری ص ۳۸۳۔ ماثر الامراء

اسے بنگالہ میں تعینات کیا تھا اور میر جملہ کی مہمات میں یہ بھی بذات خود شریک تھا اس نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر یہ کتاب تصنیف کی اور اس کا نام فتحیہ عبریہ رکھا اس کے واقعات میر جملہ کی وفات پر ختم ہوتے ہیں جو ۲ رمضان ۱۰۷۳ھ کو خضر پور میں واقع ہوئی ہے اور اس کے اڑتالیس یوم بعد ۲۰ شوال ۱۰۷۳ھ کو مصنف نے اس کی تصنیف سے فراغت حاصل کیا ہے۔

تاریخ آشام ۱۲۶۵ھ میں بہ مقام کلکتہ مطبع آفتاب عالم تاب میں چھپی ہے۔ ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے فورٹ ولیم کالج کے لئے میر بہادر علی حسینی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۲۶۲ھ میں بہ مقام کلکتہ طبع ہوا ہے اور اس اردو کا فرنچ ترجمہ ۱۸۴۵ء میں پیرس میں چھپا ہے۔

ایلیٹ جلد ہفتم ص ۱۹۹ و ۲۶۵ تا ص ۲۶۹ - دی ٹاسی جلد اول ص ۲۳۳ - ریو جلد اول ص ۲۶۶

(۲۹)

وقائع گولکنڈہ

تصنیف نورالدین مرزا محمد شیرازی المخاطب بہ نعمت خان عالی

اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۰۹۷ھ میں قلعہ گولکنڈہ کا جو محاصرہ کیا تھا اس کے بعض حالات و واقعات اس میں مذکور ہیں۔

مصنف کا نام نورالدین محمد ہے اس کے اجداد شیراز کے رہنے والے تھے اور خود اس کی ولادت ہندوستان میں ہوئی تھی۔ اورنگ زیب کا درباری ملازم تھا ۱۱۰۴ھ میں بادشاہ نے اسے باورچی خانہ کا داروغہ بنا کر نعمت خان کا خطاب دیا اس کے چند سال بعد اپنی حکومت کے اخیر ایام میں مقرب خان کا خطاب سرفراز کر کے داروغہ جواہر خانہ

دکن میں مسلمان

آٹھویں صدی ہجری تک

۲

از مولوی سید حسن صاحب برنی بی اے ال ال بی (علیگ) ایڈوکیٹ

مسلمانوں سے پہلے ہندوستان کی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے اور یہ دقت ہر ملک کے ہر حصے کی قدیم تاریخ مرتب کرنے میں پیش آتی ہے لیکن دکن کے ہندو عہد کی تاریخ کی حالت اور بھی ناگفتہ بہ ہے۔ بقول فرکس ”دکن کے شمال و جنوب کو چھوڑ کر جب ہم جنوب کے حصوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اگر شمالی ہندوستان کی تاریخ کے واقعات ناقابل اطمینان و ناقابل اعتماد ہیں تو اس جزیرہ نما کے جنوبی حصّے کے حالات اس سے بھی زیادہ غیر معلوم اور غیر معتبر ہیں۔ کرشنا اور تنگبھدرا کے جنوب میں تامل دیس ہے۔ اس ملک کے قدیم ترین باشندے تامل کہلاتے ہیں جنھیں سنسکرت میں دراوڑی کہتے ہیں اُن کے یہاں وید کی طرح کوئی قدیم ادبی یادگار نہیں ہے نہ ایسی روایات ہی متداول ہیں جن سے معلوم ہو سکے کہ اس نسل کا اصلی مرز بوم کہاں تھا یا دنیا کی کس قوم سے ان کا پیوند ملتا ہے“

ڈاکٹر کالڈول کا جو دراوڑی قوم کے ادب اور تاریخ سے نہایت عمدہ طور پر

جلد ۲ ص ۸۲۱ ۔ مراۃ الخیال ص ۲۳۸ ۔ نتائج الافکار ص ۱۸۱

؎ کتاب مختلف ناموں سے مشہور ہے ۔ ظفر نامہ عالمگیری ۔ وقائع عالمگیری ۔ واقعات عالمگیری وغیرہ لیکن اس کا صحیح نام جیسا کہ مورخ خافی خاں نے لکھا ہے ۔ واقعات عالمگیری ہے
منتخب اللباب جلد دوم ص ۲۳۲ ۔ ریو اول ص ۲۶۶

مآثر عالمگیری

تصنیف محمد ساقی مستعد خاں

اورنگ زیب کے عہد سلطنت کی چہل سالہ تاریخ ۔ گیارہویں سال جلوس (۱۰۷۸ھ)
سے وفات (۱۱۱۸ھ) تک

مستعد خاں ۔ نواب عنایت اللہ خاں کا منشی تھا ۔ اپنے آقا کی فرمائش سے شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد حکومت میں ۱۱۲۲ھ کے قریب اسے مرتب و مدون کیا ۔ اور تخت نشینی سے دسویں سال جلوس تک جو واقعات گزرے ہیں انہیں ملا محمد کاظم کے عالمگیر نامہ سے انتخاب کر کے مقدمہ کے طور پر ابتدا میں شامل کیا ہے ۔

عنایت اللہ خاں اورنگ زیب کا امیر اور معتمد خاص تھا ۔ بادشاہ نے اس کی وساطت سے جو احکام اعیان و امرا کے نام صادر کئے تھے ان کو اس نے احکام عالمگیری کے نام سے جمع کئے ہیں اور جو شقے خود بادشاہ نے اپنے قلم خاص سے لکھے تھے ان کا ایک مجموعہ مرتب کر کے اسے کلمات طیبات کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ ۱۱۳۹ھ میں بعہد حکومت محمد شاہ بادشاہ اس نے وفات پائی ہے ۔ ماثر الامرا جلد ۲ ص ۸۲۸

ماثر عالمگیری سلسلہ کتب ہندیہ میں ۱۸۷۱ء میں بمقام کلکتہ چھپ گئی ہے ۔

ایلیٹ جلد ۷ ص ۱۸۱ تا ص ۱۹۷ ۔ مارلے ص ۱۲۷ ، ریو جلد ۱ ص ۲۷۰

بیان ہے کہ قدیم الایام میں وہ تین حصوں پر منقسم ہو گئے تھے جن کے نام چیران چولان اور پانڈی تھے۔ اُن کا قول ہے کہ چیران چولان پانڈیان تین بھائی تھے جو کرکئی ہیں نامدایری ندی کے دہانے پر ایک ساتھ راج کرتے تھے۔ آخر کار تینوں بھائی جدا ہو گئے اور انھوں نے جدا جدا حکومتیں قایم کر لیں۔ چیران اور چولان نے تو جنوب اقصیٰ سے بڑھ کر شمال و مغرب میں اپنی اپنی حکومتوں کی بنا ڈالی۔ اور پانڈیوں کے قبضے میں قدیم موروثی ملک رہا

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل ملک کے نزدیک تامل (دراوڑی) یا پانڈی با عتبار حسب سے زیادہ سربر آوردہ اور موقر سمجھے جاتے تھے۔ تاریخی تحقیقات سے بھی اس بیان کی کافی طور پر تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ ایک زمانہ میں چولان کو جن کا مرکز حکومت کاویری ندی کے کنارے پر تھا اور دوسرے عہد میں چیران کو جس کی حکومت میسور کے جنوب میں واقع تھی تمام دکن میں تسلط اور غلبہ حاصل ہوا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے زمانہ میں انا ولا غیری کا ڈنکا بجایا لیکن باوجود اس کے کہ پانڈیوں کی حکومت چیران و چولان کے زمانہ تسلط میں جنوب اقصیٰ میں محدود و ضعیف ہو کر رہ گئی تھی کبھی معدوم نہیں ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں حکومتوں میں شروع سے بالادستی کے لیے نبرد آزمائی رہتی تھی۔

تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ چولادیس (چولہ منڈلم) کی وسعت شمال میں پنارندی، جنوب میں ولاروندی اور مغرب میں کورگ تھی یعنی وہ مشرقی ساحل کارومنڈل پر نیلور سے لیکر پڈوکوٹہ تک پھیلا ہوا تھا اور اُس کا دارالسلطنت اُریُر یا قدیم ترچناپلی تھا۔ چیرا کے ملک میں جنوبی ساحل ملابار تھا جس میں ضلع ملابار کے علاوہ ٹراونکور و کوچین کے موجودہ علاقے بھی شامل تھے۔ دسویں صدی عیسوی کے آخر میں چولا راجہ راجراجا نے تمام جنوبی دکن پر تسلط حاصل کر لیا اور پانڈی راجہ محض باجگذار رہ گئے تھے۔ یہ تسلط

واقف ہیں بیان ہے کہ تامل بلکہ تمام جنوبی زبانوں میں سب سے پرانی کتاب
آٹھویں نویں صدی عیسوی سے پہلے کی نہیں ہے۔ یہ کتاب بھی جینیوں کی لکھی ہوئی ہے
جو شمالی ہند سے آئے تھے۔ قدیم زمانہ میں یہاں سکہ کا رواج نہ تھا اور اگرچہ کتبے بکثرت
ہیں لیکن کوئی پانچویں چھٹی صدی سے پہلے کا نہیں ہے۔ یہ قوم اپنے متعلق اس سے
زیادہ کچھ نہیں جانتی کہ وہ اس ملک کے اصلی باشندے ہیں اور اُن کی نسل کا بھی
یہی گہوارہ ہے۔ البتہ یہ روایت ان لوگوں میں زبان زد ہے کہ اُن کے سب سے مشہور
سلاطین یعنی پانڈیوں کا مورث اعلیٰ جنگ مہابھارت کا نامی گرامی بہادر ارجن تھا
جس نے دوران سیاحت میں ایک دراوڑی شاہزادی سے شادی کر لی تھی جس کے
بطن سے پانڈیہ نامی شاہزادہ ہوا جو پانڈیوں کے خاندان کا بانی تھا (دیکھو کالڈول
کی کتاب تینولی ص ۱۲-۱۳۔

شمالی ہند کے آثار عتیقہ میں سب سے قدیم ذکر پانڈیوں کا اشوک کے ایک
کتبہ میں پایا جاتا ہے جو تقریباً ۲۵۰ قبل مسیح کا ہے۔ یونانی سفیر میگستھنیز نے جو سلیوکس
کی طرف سے چندر گپت کے دربار میں بہ مقام پاٹلی پتر ۳۰۲ قبل مسیح مقیم تھا۔ پانڈیا ملک
کا ذکر کیا ہے اور بطلیموس اور بعض دیگر یونانی مصنفوں نے بھی پانڈیوں کے ملک کا جس کا
دارالحکومت مودورا (مدرا) اور جہاں کے راجا کا لقب بھی پانڈیون تھا ذکر کیا ہے مصر کی
فتح کے بعد رومی اس ملک میں تجارت کے لئے آئے تھے اور سب سے قدیم رومی سکے
جو اس ملک میں پائے جاتے ہیں قیصر اغطس اور قیصر نیرو کے عہد کے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
اس بحری تجارت کی بدولت رومیوں سے پانڈیوں کے نہایت دوستانہ تعلقات پیدا
ہو گئے تھے چنانچہ اسٹرابو (۲۰ء) نے لکھا ہے کہ قیصر اغطس کے دربار میں پانڈیوں کی
جانب سے ایک سفارت پہونچی تھی (دیکھو کالڈول کی تنولی ص ۱۲-۲۳)
خود یہاں کے ملکی باشندوں تامل کا جنہیں سنسکرت میں دراوڑی کہا جاتا ہے

مدعی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے باہم شمشیر آزما دکھائی دیے جو بالآخر شکست خوردہ
وکامیاب دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنی جانیں بچانے کے لئے قلعوں کی بجائے،
گمنام اور تیرہ و تار جنگلوں میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہو گئے۔

علاء الدین کی افواج کے معبر پر حملہ آور ہونے سے پندرہ بیس سال پہلے تک کے مقصد
سیاسی حالات وصّاف کی تاریخ اور مارکو پولو کے سفرنامہ سے معلوم ہوتے ہیں لیکن
ان حالات سے محققین حال نے ایک سے زیادہ تاریخی گتھے پیدا کر لیئے ہیں جن کی
عقدہ کشائی میں بہت کچھ سرگردانی کے بعد انھوں نے اپنی معذوری ظاہر کی ہے۔ آگے
چل کر ہم اُن تاریخی عقدوں اور پھر اُن کے وجوہات کی طرف جن کے باعث اُن کے
حل کرنے میں اتنی تاخیر ہوی اشارہ کریںگے۔

مارکو پولو (۱۲۵۴ء تا ۱۳۲۴ء) معبر کے ملک میں ۱۲۹۲ء کے قریبی زمانہ میں
پہونچا تھا اُس نے معبر کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اُس زمانہ میں
معبر میں چار راجہ تھے جن میں سندر پنڈی سب سے بڑا راجہ تھا۔

وصّاف معبر کے حالات اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"ایشاں پادشاہ خود را دیور گویند و معبر است این لفظ بمعنی خداوند دولت
ودرین چند سال دیو سندر پندی بود و سہ برادر داشت۔ ہر یک بطرفے
استیلا ریافتہ و ملک معظم مرزبان الہندی تقی الدین عبدالرحمٰن بن محمد الطیبی
مدتہا دراں طرف بر طرف . نائب وزیر و مشیر و صاحب تدبیر بود
و فتن دہلی فتن و قایل کہ ہنوز ذکر خطۂ او قایل است و با وجود او قابل
فتن نہ بروزی ارزانی داشتہ و نوبت سہ گانہ دریں مواضع برتبت و مرتبت
کامگاری روز بروز موقر و مقرر گردانیدہ کہ ہر سال ہزار و چہار صد سر عتاق

دو سو برس سے زیادہ تک باقی رہا لیکن بارھویں صدی کے نصف اوّل میں پانڈیوں کا
ستارۂ اقبال پھر چمکا اور جنوبی دکن کا غالب حصہ اُس وقت تک اُن کے قبضہ میں رہا
جب تک کہ علائی افواج نے حدِ شمالی کو پامال کر کے انھیں بے دخل نہیں کر دیا۔ معلوم
ہوتا ہے کہ پانڈی خاندان کے باقیماندہ دعویدار ٹراونکور کے گوشے میں پناہ گزیں ہو گئے
اور اُس وقت تک از دست رفتہ اراضی میں منظرِ عمل پر نمودار نہیں ہوئے جب تک کہ
بیجانگر کی عظمت ہند و سلطنت قائم نہیں ہوئی۔ بیجانگر کی مدد سے انھوں نے مسلمانوں پہ
فتح پائی اور چودھویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں کھویا ہوا راج بر اسے نام دوبارہ
ہاتھ آیا۔ کم و بیش دو سو برس تک اُن کی حکومت بیجانگر کے ماتحت اُن کے آبائی دار السلطنت
مدورا میں برقرار رہی لیکن سولھویں صدی عیسوی کے وسط میں خاندانی نزاع کے باعث
بیجانگر کے ایک عامل نے اخیر پانڈی راجہ کو بے دخل کر کے اس قدیم خاندان کا خاتمہ کر دیا۔

ولادتِ مسیح سے کم از کم چار سو برس پہلے سے پانڈیوں کے راج کا سُراغ لگتا ہے
اور سولھویں صدی عیسوی کے اخیر تک اُن کے گھرانے میں حکومت پائی جاتی ہے۔ اس طرح
دو ہزار برس سے زیادہ اس خاندان کے وُرثا تخت و تاج کے مالک رہے۔ ہندوستان کی
تاریخ میں اس قدر مدتِ مدید تک کسی خاندان نے حکومت نہیں کی، بلکہ دنیا کی تاریخ میں
شاید ہی کسی ایک خاندان کی ایسی طویل و مدید اقتدار کی مثال دستیاب ہو سکے۔

جس وقت علائی لشکر مشرقی گھاٹ کے دروں سے جنوب اقصیٰ کے میدانوں
میں اُترا اُن کے سامنے اسی قدیم خاندان کے وارثوں کا ملک تھا جسے مسلمان معبر کہتے
تھے اور جس کا رقبۂ حکومت جنوبی ٹراونکور کی حدود سے لے کر نیلور کے علاقے تک پھیلا
ہوا تھا اور بارھویں صدی عیسوی کے نصف اول میں جو تسلط پانڈیوں کو حاصل ہوا تھا
ہنوز برقرار تھا لیکن معبر کی سلطنت کے زوال کا وقت آ چکا تھا۔ جس حریف کے لیے
تمام سلطنت کی مجتمعہ قوت بھی بہ مشکل کافی ہو سکتی تھی اُسی میدان میں وراثت کے

اجناس کنند و بر حسب اختیار قماش دبیع آورند ۔ پس ازاں ہر چہ
لائق معاملہ فرضہ دانند طوائف تجار را اجازۂ خرید ں دہند و بواقی را
بر تکلم و لبنت سفائن و دواب بحر اثر بحر و بلاد شرق و غرب فرستند
و با تمام آں ازاں مواضع بضاعت و اصناف قماشات کہ ملائم ایں
دیار باشد محمول سازند ۔ و مهاجرت و معاملت بدیں وجہ کہ بازرگانی
نصاعات از اقصائے چین بیاورد و در منتہائے مغرب صرف کند
در جہاں نشاں نداده اند ۔

و چوں علو قدر و نباہت ذکر و نفاذ امر و سلطنت اختتام ملک
اسلام جمال الدین و ملک اعظم تقی الدین در اکثر بلاد ہند باضعاف
اں دیار است، ہمگنہ ملوک آں طرف بہ موالات ایشاں متقاصد و متظاہر
بودہ اند" (وصاف جلد سوم صفحہ ۳۰۲-۳۰۳)

اس اقتباس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معبر میں ۶۹۲ھ سے پہلے چار بھائی
راج کرتے تھے جن میں سندر پنڈی سب سے مشہور تھا۔ سندر پنڈی کا ۶۹۲ھ میں انتقال ہوا
اور اُس کا جانشین اس کا بھائی ہوا۔ سندر پنڈی اور اُس کے جانشین کا وزیر ایک مسلمان
تھا جس کا پورا نام ملک اعظم مرزبان الہندی تقی الدین عبد الرحمن بن محمد الطیبی تھا۔
اُس کی جائداد میں معبر کے بہترین بندرگاہ قایل فتن اور پلی فتن بنے ہوئے تھے۔
سلطنت کے لئے گھوڑوں کی خریداری اور ملک کی تمام تجارت درآمد و برآمد کا انتظام اسکے
سپرد تھا۔ ملک معبر میں ملک اعظم تقی الدین اور خلیج فارس میں جزیرۂ قیس میں ملک
اسلام جمال الدین کی نگرانی میں اس عہد کی بحری تجارت تھی جس کی دائرہ میں اس زمانہ کی
مہذب دنیا کے مشرق و مغرب داخل تھے اور (بقول وصاف) اپنی وسعت کے لحاظ سے
اپنی آپ ہی نظیر تھی۔ جنوبی ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت تھی، لیکن جس ملک

یاد — از خاصه ملک اسلام جمال الدین و تجار در جزیره قیس بول کرد

به معبر رسانید و چندانکه دست دهد از سایر جزایر فارس و قطیف و لحسا و بحرین

و هرموز و قلهاتو و غیره معهود باشد که نول گشت و هر اسب سراسب مارویست

و بیست و نیاز رسم نرخ قیمت معین شده از قدیم باز به تسرالطا آنکه اگر فنا

تجار آمده شد تا چند سر فقط سود و عوض آن بر خزاین پادشاه واجب

باشد و از معبرای روایت که در عهد اتابک ابوبکر هر سال ده هزار سر از زمین

به معبر گاه اسب و آن حدود فرستادند و بهای آن که دو هزار هزار و دو

بیست هزار دینار باشد اکبر آن از فاضلات حاصلات موقوفات تجا

و معابدی حواری که وقف اند بر کنایس و معابد آن — حوالت

رفتی که بوصول اموال خزانه هیچ تعلق نداشتی

و در شهور سنه ۶۹۲ سنه اثنی و تسعین و ستمایه دیوار مملکت

معبر به حیرنیا گرد کرد و خرابی عالم باقی گذاشت. از ملک اسلام جمال الدین

روایت است هفت هزار و سرگاو محمول جواهر آبدار و زر سارد و سیم ناب

به برادرش رسید و قایم مقام گشت و بر قاعده مالوف ملک اعظم تقی الدین

نایب و مشتار و حاکم آن دیار شد و الحق ورفعت واهبت و حشمت

یکی هزار اریاد خود این مکاسب تجارت در امارت که مثل غارت گفته اند

تا حدی که بضاعات اقصی چین و بلاد هند بعد از اعهاز فرض چون

نفرض معبر آورند تا وکلا و گماشتگان او نخواهند هیچ خریدار خواستگار

بیع و شراع نتوانند بود و چون لطایف و صنایع حاصل شد بها زات

خاصه و تجار اطراف و نواحی دیار به دولت خانه قیس فرستند و آنجا

نیز هیچ آفریده را رخصت نباشد که معامله کنند تا نواب ملک اسلام انتخاب

اس اقتباس میں مورخ کے بیان میں ایک خفیف سا اختلاف پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ۷۰۲ھ کے واقعات میں لکھتا ہے کہ شیخ الاسلام جمال الدین کو مغل بادشاہ (اولجایتو قاآن) نے ہر چند ممالک فارس و بغداد کی حکومت سپرد کرنی چاہی لیکن اس نے قبول نہ کی اور خزینہ فیس کو چھوڑنا اور اپنی بے مثل تجارتی کاروبار کو ترک کرنا پسند نہ کیا۔ اسی سال کے کسی مہینہ میں سلطان اعظم تقی الدین (مرزبان الہند) کا انتقال ہوگیا پھر دو ہی سطروں بعد انتقال کی تاریخ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

وذلک فی شہور اثنین وسبعمائۃ یعنی ۷۰۲ھ

بہرحال ۷۰۱ھ کے اخیر یا ۷۰۲ھ کے اوائل میں ملک تقی الدین وزیر معبر کا انتقال ہوگیا اُس وقت راجا بر سر حال تھا۔ اُس نے چاہا کہ اُس کی متروکہ جائداد و مال ومنال پر تصرف کر لے لیکن جمال الدین کے لڑکے سراج الدین نے بیس ہزار اشرفیاں دیکر راجا کو راضی کر دیا۔ اور راجہ نے پچھلے وزیر کا منصب سراج الدین کو مرحمت کیا

ناظرین نے وصاف کے بیانات سے یہ تو معلوم کر لیا ہوگا کہ جمال الدین اور تقی الدین میں تجارتی تعلقات کے علاوہ کوئی دوسرا تعلق بھی تھا۔ اصل یہ ہے کہ یہ دونوں حقیقی بھائی تھے اور سراج الدین جمال الدین کا بیٹا اور تقی الدین کا بھتیجہ تھا۔ یہ نامور خاندان مدنی تھا اور اُس کے افراد فارس کی اس عہد کی تاریخ میں بہت مشہور رہے ہیں۔ وصاف نے جابجا جمال الدین اور اس کے اہل خاندان کا ذکر کیا ہے (دیکھو صفحہ ۳۰۳ و ۴۲۰ و ۵۰۵ و ۵۰۷ و ۶۴۷) اور سب سے زیادہ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خود وصاف بھی اس خاندان سے وابستہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کی تاریخ میں جابجا معبر کے حالات درج ہیں جن سے اس ملک کی تاریخ کے متعلق بہترین معلومات دستیاب ہوتی ہیں جو براہ راست جمال الدین اور دیگر باخبر اصحاب سے حاصل کی گئی تھیں، مثلاً اوپر کے اقتباس میں مورخ نے براہ راست جمال الدین سے روایت

(یعنی معبر) کو دیا ہندوستان کی کنجی سمجھتی تھی اس کی ساری تجارت کے مسلمان مالک تھے اور اسی وجہ سے وہ اسے ہندوستان کی کنجی سمجھتے تھے۔ ساڑھے پانسو برس بعد ہندوستان کی اس کنجی کے لیے فرانسیسی اور انگریزی تاجروں میں نبرد آزمائی ہوئی اور ہندوستان میں انگریزی راج کی پہلی اینٹ اسی کرناٹک دیس میں رکھی گئی۔ جسے مسلمان تاجر معبر کہتے تھے۔

آگے چل کر وصاف لکھتا

در آخر شہور سنہ ۔۔۔ شیخ الاسلام جمال الدین ۔۔۔ متوجہ حضرت جہاں پناہ شد ۔۔۔ چنداں کہ ارکان حضرت ۔۔۔ برتقلد حکومت ممالک فارس ۔۔۔ واعیان امور مدینۃ الاسلام ترغیب وتنشیط کردند آنرا استعفا در چہرہ عقلا ممالکت رد ۔۔۔ و عارم دولت خانہ کیش شد۔

و در اوائل ایں سال ملک اعظم مرزبان الہند تقی الدین عبدالرحمن الطیبی ۔۔۔ بازائے آنکہ سالہا در پناہ بباہت ذکر و وجاہت قدر و اتساع عرصہ ثروت واستمتاع بمباغ غرور گذرانیدہ بود، از مملکت ہند بر معبر فنا گذر کرد وبہ ارائک فردوس خرامید ... در ذالک فی شہور سنہ اثنین وسبعمائۃ۔ ... پادشاہ معبر برمال بعادت رعوایت معہود و طریق ضلالت مشہود خواست کہ برمال و مخلفات او دست اغتصاب دراز کند ملک معظم سراج الدین ابن شیخ الاسلام جمال الدین گرد تالیف و تالّف خواطر پیوستگان آمد و دویست ہزار دینار زر التزام کرد، تا ازیں خطاب بانکال نکول کرد۔ و منصب ملک ماضی تقی الدین بر ملک سراج الدین مقرر داشت

ص ۵۰۵

وابستہ تھے تاریخی حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقی الدین (متوفی ۱۳۰۲ء تا ۱۳۰۳ء) کے عہد وزارت میں معبر کی نہایت اچھی حالت تھی یہ وہی زمانہ ہے جب مارکوپولو نے معبر کو دیکھا اور اُسے بہترین حالت میں پایا تھا۔

مسلمان وزرا معبر کے ضروری حالات مختصر طور پر لکھ دینے کے بعد ہم پھر سلطنت معبر کے سیاسی واقعات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وصاف بقیہ احوال لوک معبر تا انجام کتاب اس طرح لکھتا ہے :۔

"رائے معبر کلیس دیور بر سال چہل و اند سال در کمال سلطنت و قدرت و نظم امور مملکت مدت زندگانی یافت کہ اندیشۂ معارضے و قصد دشمنے اورا شاغل از مشاغل ضروری نیفتاد و بعروض مرضے صریح الفراش نگشت و فرط کامگاری و برخورداری از حد ایں وافر و حصول مشتہیات و استیفائے لذات اینجہانی بداں پیوست چنانکہ در خزانۂ شہر مردی (مدرا) ہزار و دو صد کورے از مودع ساخت ہر کورے ہزار لکے ہر لکے صد ہزار دینار۔ و اقطاع نزد اہل القیس و اطلاق جواہر نفیس از درہائے ستارہ درخش و لعل آب صفوت و یاقوت آتش فروغ و پیروزۂ آسمان گون و زمرد ازیں نمائے چندانکہ ذکر آید کے از بسیار و عشرے از اعشار آں بیاں زر بسیار عیار عبارت خواہد تا تفاصیل ایں تقریر بداں ترصیع زیب برد (ص ۵۲۸ ۵۲۹)

. . . در جملہ کلیس دیور در ملک مجازی حکومتے تا امس و عمرے ممتع و مدتے ما وراع یافت و اورا دو پسر بود۔ بزرگتر سندر بندی کہ مادرش را بہ حکم خلطت و نکاح بر حسب تعارف و آئین خویش در قید زوجیت آوردہ بود۔ دیگر پیرہ بندی کہ منبت نہال وجود او از حرائر الاصل بود یعنی مادرش

کی ہے۔ وصّاف لکھتا ہے:

"چوں علو قدر و سیاہت ذکر و نفاذ امر و سطوت اختشام ملک الاسلام
جمال الدین و ملک اعظم تقی الدین در اکثر بلاد ہند باصعاف این دیار آمت
ہمیشہ ملوک آں اطراف بہ موالات ایشاں متقاصد و متظاہر بودہ اند و رسل
و مراسلات در اتمامٔ ملتمسات و مقترحات متواتر داشتہ۔ ایں مکتوب
در شہور سنہ سبع مائۃ (۷۰۰ھ) از زبان ملک اعظم فخر الدین احمد بن ابراہیم
بہ جناب سلطان علی بن ہزبر الدین موید در جواب تقفی اشکرہ و دیار تس
طائفہ اعتزال او در مدینۃ السلام (بغداد) کتابت را اتفاق افتادہ"

فخر الدین حسن کا ذکر اس اقتباس میں پایا جاتا ہے۔ جمال الدین کا لڑکا تھا وہ ۶۹۶ھ میں چین کی سفارت پر نامزد ہو کر گیا تھا واپسی میں جب معبر سے صرف دو دن کی مسافت رہ گئی تھی اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی قبر ملک معبر میں اس کے چچا کے مرقد کے قریب بنی ۷۰۲ھ میں جب باپ کو اس کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے بڑے صبر سے کام لیا (وصاف ص ۵۰۷) اواخر ۷۰۳ھ میں جمال الدین کو کیش سے بلا کر مملکت شیراز سپرد ہوئی وہاں سخت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی لیکن جمال الدین کی حسن لیاقت سے چند ہی روز میں خاطر خواہ انتظام ہو گیا۔ لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ۷۰۶ھ میں جمال الدین کا بھی انتقال ہو گیا۔ (ص ۵۰۷)

مسلمان وزرائے معبر جنھوں نے دکن کی ہندو سلطنت میں ایسا رسوخ پیدا کیا تھا ہندوستان بالخصوص دکن کی تاریخ میں خاص طور پر تذکرہ کیے جانے کے قابل ہیں وہ ان مسلمان وزرا کی فہرست میں جنھوں نے دکن کی حکومت کامیابی کے ساتھ کی اور جن کا اختتام دولت آصفیہ کے نامور وزرا پر ہوتا ہے اولیت کا شرف رکھتے ہیں اس عہد میں معبر کا ملک ہند اعظم کی حیثیت رکھتا تھا اور اس کے تعلقات دنیا کے دور دراز ملکوں سے

رہ عیمت دردست لشکر سندر بندی افتاد
دریں رہ صلے اکلیے مار برپال دختر زادہ کلینڈ رپور کہ از اعیان بیرہ بندی
بود بطرف کرام چتین از حوالی قایل افتاد و از آنجا ال ورحال در دگردہ محنت
بیرہ بندی رساید۔ آں خدمت مرقع مشکور یافت از سندر بندی سر مملکت
بدست فروگرفت ولشکر و خزانہ در تصرف آورد و درس موجبات بیں الاخوین
دم الاخوین افتاد و اواحی اخوت مقابل شد وقاعدہ صلح وسلامت
مرتفع۔ چوں در مرحلت و در گیرشیں مدکاری ہیچ ندارد۔ ایں معنی از
تذکار بے سبار است و مایہ قدر دیر ورود متوقع باشد سندر بندی
با وجود اسباب سلطنت وائتلاف عقاید لشکر از رداے سعادت و مہجت
محروم وطمع خام در دیگ تمنّی بے آتش سخت می پخت و از خواب پندار
بیدار نمی شد تا انکال عقوق و اضاعت حقوق در و سے رسید و در اوائل
شہور سنہ سبعمائۃ (؟) بیرہ بندی اقتدا لشکر و استیصال محاربت
آغاز نہد۔ سندر بندی منزعج و گریزاں شدہ و در دامن حمایت لشکر سلطان
علاء الدین دہلی آویزاں بیرہ بندی در مملکت موروث نوبت سلطنت
واستقلال یافت (ص ۵۳۰۔۵۳۱)

اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ راجہ کلیش دیو ربر پال رائے معبر نے چالیس برس نہایت جاہ و جلال کے ساتھ راج کیا اور خزانہ وافر جمع۔ اس کے دو بیٹے تھے بڑے کا نام سندر پنڈی تھا، جو راجہ کی منکوحہ بیوی کے بطن سے تھا اور چھوٹے کا نام پیرہ بندی تھا جو ایک خادمہ کے پیٹ سے تھا۔ وصاف لکھتا ہے کہ یہاں کے راجوں کا دستور تھا کہ اُن کے محل میں ہزاروں عورتیں ہوتی تھیں جو ہر قسم کی خدمتیں انجام دیتی تھیں۔ پیرہ بندی نہایت ہوشمند اور ذہین تھا۔ راجہ نے ہونہار دیکھ کر اُسے

بے ملاقد رات دهری حریف یکتسید واند مجالس و مصطبه بودسے چه عادت
ملوک آنجا آنست که هر روز بیدار ساختن مصالح ملک وسوانح یومی چون
اندر از تخت بشیب آیند و ازدحام بارگاه سلطنت بتفرق انجامد بعد از آن
ارباب و مباح خواص و حجاب و رکتاب ملازم بادشاه باشد ولیکن در مجلس ایشان
جُز زن را مشکل توید جا کسے حاجب و ترجمان و ساقی و بانیچی تا فراش و
دربان این طائفه باشد و وزن و شب مرد و زن بهمدیگر مختلط .
بادشاه حسب ارادت و استحسان قرعه انتخاب بر هر که اندازد صحیح بستر
و آسن همسر گردد مقصود این تقریر غرایب عادات ایشان است ـ
چون بیره بندی را نداهنت و ذریت ممتاز می دانست ولایت عهد
بنام او موسوم گردانید ـ برادر کس سدر بندی از یحال متغیر و منزجر شده
دست عبرت سرمه حسد در چشم تهور اد کشید تا عقوق اظهار کرد ـ و در آخر شهور
سنه تسع وسبعمائه (۷۰۹ھ) به تیغ عقیق سلک . پدر را قتل کرد
در شهر بردی به تیغ زنی تاج بر نهاد و لشکرے که در آن حوالی بود در ضبط آورد
و بعضی از خزانه آنجا بشهر سکور نقل کرد و خود نیز رسید
اما کوس و ناے روئین و تیغ   ابا تازی اسپان و پیلان و گنج
حرکت نمود ـ بیره بندی با رجال و اقبال طلب تا پدر را از عقب برادر
مبادرت کرد و بر سر غدیرے که بلغت ایشان بلاچی خوانند . . . اتفاق
مصادفت و مصادمت افتاد ـ و تیغهاے هندی . . . در یکدیگر بستند
چو دریاے چون شد همه دشت و راغ   جهان چون شب و تیغها چون چراغ
هر دو برادر از کیفیت حال همدیگرے جبراه هزیمت گرفتند ـ بیره بندی
سخت تیره تندی نمود تا از کشادن دانه زخمے یافت و هیبت فیل دار

شده بود بیرہ پندی مطابق بر سر راہ بلکاک (یعنی راجہ دور سمندر) را لشکر
راجل و فارس لفر ستاد باز رائے تا ہراہ سعادت را سالک وحظہ
خودداری را مالک شد و مملکت و ولایت بے احتیاج بمعرکہ تسلیم کرد
و بطریق جبریت ، و دیعت خزانہ کہ جزاں او ہام بہ بسط او ضاح آں قیام
نتواند نمود بانجاہ و پنج مربط پیل از تحت اقبال عرامۂ حدیث
سلطنت ساخت . ۱۰ (ص ۵۲۷)

. . دور رجب سنہ عشر (سنہ ۷۱۰ ہجری) صفدراں معہود با لشکر
متعین استخلاص معبر را روان گشتند ، و بنابر معاندت کہ میان اخوین قایم
بود بعضے قصبات را ایل کردند پس از معبر بہ مظاہرت محاصرت نمودہ
لشکرے انبوہ از رجال و افیال فراواں مدافعت را مستقبل شدند ملک
نیو (نائب) کہ خود را کیواں محل می پنداشت بر مدار رجعت راجع شد
و لشکریاں باز گردانید۔

وصاف کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ لشکر علائی کی حملہ معبر سے قبل
دھور سمندر کے راجا کو بیرہ پنڈی نے فوجی مدد دی تھی بیرہ پنڈی نے یقیناً اس خطرہ کو
محسوس کر لیا تھا جس سے عنقریب اس کے ملک کو سابقہ پڑنے والا تھا اسی وجہ سے
اس نے چاہا کہ اگر ممکن ہو تو اس کی قبل از وقت مدافعت ہو جائے لیکن بدقسمتی سے
بھائیوں کی آپس کی لڑائی نے معبر کی حالت کو ابتر کر رکھا تھا اور ایسی حالت میں
ناممکن تھا کہ علاء الدین کا لشکر جو معبر کی تمول و خوش حالی سے بے خبر نہیں رہ سکتا تھا
ایسے موقع کو نظر انداز کر دیتا۔ سب سے بڑھ کر یہ ہوا کہ معبر کے راجہ بیرہ پنڈی نے
پیش قدمی کر کے علاء الدین کا مقابلہ کیا جو غالباً خاص طور پر اس حملہ آوری کا قوی
محرک ہوا ہوگا۔

اپنا جانشین قرار دیا۔ سندر بندی نے حسد اور غصہ میں اپنے باپ کو قتل کر ڈالا اور اُس کی جگہ دارالسلطنت مروی (مدرا) میں تخت نشین ہو گیا اور خزانہ شہر میکور کو حفاظت کے لیئے منتقل کر دیا۔ جب بیرہ بندی کو خبر ملی تو انتقام کے لیئے فوج کشی کی دونوں بھائیوں میں ایک تلاچی یعنی تالاب کے کنارے لڑائی ہوئی۔ بیرہ بندی زخمی ہوا لیکن دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے کے حال سے بے خبر منہزم ہو گئیں راجہ کلیشر پور کا نواسا الگی منار برمال کرام جیتی حوالی قابل کا حاکم تھا۔ وہ بیرہ بندی کا مددگار ہو گیا۔ بھائیوں میں پھر جنگ و جدال شروع ہو گئی آخر بیرہ بندی غالب آیا اور سندر بندی تاب مقاومت نہ لا کر سلطان علاء الدین کے لشکر میں پناہ گزیں ہو گیا۔

اس اقتباس میں وصاف نے سندر بندی کے شکست پانے اور علائی لشکر میں پناہ گزیں ہونے کا واقعہ بقید سنہ درج کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ جو نسخے میری نظر سے گزرے ان میں سنہ سبعا تہ (سنہ ۰۰ھ) ہجری لکھا ہے اکائی اور دہائی کے الفاظ رہ گئے ہیں جس وقت علاء الدین کا لشکر معبر پر حملہ آور ہوا اس وقت ان دونوں بھائیوں میں جنگ جاری تھی (دیکھو خزائن الفتوح امیر خسرو) اور علائی لشکر کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بیرہ بندی شہر بہ شہر بھاگتا پھرتا تھا۔ بالآخر جنگلوں میں پناہ گزیں ہو گیا۔ اُس کا بھائی سندر بندی بھی لشکر کے قریب پہنچنے کی خبر سنتے ہی دارالسلطنت مدرا کو چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

وصاف نے "تتمہ فتوح و احوال سلطان علاء الدین" کے سلسلہ میں حالات معبر کو اس طرح بیان کیا ہے۔

"و از ایں مقام لشکر اسلام قاصد دیار دور سمس شد۔ رائے باقتدار اتباع نمود
و از سر استعداد لشکر کرد۔
چوں میاں برادران بیرہ بندی و سندر بندی بعد از قتل پدر نزاع قائم

مہاجنوں کو لوٹ کر اپنا خزانہ بھر لے۔ اس ارادہ سے فوج لیکر چلا ہی تھا کہ لشکر علائی کی
حملہ آوری کی خبر سنی۔ فوراً لوٹا اور اپنے دارالسلطنت میں آکر مقیم ہوگیا۔

وصاف اور امیر خسرو کے بیانات میں بعض جزئیات میں اختلاف ہے امیر بیر پنڈیا
کو بڑا بھائی بتاتے ہیں اور وصاف سندر پنڈیا کو۔ وصاف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ
بیر پنڈیا اور راجہ دھور سمندر میں آپس میں دوستانہ تھا اور ایک نے دوسرے کی مدد
بھی کی۔ امیر لکھتے ہیں کہ عین حملہ آوری کے وقت راجہ دھور سمندر معبر پر حملہ آوری
کے لیے روانہ ہوا تھا۔ ان جزئیات کو چھوڑ کر امیر اور وصاف دونوں کے بیانات سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ آوری کے وقت دونوں بھائیوں میں لڑائی ہو رہی تھی
جس کا موجب پچھلے راجا کا اپنے بیٹے سندر پنڈیا کے ہاتھ قتل ہو جانا تھا۔

(باقی آئندہ)

جس وقت لشکر علائی حدود دھور سمندر کے قریب پہنچا تو تفحص حالات پر سپہ سالار ملک کافور کو جو حالات معلوم ہوئے انھیں امیر خسرو نے خزائن الفتوح میں بیان کیا ہے

"ملک الشرق در روش کردن خبرہائے پیش مشرعان آتش پائے راد باوم گرم
خبر گردیده از ہر طرف در تفتیش و تفحص می بود تا از آئیدہ گان منازل پیش
چیاں معلوم گشت کہ دو رائے معبر کہ در اتحاد یک دلے بودہ اند مہر دو را اتصال
محکم تر از فرقداں و دو پیکر بود دیوں سندر پنڈیا کہ برادر کہتر است برائے اہمات
مصالح ملکی از خون آبا دست خود را کف خضیب گردانید و سر ایشاں را کف
جذبا ساخت برادر بزرگ بیر پنڈیا از چندی ہزار ہندوئے کیوانی اجماع ساختہ
است و دو شہر خالی گذاشتہ و برائے صلح او سریع السیر شدہ و بلال دیو رائے
دھور سمندر چوں شہر را از مہارائے خالی شنود آہنگ آں کرد کہ بغارت
مہاجن آں ہر دو شہر رایک منزل کند و برسد ناگاہ از عقب ادارہ
آسماں شگاف وال جبذنا لہم الغالبون از کوس لشکر منصور شنود در رفلیاں
یجعلون اصابعہم فی آذانہم من الصواعق حذر الموت ماندہ واز بس مہابت
چون زحل منعکس بجال بد وطالع معکوس سوئے برج ہبوط خویش راجع شدہ
از سیاہ سپر و ازنفس طایر طیر شدہ در بیت الحیض حولیش رسید"۔

سادہ الفاظ میں اس رنگین عبارت کا منشا یہ ہے کہ حملہ آوری کے وقت معبر میں دو عملی کا دور دورہ تھا دو راجا راج کر رہے تھے اور باوجود بھائی ہونے کے آپس میں لڑائی میں مشغول تھے بڑے بھائی کا نام بیر پنڈیا اور چھوٹے بھائی کا نام سندر پنڈیا تھا۔ تنازع کی وجہ یہ تھی کہ سندر پنڈیا ہی اپنے باپ کو قتل کر کے سلطنت پر قابض ہو گیا تھا۔ بیر پنڈیا لشکر جرار لیکر انتقام کے لئے روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے دو شہر بے حفاظت چھوڑ گیا۔ دھور سمندر کے راجہ کو طمع دامنگیر ہوی کہ ان دونوں شہروں کے

عہد اسلامی کی بابت اہل یورپ نے جو کتابیں لکھی ہیں ان کا زیادہ حصہ اسی کی تصنیفات سے ماخوذ ہے۔ پال کازنووا (PAUL CASANOVA) نے کتاب الخطط سے اخذ کر کے مصر کے تاریخی مقامات کا تذکرہ مرتب کیا ہے جو فرانسیسی کی مجلس آثار مشرقیہ کی طرف سے سنہ ۱۹۰۶ء میں شائع ہوا ہے۔ کتاب الخطط سے اخذ کر کے ڈاکٹر وسٹن فیلڈ (WUSTEN FELD) نے قبطیوں کے حالات سنہ ۱۸۴۵ء میں بمقام گوٹنگن اور گرافے (GRAEFF) نے الاہرام کا تذکرہ سنہ ۱۹۱۱ء میں بمقام لیپزگ چھپوایا ہے۔ راویز (RAVAISSE) نے خاص شہر قاہرہ کے متعلق خطط کے جملہ بیانات کو بہت سے حواشی نقشوں اور تصویروں کے ساتھ ایک مستقل کتاب کی صورت میں جمع کیا اور سنہ ۱۸۸۶ء میں طبع کرایا ہے۔ کاترمر (QUATREMER) نے سلاطین مملوک کی تاریخ ترجمہ کی اور دو جلدوں میں سنہ ۱۸۳۷ء میں پیرس میں طبع کیا بلوشہ (BLOCHET) نے مقریزی کی تصنیفات سے اخذ کر کے تاریخی اور جغرافیائی توضیحات کے ساتھ مصر کی تاریخ لکھی اور سنہ ۱۹۰۶ء پیرس میں چھپوایا۔

تذکرۃ النقود سنہ ۱۷۹۷ء میں روسٹک میں اور سنہ ۱۸۹۸ء میں قسطنطنیہ میں طبع ہوا ہے اور مشہور مستشرق دی ساسی (　　　) نے فرانسیسی میں اس کا ترجمہ بھی کیا ہے جو سنہ ۱۷۹۷ء میں پیرس میں طبع ہوا ہے۔ اس میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں عرب کے قدیم سکوں کا ذکر ہے دوسری فصل حلقائے اسلام کے سکوں سے تعلق رکھتی ہے۔ تیسری فصل میں مصری سکوں کے حالات ہیں۔ ذیل کا مضمون پہلی اور دوسری فصل پر مشتمل ہے۔ تیسری فصل کا اقتباس کسی آئندہ اشاعت میں نذر ناظرین کیا جائے گا۔

(ایڈیٹر)

نقود اسلامیہ

جس کو علامہ تقی الدین احمد علی المقریزی کی تصنیف "شذور العقود فی ذکر النقود" سے مولوی محمد جعفر صاحب مولوی کامل نے اخذ کیا ہے:۔

علامہ تقی الدین احمد بن علی المقریزی[۱] دیار مصر کا مشہور مورخ ہے ۷۶۶ھ میں پیدا ہوا اور ۸۴۵ھ میں جبکہ اس کی عمر اسی سال کی تھی۔ مصر کے دار السلطنت قاہرہ میں انتقال کیا۔ ملوک چراکسہ کا معاصر تھا اور خلیفہ المتوکل علی اللہ (۷۶۳ھ ۸۰۸ھ) کے عہد میں ملک سیف الدین برقوق (۷۸۴ھ تا ۸۰۱ھ) نے اسے امامت کی خدمت تفویض کی تھی اس نے مصر کی تاریخ و جغرافیہ اور آثار قدیمہ کے متعلق کئی ضخیم ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ منجملہ اُن کے بعض مشہور و معروف کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) المواعظ والاعتبار فی الخطط والآثار اس میں مصر کی تاریخ و جغرافیہ اور آثار و عمارات کا تذکرہ ہے۔ ۱۲۷۰ھ و ۱۳۲۴ھ میں دوبارہ مصر میں یہ کتاب چھپی ہے (۲) کتاب السلوک فی معرفۃ دول الملوک اس میں سلاطین ملوک کے حالات ہیں اور ۱۸۴۵ء میں گوٹنگن میں چھپی ہے (۳) اتعاظ الحنفا باخبار ائمۃ الخلفا اس میں خلفائے فاطمیہ کا تذکرہ ہے اور ۱۳۲۴ھ میں احمد زکی نے مصر میں چھپوایا ہے۔

مقریزی کی تصنیفات نے یورپ میں خاص شہرت حاصل کی ہے اور مصر کے

---

[۱] حسن المحاضرہ جلد اول صفحہ ۲۳۱

چھ ہزار دانوں کے مساوی ہوتا ہے۔

جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اپنے ان اوزان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں فرمایا بلکہ اسی حساب کے مطابق پانچ اوقیہ چاندی میں پانچ درہم اور بیس دینار طلائی میں نصف دینار زکوٰۃ مقرر فرمائی۔

جناب رسالتمآب کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے بھی عہد رسالت کے عملدرآمد کو برقرار رکھا۔ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جب ممالک مصر و عراق فتح ہوگئے تو آپ کی خلافت کے آٹھویں سال ۱۸ھ میں مختلف ممالک کے وفود بارگاہ خلافت میں باریاب ہوئے۔ ان میں ایک وفد اہل بصرہ کا بھی تھا اس کے سردار احنف بن قیس حضرت عمر سے باشندگان بصرہ کے لئے چند امور انتظامی کی خواہش کی۔ جن کی بنا پر حضرت نے معقل بن یسار کو بصرہ روانہ کیا اور ان کے اہتمام فرات سے بصرۃ تک ایک نہر بنوائی جو نہر معقل کے نام سے مشہور ہے اس کے ساتھ اراضی کی تشخیص کے لئے جریب اور ہر جریب پر لگان کا تعین فرمایا اس کے بعد سکے مضروب کرائے جن کی شکل و صورت کسروی سکوں کے بالکل مماثل تھی۔ لیکن ان میں سے بعض پر "الحمد للہ"، بعض پر "لا الہ الا اللہ وحدہ" اور بعض پر "محمد رسول اللہ" اضافہ کر دیا گیا تھا۔ آپ کے زمانۂ خلافت میں شروع سے آخر تک دس درہم چھ مثقال کے ہم وزن معین تھے۔

حضرت عثمان بن عفان کے عہد خلافت میں جب سکے مضروب ہوئے تو اُن پر آپ کے حکم سے "اللہ اکبر" نقش کیا گیا۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی عہد خلافت میں زیاد کو کوفہ اور بصرہ کا عامل مقرر فرمایا۔ اس علاقہ میں اس وقت تک وہی اوزان و پیمانے رائج تھے جن کو حضرت عمر نے مقرر فرمایا تھا۔ اس کے لحاظ سے درہم میں کمی اور قفیز میں زیادتی ہوگئی تھی

قدیم زمانہ میں دو قسم کے سکے رائج تھے ۔ ایک وافیہ دوسرا طبریہ ۔ انھیں دو سکوں سے انسان معاملات بیع و شری انجام دیا کرتا تھا ۔ درہم وافیہ کا دوسرا نام بغلیہ تھا ۔ یہ اہل فارس کے سکے تھے اور ان میں سے ہر ایک درہم کا وزن ایک مثقال سونا ہوتا تھا ان کے علاوہ ایک اور قسم کا سکہ بھی مروج تھا جسے جواز کہتے تھے ۔ اس کے ہر دس درہم میں تین درہم کا نقصان ہوا کرتا تھا یعنے سات بغلیہ درہم دس درہم جواز کے مساوی شمار کیئے جاتے تھے یہ کیفیت متمدن دنیا کی تھی ۔

اہل عرب ایام جاہلیت میں محض سونے اور چاندی کے ٹکڑے استعمال کیا کرتے تھے اس کے علاوہ دوسرے متمدن ممالک کے سکوں کا بھی ان میں رواج تھا ۔ مثلاً رومیوں کے طلائی دینار جن کا نام قیصریہ تھا اور چاندی کے درہم جو وافیہ اور طبریہ کہلاتے تھے ۔ زمانۂ جاہلیت میں درہم و دینار کا وزن زمانۂ اسلام کی بہ نسبت دوگنا ہوتا تھا یعنے چاندی کے ایک مثقال کو درہم اور سونے کے ایک مثقال کو دینار کہتے تھے یہ بلاد عرب کی عام حالت تھی ۔ لیکن اہل مکہ کے معاملات بیع و شری میں ان کا استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ ان میں خاص اوزان مستعمل تھے مثلاً ایک وزن رطل کا تھا رطل بارہ اوقیہ کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اس اعتبار سے ہر ایک رطل چارسو اسی درہم کے مساوی ہوا کرتا تھا دوسرا وزن نص کا تھا جو نصف اوقیہ یعنی بیس درہم کے مساوی ہوتا تھا تیسرا وزن تورہ تھا جو پانچ درہم کے مساوی ہے ۔ درہم طبریہ کا وزن آٹھ دانق درہم بغلیہ کا چار دانق اور درہم جواز کا ساڑھے چار دانق ہوا کرتا تھا ایک دانق کا وزن آٹھ غیر معشر حبہ شعیر کے مساوی ہے ۔ ایک دوسرے حساب سے دس درہم چھ مثقال کے مساوی ہوا کرتے تھے ایک مثقال بہتر حبہ شعیر کے برابر تھا بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ابتدا میں مثقال کا وزن ساٹھ حبہ شعیر کے برابر ہوا کرتا تھا ۔ ایک حبہ شعیر سو دانہ خردل کے ہم وزن تھا ۔ اس لحاظ سے ایک مثقال کا وزن خردل کے

جو مشہور صحابی ہیں اس درہم سے بیع و شرای کرتے اور اسے معیوب نہیں سمجھتے تھے۔
عبدالملک کے زمانہ میں جدید سکوں کے رواج پانے کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ خالد بن یزید بن معاویہ نے عبدالملک سے بیان کیا کہ علمائے اہل کتاب کا قول ہے کہ وہ خلیفہ نہایت طویل العمر ہوتا ہے جس کے زمانہ میں سکّے مضروب ہوا کرتے ہیں۔ یہ سن کر عبدالملک نے اسلامی سکّہ مضروب کرنے کا حکم دیا۔
بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک نے قیصر روم کو ایک خط لکھا جس کے عنوان پر آیت قل ھو اللہ احد اور خاتمہ میں جناب رسالتمآب صلعم کی تعریف مذکور تھی یہ امر قیصر کو شاق گذرا اور اس نے جواب میں لکھا کہ اس طریقہ کو ترک کردو ورنہ ہم تمھارے نبی کا ذکر اپنے سکوں پر برائی کے ساتھ درج کریں گے۔ عبدالملک نے اس بارے میں اعیان سلطنت سے مشورہ کیا تو خالد بن یزید نے رائے دی کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ رومی سکہ کا استعمال ترک کردیں اور اس کے عوض اسلامی سکہ مروج کریں اس رائے کو سب نے پسند کیا اس کے بعد عبدالملک نے اسلام کا جدید سکّہ مضروب کرایا۔
بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے درہم کو ایک یہودی نے مسکوک کیا تھا جس کا نام سمیر تھا اور تیما میں اس کی سکونت تھی اور اسی سے نسبت دیکر اس عہد میں درہم کو درہم سمیری کہا کرتے تھے۔
عبدالملک نے جب جدید سکّہ مضروب کرایا تو اسے حجاج بن یوسف کے یہاں بھیجا اور اس نے اسے تمام بلاد اسلام میں روانہ کردیا تاکہ آئندہ اسی نمونہ پر درہم مسکوک ہوا کریں۔
عبدالملک نے جو سکّے مسکوک کرائے تھے ان پر ایک جانب قل ھو اللہ احد اور دوسری جانب لا الٰہ الا اللہ نقش تھا اور اس کے اطراف دو حلقوں میں ایک طرف "ضرب ھذا الدھم بمدینۃ کذا" اور دوسری طرف محمد رسول اللہ

اور اس کے مطابق جب فوج میں یومیہ تقسیم ہوتا تو دونوں میں مساوات نہیں رہتی تھی زیاد کو جب اس کا احساس ہوا تو حضرت معاویہ کے حکم سے ان میں ضرورت کے موافق کمی و زیادتی کا عمل کردیا اس وقت ایک درہم کا چھ دانق اور دس درہم کا سات مثقال وزن قرار دیا گیا۔

حضرت معاویہ نے اپنے عہد میں جو دینار مسکوک کرائے تھے اُن پر انسان کی تصویر منقوش تھی اور اس کی گردن میں شمشیر حمایل تھی۔ صحابۂ کرام رض نے اس کو پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ایک سپاہی نے ان پر حضرت معاویہ سے بالمشافہ اعتراض کیا۔ لیکن حضرت سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو آپ نے اُس کا یومیہ بند کرنے کی دھمکی دیکر اُسے ساکت کر دیا۔

عبداللہ بن زبیر رض جب مکہ معظمہ میں خلیفہ تسلیم کئے گئے تو آپ نے مدور درہم مسکوک فرمائے اور ان پر ایک جانب محمد رسول اللہ دوسری جانب امر اللہ بالعدل والوفا نقش کیا گیا۔ آپ پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے درہم کی شکل مدور پر معین فرمائی آپ کے بھائی مصعب بن زبیر نے بھی عراق میں اسی نمونہ پر درہم مضروب کرائے اور ان کا وزن ہر دس درہم کو سات مثقال کے مساوی مقرر کیا۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے جب حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا والی مقرر ہوا تو اس نے ان تمام باتوں کو تبدیل کر دیا جو عبداللہ بن زبیر کی وجہ سے عمل میں آئے تھے۔ عبداللہ بن زبیر اور مصعب بن زبیر کے قتل کے بعد جب عبدالملک بن مروان کی خلافت مستقل ہوگئی تو اُس نے ۷۶ھ میں درہم و دینار دونوں مسکوک کرائے دینار کا وزن بائیس قراط اور درہم کا وزن پندرہ قراط معین کیا۔ یہ سکّے مدینۂ منورہ میں بھی رائج ہوئے۔ اور انھیں صحابۂ کرام نے معیوب نہیں سمجھا لیکن ان پر انسان کی صورت بنی ہوئی تھی اس لئے پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ سعید بن المسیب رض

اس کو جائز رکھیں یا بدل دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ درہم ابتداءً عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں مسکوک ہوئے ہیں اس وقت صحابہ کرام کثرت سے موجود تھے لیکن کسی نے بھی اسے تبدیل کرنے کی رائے نہیں دی۔ صرف ابن سیرین نے اس سے بیع و شری کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن اہل مدینہ نے اس کو مکروہ نہیں خیال کیا بلکہ اسی سے بیع و شری کیا کرتے تھے۔

خلیفہ صالح حضرت عمر بن عبدالعزیز سے دریافت کیا گیا کہ یہودی و نصرانی اور جنب و حائض دونوں ان سکوں کو ہاتھ لگاتے ہیں حالانکہ ان پر کلام اللہ کی آیت نقش ہے ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اس کو بدل دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم خدا کی توحید اور اپنے پیغمبر کی توصیف کو بدل دیں گے غیر مسلم ہم بنیں گے۔

الغرض جدید سکے عبدالملک کے زمانہ میں رائج ہوئے اس کی وفات کے بعد ولید بن سلیمان اور عمر بن عبدالعزیز کے عہد تک برابر استعمال ہوتے رہے جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس کے عہد میں عمر بن ہبیرہ والی عراق نے درہم ہبیرہ مسکوک کرایا اس کا وزن بھی چھ دانق تھا۔ جب ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اس نے ۱۰۶ھ میں خالد بن عبداللہ القسری کو حکم دیا کہ حسب سابق درہم کا وزن سات دانق مقرر کیا جائے چنانچہ یہ سکے صرف شہر واسطہ میں مضروب ہوئے اور ان کا وزن زیادہ کر دیا گیا۔ لیکن ۱۲۰ھ میں جب خالد معزول ہو گیا اور اس کی جگہ یوسف بن عمر ثقفی عراق کا عامل قرار پایا تو اس نے سکوں کے وزن میں پھر کمی کر دی اور چھ دانق ان کے لئے وزن معین کر دیا۔

۱۲۶ھ میں ولید بن یزید قتل ہو گیا اور مروان بن محمد جو خاندان بنی امیہ کا آخری خلیفہ ہے اس کا جانشین قرار پایا تو اس نے جزیرہ میں سکے مسکوک کرائے یہاں تک کہ یہ بھی قتل ہو گیا۔ اور بلاد اسلام میں دولت عباسیہ کی بنیاد قائم ہوئی ـــ اس خاندان کے

ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون"
لکھا گیا تھا۔

عبدالملک کے عہد میں جدید دراہم کے مسکوک ہونے کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شرع کی رو سے دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اگر بڑے درہم مسکوک ہوتے تو اس کی وجہ سے زکوٰۃ میں نقصان واقع ہوتا اور اگر طبریہ کے نمونے پر چھوٹے درہم بنائے جاتے تو اس سے زکوٰۃ دینے والے خسارے میں رہتے تھے اسلئے عبدالملک نے ایسا سکّہ مروج کیا جس سے نہ تو زکوٰۃ میں نقصان ہوا اور نہ زکوٰۃ دہندہ کو ضرر پہنچا۔ عبدالملک سے پہلے بڑے درہم کا وزن آٹھ دانق اور چھوٹے کا چار دانق تھا اس لئے عبدالملک ان کے درمیانی وزن کو اختیار کر کے چھ دانق کا درہم مسکوک کیا لیکن مثقال کے وزن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔

عبدالملک کے مسکوک کئے ہوئے درہموں میں تین خصوصیات پائی جاتی ہیں اور

(۱) ہر دس درہم کا وزن سات مثقال مقرر ہوگیا۔

(۲) بڑے اور چھوٹے درہموں میں اعتدال پیدا ہوگیا۔ یعنی ہر قسم کے دراہم کا وزن چھ دانق قرار پایا۔

(۳) سنت نبوی کے موافق ہونے کی وجہ سے فریضہ زکوٰۃ میں کسی قسم کی زیادتی یا کمی کا اس میں احتمال باقی نہیں رہا جس کی وجہ سے جمہور میں درہم شرعی کی حیثیت سے رائج ہوگیا اور اسی کے وزن سے زمانۂ مابعد میں رطل اور صاع کے اوزان مقرر کیے گئے۔

عبدالملک کے سکوں پر چونکہ "قل ھو اللہ احد" مسکوک تھا اور جنب و حائض دونوں ضرورت کے وقت بیع و شریٰ کے لئے اسے ہاتھ لگاتے ہیں اس لئے علمائے وقت نے اس طریقہ کو کراہیت کی نظر سے دیکھا اور اس کا نام مکروہیہ رکھدیا۔

بعض نے امام مالک رض سے دریافت کہ درہم و دینار پر آیت قرآنی مکتوب ہے

امین کے قتل ہونے کے بعد جب مامون سریر آرائے خلافت ہوا تو اس کو کوئی شخص ایسا نہیں ملا جو درہم کو مسکوک کر سکے اس لئے اس کے عہد میں سکہ جات مھر کے طریقہ پر کندہ ہونے لگے۔ یہ عمل در آمد مامون کے بعد بھی معتصم واثق اور متوکل کے عہد تک جاری رہا۔

خلفا کے سکے خالص سونے کے ہوا کرتے تھے۔ متوکل کے بعد ترکی غلام جب امور خلافت پر حاوی ہو گئے خلفا کے اقتدار میں زوال آ گیا۔ عمال نے مختلف ممالک میں خودسری اختیار کر لی۔ اس پر آشوب زمانہ میں سکہ جات میں بھی آمیزش ہونے لگی سب سے پہلے عبید اللہ بن زیاد نے ان میں آمیزش کی سنہ ۶۴ھ میں جب وہ بصرہ سے بھاگ گیا تو اس کے بعد بنی بویہ اور بنی سلجوق میں بھی اس کا رواج ہو گیا۔

پہلے خلیفہ عبداللہ بن محمد السفاح نے اپنے زمانہ میں اپنے درہم مسکوک کرائے اور ان پر سکہ عباسیہ منقوش کیا۔ پہلے ایک حبہ اور اس کے بعد دو حبہ وزن میں کمی کر دی۔ اس کی وفات کے بعد ابو جعفر منصور خلیفہ ہوا اس نے اپنے زمانہ میں تین حبہ وزن کر دیا غرضکہ اس عہد میں ایک درہم ۱/۲ قیراط کے مساوی ہو گیا۔ یہ عمل ۱۵۸ھ تک جاری رہا اس کے بعد محمد بن جعفر مہدی نے مدور درہم مسکوک کرائے اور ان کے عین وسط میں بطور علامت ایک نقطہ لگوایا اس کے فرزند موسیٰ بن محمد الہادی نے کوئی سکہ مضروب نہیں کیا۔ جب ہارون الرشید خلیفہ ہوا تو اس نے دارالضرب کا انتظام جعفر بن یحییٰ برمکی کے تفویض کیا اس نے خلیفہ کے نام کے ساتھ درہم و دینار مضروب کرائے اور اس عہد میں درہم کا وزن ایک قیراط اور کم ہو گیا۔ ہارون کے بعد امین اور مامون نے بھی سکے مضروب کرائے جو رباعیات کے نام سے مشہور تھے۔ مامون کا سکہ مرو میں مضروب ہوا تھا یہ واقعہ امین کے قتل سے پہلے کا ہے۔ ہارون پہلا خلیفہ ہے جس نے دارالضرب کا انتظام وزرار کے حوالہ کیا۔ اس سے قبل تمام خلفا اس کام کو خود اپنی ذات سے انجام دیا کرتے تھے۔ دارالضرب کا یہ انتظام رمضان ۱۸۴ھ تک قایم رہا۔ اس سال جب ہارون نے جعفر کو قتل کرا دیا تو اس کا انتظام سندی کے ذمہ کیا گیا۔ اس نے رجب ۱۹۲ھ میں درہم ہاشمی کے معین وزن میں نصف حبہ کم کر دیا۔ امین کے زمانہ میں دارالضرب کا انتظام عباس بن فضل بن ربیع کی نگرانی میں رہا اس نے سکہ کے بالائی حصہ پر "ربی اللہ" اور زیریں حصہ پر "العباس بن الفضل" نقش کرایا۔

امین نے جب اپنے لڑکے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کیا تو اس کا لقب الناطق بالحق المظفر باللہ رکھا اور اس کے نام سے درہم و دینار مضروب کرائے اور ان پر حسب ذیل شعر نقش ہوا۔

کل عز و مفخر فلموسی المظفر   ملک خص ذکرہ فی الکتاب المسطر

عبداللہ نے یہ خبر پا کر کریم خاں لاری حوالہ دار خاصہ خیل کو ملا کے استقبال اور منزل
بہ منزل مہمانی کے سرانجام کرنے کے لئے روانہ کیا اور ان کے پیچھے میر معز الدین محمد مشرف
الممالک نے دار السلطنۃ سے چند فرسخ آگے بڑھ کر استقبال و ضیافت کے مراسم ادا کئے پھر
شیخ محمد طاہر سرخیل نے حسین ساغر سے نیم فرسخ آگے جا کر ملائے قزوینی اور ان کے جملہ ہمراہیوں کی ضیافت
کی اور ۱۴ ارمضان کو سلطان عبداللہ بہ نفس نفیس ملا کی پیشوائی کو روانہ ہوئے۔ چنانچہ
دروازہ شہر پناہ سے حسین ساغر تک دو رویہ فوج اور فیلان کوہ پیکر استادہ تھے اور
سلطان عبداللہ کے ہمراہ رکاب تمام امرا و وزرا، وارکان دولت گھوڑوں پر سوار تھے حسین
ساغر کے قریب سراپردہ اور خیموں کا ایک شاہی کیمپ[1] تیار کیا گیا تھا جس میں سلطان عبداللہ
اور ملائے قزوینی کی ملاقات ہوئی۔ ملا نے شاہجہاں کے بھیجے ہوئے ہدیے شمشیر و خنجر
مرصع اور مکتوب شاہجہانی عبداللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ سلطان نے بادشاہ کی خیر و
عافیت دریافت کرنے کے بعد حاجب پر نظر التفات مبذول کی۔ اس موقع پر ملائے قزوینی
حاجب نے اپنی طرف سے یک سلسلہ فیل۔ دو راس اسپ اور تیس چالیس خوان اشیائے
نفیسہ کے مع دو قطار شتر اور ایک جفت گاو بہیل بطور نذر پیش کئے۔ سلطان نے تین چار
گھڑی حاجب سے ہم کلام رہنے کے بعد ان کو خلعت فاخرہ عنایت کی اور جو اشیاء انھوں
نے بعنوان نذر پیش کی تھیں ان پر دو زنجیر فیل اور دو سر اسپ عراقی اضافہ فرما کر اُن کو
عنایت کئے اور یہ سواری فیل خدم و حشم کے ساتھ دولت خانہ عالی کو مراجعت کی۔

ملائے قزوینی وہ دن حسین ساغر کے کیمپ میں گذار کر دوسرے روز دار السلطنت میں
داخل ہوئے اور منصور خاں میر جملہ ماضی کے مکان پر جو سلطان کی طرف سے ان کی فرودگاہ
کے لئے معین ہوا تھا فروکش ہوئے۔ سلطان عبداللہ نے ۱۷ ارمضان کو شیخ محمد طاہر سرخیل
کے توسط سے حاجب قزوینی کو طلب فرما کر ندی محل میں دوبارہ باریاب کیا اور اس مرتبہ بھی

[1] غالباً موجودہ فتح میدان پر۔

سلاطین قطب شاہیہ کے تعلقات خارجہ

اور اس کا اثر

از مولوی سید علی اصغر صاحب بلگرامی

(۲)

شاہجہاں بادشاہ ہندوستان کا جو فرمان اوپر نقل کیا گیا ہے اس کی پذیرائی قطب شاہی دربار میں کس طرح ہوی اس کا سراغ لگانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ قطب شاہی مورخ اس[1] واقعہ کا یوں ذکر کرتا ہے کہ جب دکن میں متواتر یہ خبریں آنے لگیں کہ شاہجہاں اس سال جشن نوروزی دولت آباد میں منائیں گے تو سلطان عبداللہ نے ازراہ دوراندیشی ملا تقیائے شیرازی کو حاجب مقرر کر کے تین زنجیر فیل اور کچھ تحایف دیگر اس تاکید کے ساتھ شاہجہاں کے کیمپ پر روانہ کیا کہ راستہ میں غیر ضروری توقف کئے بغیر منزل مقصود پر بعجلت تمام فائز ہوں ملائے شیرازی دولت آباد پہنچکر شاہجہاں کی خدمت میں باریاب ہوے لیکن اتفاق سے ملا تقیا کے پہنچنے کے بہت قبل شاہجہاں نے برہان پوری سے ملا شیخ عبداللطیف قزوینی کو فرمان متذکرہ صدر کے ساتھ حیدرآباد روانہ کر دیا تھا چنانچہ رمضان سنہ ۱۰۴۵ھ کی آٹھویں تاریخ تھی جبکہ ملائے قزوینی سرحد ممالک محروسہ پر پہنچ گئے تھے سلطان

[1] صاحب حدیقۃ السلاطین قطب شاہی قلمی ۱۲

دولت آباد واپس طلب کرلئے گئے اس کے بعد یہاں یہ قرار پایا کہ زرپیشکش کے ساتھ ایک انقیاد نامہ سلطان عبداللہ کی جانب سے ملائے قزوینی کے ہمراہ روانہ کیا جائے چنانچہ ملا اوتی ملتی الممالک کو تحریر مسودہ کا حکم صادر ہوا۔

اس انقیاد نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ارشادات زبانی کے منجملہ ملائے قزوینی کی زبانی یہ حکم بھی صادر ہوا تھا کہ قطب شاہی سکوں پر اس نمونہ کے موافق جو ملا اپنی ہمراہ لائے تھے آئندہ سے شاہجہاں کا القاب بھی کندہ ہوا کرے چنانچہ ۱۰۴۵ھ کے بعد سے سرخ وسفید سکہ ہائے قطب شاہی بر حسب ذیل عبارت کندہ ہوا کرتی تھی۔

(۱) رُخ اول

(۲) رُخ ثانی

اس کے علاوہ سلطان عبداللہ نے ملا عبداللطیف کے روبرو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر ان مواعید کی جو انقیاد نامہ میں درج ہوے تھے بہ قسم تصدیق بھی کی تھی اس دستاویز سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سلطان عبداللہ کو اس امر کا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ قبول اطاعت میں چونکہ وہ دنیا داران دکن[۱] پر پیش قدمی کر رہا ہے اس لئے یہ بات اس کے ہم عصر سلاطین کے خلاف مزاج ہوگی اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جب بادشاہ کی سواری دکن (دولت آباد) سے پایہ تخت (آگرہ) کو مراجعت کرجاے تو عادل شاہ ان سب کو لیکر اس کے ملک پر ٹوٹ پڑے اور اس کی رسوائی کے درپے ہوجائے لہذا اس خدشہ کا بھی مناسب موقع پر عبداللہ نے اپنے انقیاد نامہ میں تذکرہ کردیا تا کہ بادشاہ صوبہ دار دکن[۲] کو ضروری ہدایات دیکر اس کی کوئی پیش بندی کرسکے۔ الغرض سلطان عبداللہ نے شیخ محمد طاہر کو حکم دیا کہ وہ شیخ عبداللطیف

---

[۱] یہ ایک اس زمانہ کا محاورہ تھا جو معاصر تاریخوں میں متواتر استعمال ہوا ہے لفظ دنیا سے اس موقع پر ملک و دولت اور جاہ و ثروت مراد ہے۔

[۲] جس کا مستقر اس زمانہ میں دولت آباد تھا اس لئے کہ دکن کا بھی حصہ راست شاہان مغلیہ کے زیر تسلط تھا ۱۲

خلعت و اسپ و فیل سے حاجب کو سرفراز کیا۔

حیدرآباد میں ہنوز حاجب کی خاطر و مدارات ہو رہی تھی دفعتاً یہ خبر آئی کہ شاہجہاں نے اپنے حاجب کے جواب کا انتظار کئے بغیر خاندوراں کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کر دی ہے چنانچہ خاندوراں اپنی فوج کو لیکر قصبۂ ناندیڑ تک پہنچ گئے۔ بظاہر یہ تدبیر شاہجہاں نے اس مقصد سے اختیار کی تھی کہ حاجب کے توسط سے جو شرائط و فرمائشات کی گئی ہیں اُن کی تعمیل و تکمیل میں افواج خاندوراں کے دباؤ کی وجہ سے سلطان عبداللہ کوئی عذر و تاخیر نہ کرسکیں لیکن یہ خبر ایسی نہ تھی جس سے حیدرآباد میں ایک شورش برپا نہ ہو جاتی۔ سلطان عبداللہ نے اہل شہر کی طمانیت اور اپنی دارستاہی کی نمائش کے طور پر نصیر الممالک پوچی بیگ اور شجاع الملک کو چند دکنی اور ہندو سرداروں کے ساتھ سرحد قصبۂ ناندیڑ کی طرف روانہ کردیا اور خود بہ نفس نفیس گولکنڈہ پہنچکر حصار کی مرمت ذخائر کی فراہمی اور آلات حرب کے اجتماع میں مشغول ہوگیا۔ شیخ عبداللطیف قزوینی نے سلطان عبداللہ کی ان پیش بندیوں سے باخبر ہوکر اس کی اطلاع دولت آباد میں شاہجہاں کو دی اور زرپیشکش و مصالحت پر اکتفا کرنے کا مشورہ دیا۔ جب سلطان کو اس کی خبر ہوی تو انھوں نے شیخ قزوینی سے مراتب صلح طے کرنے کے لئے علامہ شیخ محمد ابن خاتون کو حکم فرمایا اس وقت علامہ دوسری مرتبہ منصب پیشوائی یعنی جملۃ الملکی (صدارت عظمیٰ) پر سرافراز ہوچکے تھے اور شرائط تو بہ آسانی طے پاگئے مگر خطبہ سے شاہان صفویہ کے نام کے اخراج اور شاہجہاں کے القاب کے شمول کا مسئلہ کئی روز تک معرض بحث میں رہا۔ بالآخر سلطان نے علمائے شہر کی ایک مجلس منعقد کرکے اس بارہ میں مشورہ طلب کیا۔ سب نے علامہ ابن خاتون کی رائے کے بموجب یہی فتویٰ دیا کہ جنگ و جدال کے مقابلہ میں اس شرط کا قبول کرلینا اولیٰ ہے۔ چنانچہ جب تک شیخ عبداللطیف حیدرآباد میں مقیم رہے ہر جمعہ کو خطبہ میں شاہجہاں کے نام خطبہ میں لیا جاتا رہا جب ان امور کی اطلاع عبداللطیف نے شاہجہاں کو دی اس وقت خاندوران ناندیڑ سے

در آن مکتوب مذکور مبادی سامی و لقب گرامی بندگان اعلیحضرت خاقانی
ظل سبحانی دیباچهٔ اسناد لامع البهی خواهد ماند و هرگز پیرامون نروند که
سابقاً نوشته‌اند نگردد و پیوسته به رسوخ و سعید سکهٔ مبارک که از درگاه
عالم پناه کنده فرستاده‌اند مزین ده باشند و نیز قبول نمودم که از ابتدای سنه
جلوس مقدس مبلغ دو لاکه هون را که هشت لکه روپیه می‌شود از جملهٔ چهار لکه
هون باسم نظام الملک سال بسال بلاعذر و اهمال به سرکار خاصهٔ شریفه
داخل سازم بدین گونه که اگر بادشاهزادهٔ والاگوهر بلنداختر نظام بخش صوبه‌گی
باشد به خدمت ایشان بلاتوقف و الا هر یکی از عهده‌های آن دولت ابد اتصال
که پرداخت مبلغ مذکور به رای رزین او مفوض باشد برسانم و از هشت لکه روپیه
از جملهٔ سی لکه روپیه که تا آخر سنه هشت بالمقطع بر این بنا بر سند درگاه مقرر شده
بود باقیمانده نیز ده لکه هون سال بسال متصل که سنه جلوس مبارک باشد
به درگاه معلّی به رسم دائمیه تا وقت قیمت جواهر و فیلان و اسپان و غیرها
موافق قیمت به حضور اشرف برسانم، بقیهٔ پیشکش گلکنده از پیشکش حال مشخص شود
این مرید موروثی تعهد می‌نماید بلاعذر داخل خزانهٔ عامره سازد و دو سوات آید
هم اگر حصهٔ در جملهٔ پیشکش فرستاده شود همین طریقه مسلک باشد و بعد از این هیچ
با اولیای این دولت عظمی از صمیم قلب یکرنگ و موالف و با مخالفان که آنهم
بی‌ساختی هستند پیستند انذر دل دشمن و مخالف باشم تا راستی رسوخ این
نیازمند به تعهدات مذکوره ظاهر و باهر گردد و حضور رفعت پناه فضایل و کمالات
دستگاه مولانا عبداللطیف بر قرآن مجید دست گذاشته قسم یاد کردم که خلاف
آنچه تعهد کرده‌ام از من سر نزند و اگر خدا نخواسته باشد صدور لاف آن گردم
اولیای دولت قاهره در استرداع ملک من محق خواهند بود. طریقه عهدهای دولت

کے ہمراہ بطور حاجب کے انقیاد نامہ پیش کش لیکر شاہجہاں کے پاس جائیں چنانچہ صد سلسلۂ فیل۔ پنجاہ راس اسپ بازین وکام زریں وسیمین جن کی قیمت کا اندازہ چھ لاکھ ہون کیا گیا تھا اور چند ہزار روپیہ واشرفی جو شاہجہاں کے نام سے یہاں مسکوک کی گئی تھیں ان کے ساتھ کئے گئے۔ غرہ محرم الحرام ۱۰۴۶ھ کو شیخ محمد طاہر ملائے قزوینی کو لیکر بیرون شہر خیمہ زن ہوئے اور اسی طرح طے منازل کرتے ہوئے دولت آباد کی جانب راہی ہوئے جب قصبہ کھڑکی (اورنگ آباد) پر پہنچے تو شاہ جہاں نے شاہ علی بیگ کوتوال معسکر شاہی اور میرزا مجم قلی بیگ منصبدار ہفت صدی ومتصدی خزانہ اور بخشی افضل خاں کو ان لوگوں کی پیشوائی کے لئے روانہ فرمایا چنانچہ یہ لوگ شیخ طاہر اور ملائے قزوینی کو لیکر دولت آباد پہنچے اور جو تحف وپیشکش لائے تھے وہ بادشاہ کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے شاہجہاں نے شیخ محمد طاہر کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور امرائے پنجہزاری کی سلک میں ان کی جگہ مقرر فرمائی تاکہ جھروکہ کے متصل اُن کا قیام رہے۔ شیخ طاہر نے بھی اپنی طرف سے پچاس خوان اشیائے نفیسہ کے گذرانے اور مورد عنایات بادشاہی ہوئے

انقیاد نامہ سلطان عبداللہ حسب ذیل تھا:۔

"تعہد نامہ مرید موروثی نیک خواہ ومخلص، فدوی بلااشتباہ عبداللہ قطب الملک آنکہ چوں بندگان اعلیحضرت خاقانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی سلیمان مکانی صاحبقران ثانی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ واحسانہ کہ ہزار جان گرامی فدائے نام نامی ولقب سامی آنحضرت باد، ازروی کرم فطری ورافت جبلّی ایں ناچیز را بہ شرائط ذیل نسلاً بعد نسل وبطناً بعد بطن رہین نیاز مند درگاہ جہاں پناہ مرحمت فرمودند، ایں مرید موروثی از صدق اعتقاد ووفور اخلاص تعہد می نماید کہ ہموارہ دراین ملک خطبۂ چہار یار باصفا را چنانچہ اسم سامی ہر یک از آں اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صریحاً

اور شیخ محمد طاہر کے ہمراہ اپنی طرف سے خواجہ طاہر کو روانہ کیا مگر برہان پور پہنچکر خواجہ
طاہر نے انتقال کیا اس لئے بادشاہ نے خواجہ زاہد کو ان کے بجائے بھیجدیا تھا یہ
یہ لوگ اوائل شعبان ۱۰۴۶ھ میں ممالک محروسہ کی سرحد میں داخل ہوے حسب
سلطان عبداللہ کو ان لوگوں کے آمد آمد کی خبر ہوی تو صالح بیگ سرنوبت سرحدیہ
استقبال کے لئے روانہ کیے گئے اور حسین ساغر پر حسب سابق میر معز الدین محمد شرف الملک
نے پیشوائی کی ۱۰ رشعبان کو سلطان عبداللہ نے حسب دستور سابق حسین ساغر کے میدان
میں خواجہ زاہد سے سلطان خیموں میں ملاقات کی شاہجہاں نے نواب علامی ابن خاتون
کے لئے معاملات کو صلح و آشتی کے ساتھ طے کرنے کے صلہ میں قبائے زربفت خاصہ کی
خلعت فاخرہ دستار و کمر بند خاصہ اور دو راس اسپ تازی بازین و یراق سیمین روانہ
فرمائی تھیں جو سلطان کے ملاحظہ سے گذرنے کے بعد علامی ابن خاتون کو مرحمت ہوئیں
خواجہ زاہد رمضان کا مہینہ حیدرآباد میں بسر کر کے عید کے بعد آگرہ واپس ہوے۔

حضرت صاحبقران ثانی کا عہدنامہ جو لوح طلائی پر کندہ تھا حسب ذیل تھا۔

"ایالت و شوکت پناہ عظمت و حشمت دستگاہ، عمدۂ ارباب دول،
قدوۂ اصحاب ملل، زبدہ مخلصان ارادت کیش، قطب الملک بعنایات
بی غایات بادشاہانہ مستظہر بودہ بداند کہ چون درین ولا آن قطب فلک
ایالت، بیاوری بخت اختیار بندگی و اطاعت این درگاہ آسمانجاہ نمودہ
خطبہ را کہ مزین بنام نامی خلفائے راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین و محلی بالقاب سامیہ ما بود، در ملک خود بر وسی منابر بلند آوازہ
گردانید و وجوہ دراہم و دنانیر را بسکۂ مبارک ما آراستہ و پیراستہ ساخت و
قرارداد کہ ہمیشہ بہمین دستور در تمام آن ملک خطبہ میخوانده باشد و زر را
بسکۂ مبارک ما مسکوک می نمودہ باشد و پیشکشی کہ مقرر فرمودہ بودیم بدرگاہ

کہ صوبہ دار دکن مانند آنکہ چوں ہم چشماں بہ سبب پیش قدمی ایں نیاز مند
در قبول اطاعت و بندگی درگاہ جہاں پناہ مکرر بعداوت من حمیّاً لیستہ اند اگر
احیاناً عادل خانیہ بعد از معاودت رایات عالیات از کوتاہ اندیشی و نا عاقبتی
دست تطاول بملک ایں نیاز مند دراز کنند ایشاں در دفع شر آنہا ازیں
دولت من ممد و معاون باشند و اگر با وجود آں کہ ایں نیاز مند طلب امداد
و اعانت نماید و صوبہ دکن بہ تغافل بہ گذرانند و عادل خانیہ بہ عنف و تعدی
ازیں نیاز مند بگیرند آں مبلغ دریں ہشت لکھ روپیہ پیشکش ہر سال مجرٰی باشد
ایں چند کلمہ بر سبیل حجت نوشتہ شد۔ تحریر فی التاریخ شہر ذی حجۃ الحرام
سنہ ہزار و چہل و پنج۔

اس اثنا میں چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا اس لئے شاہجہاں دولت آباد سے براہ برہان پور مانڈو (شادی آباد) کی جانب عازم ہوئے۔ مانڈو میں پہنچکر بادشاہ نے کشمیر خاں منصبدار کو بھیجکر شیخ محمد طاہر کو آب نربدہ سے عبور کرانے کا انتظام کرایا اور مانڈو میں جشن وزن مبارک[1] کے موقع پر شیخ محمد طاہر کو حاضر رہنے کا حکم ہوا چنانچہ اس روز شاہجہاں نے ترازوئے وزن سے طلا و نقرہ و جواہر کے دو طبق شیخ محمد طاہر کو سرفراز کئے اور اس موقع پر سوائے حاجب قطب شاہی کے کسی امیر کو یہ عزت میسر نہیں ہوئی اکثر اوقات و طعنیات سے بادشاہ شیخ محمد طاہر کو مجلس خاص یعنی غسل خانہ میں بھی باریاب فرماتے تھے۔ الحاصل جب شیخ محمد طاہر کو حیدر آباد واپس ہونے کی پروانگی مرحمت ہوئی تو بادشاہ نے اظہار خوشنودی کے طور پر اپنی طرف سے ایک عہدنامہ مرتب فرماکر ایک لوح طلائی پر اس کو کندہ کرایا اور ایک ہاتھی جس کا نام ظفر نشاں تھا۔ قطب شاہ کے لئے ہمراہ کیا اور اس کو زنجیر و زنگ نقرئی اور زر بفت کی جھول سے آراستہ کرنے کا حکم دیا اس کے علاوہ شبیہ مبارک اور تسبیح مروارید جس میں لعل و کہنہ کے دانے تھے۔ سلطان عبداللہ کو بھیجی

[1] شاہان مغلیہ کا دستور تھا کہ نوروز کے موقعہ پر سونے چاندی موتی جواہر میں بادشاہ کا وزن کیا جاتا تھا ۱۲

تبصرہ

۔۔ تصنیف مولوی یحییٰ صاحب تنہا۔ بی اے۔ ایل ایل بی۔ مکتبہ
بلسلہ امیہ دہلی ۱۹۲۰ء صفحات (۴۹۰) قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ
ں کا تذکرہ ہے۔ مصنف نے نثر اردو کی ابتدا سے دور جدید
اروں کے حالات زندگی جمع کئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ
ں کا تذکرہ بھی کیا ہے جو سو سال کے عرصہ میں اس زبان میں

ردو کی تاریخ تین دور پر تقسیم کی ہے۔ پہلا دور فورٹ ولیم کالج
ہے۔ دوسرے دور میں ان مصنفین کے حالات ہیں جو غدر سے
رہے ہیں تیسرا دور غدر سے شروع ہو کر ۱۹۱۴ء پر تمام ہوا ہے
جلد اول کی صورت میں شائع کئے ہیں۔ جلد دوم میں تیسرے دور
ات ختم ہو گئی ہے۔
آخر کو اردو کے عنوان شباب کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اس میں سرسید مرحوم
محمد حسین آزاد۔ مولوی ذکاء اللہ۔ مولوی نذیر احمد۔ مولانا شبلی
ناتھ سرشار اور مولوی عبدالحلیم شرر۔ مولوی مرزا۔ جسٹس
سید احمد دہلوی۔ ظفر علی خان خواجہ غلام الثقلین ماسٹر پیارے لال
ی وحید الدین سلیم۔ مولوی عبدالرزاق کانپوری وغیرہ کے حالات
اس دور میں جس قدر مشہور مصنف گذرے ہیں ان کے تذکرے
ان میں تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں ۔۔ مصنف کے تذکرے کو

والا ارسال داشت و قبول نمود که از جمله آنچه به لطام الملک می داد هر سال
دو لکه هون راکه هشت لکه روپیه باشد به سرکار خاصه شریفه رسانیده بنابر آن
از تقصیرات گذشته او را عفو فرمودیم و ملکی که در تصرف آن عمده ارباب
دول است برا و مقرر و مسلم داشتیم، خدا و رسول خدا را شاهد این مراتب
ساخته حکم میفرمائیم که مادام آن قطب فلک ایالت و اولاد و احفاد او بشروط
مذکوره عمل نماید و خلاف آن نکند انشاء الله تعالی از ما و فرزندان کامگار
نامدار برخوردار ما، و امرای عالیمقدار ما، حضوری بآن ملک مرتبه نخواهد رسید
و خلاف عهودی که درین لوح طلاکه در تماشا نائی لوح محمد یا است منقوش
گشته بعمل نخواهد آمد و این قرار نسلاً بعد نسل و قرناً بعد قرن هم چو سد سکندر
استوار خواهد بود۔ بهفتم شهر ربیع الثانی سنه هزار و چهل و شش هجری
مطابق هفدهم شهریور سنه ۹ جلوس مقدس تحریر یافت۔ "

(باقی)

صفحہ (۸۰) پر فاضل مضمون نگار نے شاہ جہاں بادشاہ کے اس سکہ کا ذکر کیا ہے جسے
سلطان عبداللہ قطب شاہ نے دارالضرب گولکنڈہ مضروب کرایا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ یہ سکے ۴۵ھ
کے بعد سے مضروب ہونا شروع ہوئے ہیں۔ لیکن برٹش میوزیم لنڈن اور انڈین میوزیم کلکتہ میں ان کے جو منقوش
موجود ہیں ان کی تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جلوس شاہجہانی کے پانچویں سال سے جو سنہ ۱۰۴۲ کے مساوی ہے
یہ سکے گولکنڈہ میں مضروب ہونے لگے تھے۔ چنانچہ اسی سنہ کے ایک سکہ کا نقش ذیل میں درج ہے۔

اشرفی و روپیہ

دارالضرب گولکنڈہ —— تاریخ ضرب سنہ جلوسی ۵ و ۱۰۴۲ ہجری

رخ اول
لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ
ضرب گولکنڈہ

رخ دوم
شاہ جہان بادشاہ غازی
شہاب الدین محمد
صاحبقران ثانی

مولانا نذیر کا ترجمہ ایک خاص طرز بیان رکھتا ہے اور ایسا فصیح و بلیغ ہے کہ اس کے تمام
دوسرے سابقہ ترجموں پر غیر معمولی فوقیت حاصل ہو گئی ہے سوا اس کے اس میں بعض
اور بھی خوبیات ہیں ۔ اولاً اصل کتاب میں بعض باتیں اسلامی معتقدات کے خلاف تھیں مولانا
نے ایسے مقامات پر مناسب اصلاح کر دی ہے ۔ ثانیاً مصنف نے تعیین ازمنہ کے لئے مسیح علیہ السلام
کی ولادت سے حساب لگایا تھا مولانا نے اس کے خلاف جناب ختم المرسلین کی ولادت سے
ہر واقعہ کا تعین کیا ہے اور اس سے مسلمانوں کو یہ فائدہ ہوا کہ وہ ہر واقعہ کی نسبت اندازہ
لگا سکتے ہیں کہ ظہور اسلام سے کس قدر عرصہ قبل سرزد ہوا ہے ۔ ثالثاً سابقہ ترجموں میں رجال اور
بلاد کے اسماء انگریزی تلفظ کے موافق لکھے گئے تھے ۔ مولانا نے اس میں ان اسماء کا وہ تلفظ
اختیار کیا ہے جو مصنفین عرب کے یہاں مستعمل ہے ۔ اور یہ تلفظ قدیم تلفظ سے بہت قریب تر ہے الغرض
مولانا کی کوشش سے اس ترجمہ میں اسلامی تصنیفات کی شان پیدا ہو گئی ہے ۔

تاریخ مغربی یورپ مترجمہ مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا بی اے ایل ایل بی مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی صفحات (۲۸۲) قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ ۔

ڈاکٹر رابنس کی مشہور تاریخ کا ترجمہ ہے ۔ اسمیں قرون وسطیٰ کے حالات ہیں۔
سلطنت روما کے زوال سے اس کی ابتداء ہوئی ہے ۔ درمیان میں حروب صلیبیہ کا تذکرہ
بھی آیا ہے ۔ حکومتوں کے عروج و زوال کو بیان کرتے ہوئے ہر عہد کے تہذیب و تمدن
اور علمی ترقیوں کی سرگذشت بھی بیان کی ہے ۔

ڈاکٹر رابنس ممالک متحدہ امریکہ کے مصنف ہیں اور کئی سال تک سلوانیا اور
کولمبیا کی یونیورسٹیوں میں پروفیسر رہ چکے ہیں اس تاریخ میں فاضل ڈاکٹر نے ان واقعات کو
خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے جو انسانی حالات کی ترقی میں ضروری عناصر سمجھے گئے ہیں
اور ان سے نوع بشر کی رفتار زندگی کا صحیح اندازہ ہوتا ہے ۔ ترجمہ کی زبان صاف اور
سلیس اور بامحاورہ ہے اور اس میں ایسی سلاست اور روانی ہے کہ یہ کتاب ترجمہ نہیں
بلکہ تصنیف معلوم ہوتی ہے ۔

ذکری تصنیف خواجہ محمد عبدالحی فاروقی استاد و ناظم دینیات جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی صفحات (۲۷۲) قیمت تین روپیہ ۔

پروفیسر صاحب تفسیر الفرقان فی معارف القرآن کے نام سے قرآن کریم کی ایک

ختم کر کے اون کی نثر تحریروں کے مختلف نمونے بھی درج کئے ہیں جن سے زبان کی تبدیلیوں اور ہر ایک مصنف کے طرز تحریر و اسلوب بیان کا اندازہ ہوتا ہے۔

مصنف نے عام شہرت کے لحاظ سے داستان امیر حمزہ کی ضخیم ضخیم جلدوں کو جو نولکشور پریس میں چھپی ہیں شیخ فیضی کی تصنیف بتایا ہے۔ لیکن اس کو فیضی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ کسی معاصر مورخ نے اسے فیضی کی تصنیفات میں شمار کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس داستان کا ایک مرقع تیار کرایا جس کی بارہ جلدیں تھیں اور ہر جلد میں سو ورق تھے ہر ورق پر ایک یا دو تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اور ہر تصویر پر بطور عنوان حالات متعلقہ لکھے گئے تھے اس کی ترتیب کا اہتمام خواجہ عطاء اللہ منشی قزوینی کے تفویض تھا۔ تصاویر خواجہ عبدالصمد مصور شیرازی کی نگرانی میں مصوران دربار بنایا کرتے تھے۔ یہ مرقع جس میں بارہ سو سے زیادہ تصویریں تھیں تباہ و برباد ہوگیا اس کے (۶۱) تصاویر وآنا کے عجائب خانہ میں اور (۲۷) تصاویر لندن کے البرٹ اور وکٹوریا میوزیم میں موجود ہیں۔ آخرالذکر تصاویر سے انتخاب کر کے (۱۲) تصویروں کی نسبت اسٹیلی کلارک نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ہندوستانی تصاویر کے نام سے سنہ ۱۹۲۱ء میں لندن میں چھپی ہے۔

عصر قدیم مرتبہ مولانا محمد عبدالحلیم صاحب شرر۔ دلگداز پریس کٹرہ بزن بیگ خاں لکھنو صفحات (۲۲۱) قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔

انگریزی زبان کی مشہور تاریخ "لینڈ مارکس آف ہسٹری" کا ترجمہ ہے اس میں ابتدائے تخلیق عالم سے جناب مسیح علیہ السلام کی ولادت تک دنیا کی تمام قدیم متمدن اقوام کے واقعات مذکور ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کتاب مصر۔ اسیریا۔ بابل۔ فارس۔ فلسطین۔ یونان و روم کی گذشتہ تاریخ اور وہاں کے باشندوں کی دور افتادہ تہذیب کا آئینہ ہے۔ یہ مضامین اردو زبان میں نئے نہیں ہیں بلکہ اس سے پہلے اس کتاب کے دو ترجمے اور بھی اردو میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں پہلا ترجمہ منشی محمد سعید خاں کا ہے جو سیر المتقدمین کے نام سے سنہ ۱۸۷۲ء میں علیگڈھ میں طبع ہوا ہے اس کے چار سال بعد دوسرا ترجمہ پنجاب کے مولوی غلام مصطفیٰ صاحب نے کیا ہے جو تاریخ المتقدمین کے نام سے سنہ ۱۸۷۶ء میں لاہور میں چھپا ہے۔ لیکن

تاریخ ادب اردو

مترجمہ مولوی مرزا محمد عسکری بی اے۔ منشی نولکشور پریس لکھنؤ صفحات تقریباً ۸۰۰ قیمت نو روپیہ

کچھ عرصہ ہوا مسٹر سکسینہ ایم اے ایل ایل بی نے انگریزی زبان میں ہسٹری آف اردو لٹریچر کے نام سے زبان اردو کی ایک مفید تاریخ لکھی ہے۔ اسی کتاب کا ترجمہ ہے فاضل مترجم نے صرف ترجمہ کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ بعض جدید معلومات بھی اس میں اضافہ کر دی ہیں جس کے باعث ترجمہ اصل سے زیادہ کارآمد ہو گیا ہے ترتیب اس کی انگریزی کتاب کے بالکل مطابق ہے۔ ابتدائی ابواب زبان اردو کی اصلیت اور قدیم تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے بعد بالترتیب قدیم شعرائے دکن اساتذہ دہلی و لکھنؤ کے حالات لکھے ہیں اس کے بعد نثر اردو کی تاریخ شروع ہوتی ہے اس میں ابتداً فورٹ ولیم کالج کے مترجموں کا بیان ہے۔ پھر زمانۂ حال تک جس قدر ممتاز نثر نگار گذرے ہیں اُن کا مفصل تذکرہ لکھا ہے۔ ضمناً دو مستقل ابواب میں ناول نویسی اور ڈراما نگاری کی تاریخ لکھی گئی ہے۔ کتاب میں خصوصیت کے ساتھ ایسے واقعات کی تصحیح کی گئی ہے جو بے بنیاد اور غلط طور پر مشہور ہو گئے تھے۔ اُن کے ساتھ ساتھ ایسے معلومات بھی کثرت کے ساتھ درج کئے ہیں جن سے دنیا ابتک بے خبر تھی۔ الغرض اردو کی تاریخ نظم و نثر کی نسبت جس قدر ضروری باتیں ہیں وہ سب مصنف نے اس میں جمع کر دی ہیں اور اس موضوع پر اس وقت تک جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب پر کثرت معلومات اور خوبی ترتیب کے لحاظ سے اس کو تفوق حاصل ہے۔

ہر بیان میں مصنف نے سلسلۂ تاریخ کو تا امکان قایم رکھا ہے۔ جغرافیہ کے لحاظ سے بھی مضامین کی تفریق کر دی ہے۔ التزامات کے تحت میں زبان کی تدریجی ترقیوں کو نمایاں کیا ہے۔ خارجی اثرات کے باعث جو نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ ان کی توضیحات بھی کتاب میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:

"اردو زبان ہندو مسلمانوں دونوں کے اتحاد کی ایک بہترین یادگار ہے"۔

بعض مقامات پر خفیف سی غلطیاں بھی نظر آتی ہیں مثلاً نظم کے بیان میں صفحہ ۵۶ پر دہ مجلس کو ولی اورنگ آبادی کی تصنیف بتایا ہے۔ حالانکہ صحیح

حکیمانہ تفسیر لکھ رہے ہیں اس وقت تک اس کی چار اجزا، عبرت، برہان، بیان، بصائر
وغیرہ مختلف ناموں سے شائع ہوکر مقبول عام ہو چکے ہیں۔ یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک جلد ہے
جس میں پارہ عم کی (۳۰) سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے۔ اس کے مضامین اگرچہ حکیمانہ ہیں لیکن
طرز بیان اس قدر دلکش، عجیب اور عام فہم ہے کہ کتاب ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ اردو
میں اپنی طرز کی یہ ایک ہی کتاب ہے اور موجودہ زمانہ کے ساتھ خاص مناسبت رکھتی ہے۔

فقرائے اسلام

تصنیف مولانا عبدالسلام ندوی صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی پنڈی بہاؤالدین پنجاب صفحات (۱۶۸) قیمت ایک روپیہ

اس کتاب میں فاضل مصنف نے ان علمائے اسلام کی سبق آموز حالات جمع کئے ہیں
جنھوں نے عسرت اور فقر و فاقہ کے باوجود مذہب اسلام کی خدمت کی اور اس کے اصول
وارکان کو مستحکم و استوار کیا۔ اس کی ابتدا جناب ختم المرسلین کے حالات سے ہوئی اس کے بعد صحابہ
اور تابعین سے (۹) بزرگوں کے اور علماء و فضلاء سے (۶۳) اکابرین کے تذکرے ہیں اور ان کی
خصوصیت کے ساتھ اخلاق و عادات اور فضل و کمال کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بڑی دلچسپ
کتاب ہے خلاف حکم کے اس میں بہت سے عبرت انگیز نکتے حل ہو گئے ہیں۔

زبانِ اردو اور ادب

اردو سب کمیٹی رپورٹ مرتبہ مولوی سید ضامن علی صاحب
ایم اے صدر شعبہ اردو الہ آباد یونیورسٹی۔ ہندوستانی اکاڈمی
صفحات (۱۳۴) قیمت (عہ/) ہندوستانی اکاڈمی نے تصنیف و تالیف کا کام جاری کرنے سے قبل یہ طے
کیا کہ سب سے پہلے اس امر کی تحقیقات کی جائے کہ ہندی اور اردو زبانوں میں اس وقت کس قسم کی
کتابیں موجود ہیں اور آئندہ کن کتابوں کی ضرورت ہے اس کام کے لئے ایک کمیٹی منعقد ہوئی
شعبہ اردو کے لئے اراکین ذیل منتخب ہوئے۔ مولوی سید ضامن علی ایم اے (الہ آباد یونیورسٹی)
مولوی سید مسعود الحسن ایم اے (لکھنؤ یونیورسٹی) مولوی رشید احمد ایم اے (علی گڑھ یونیورسٹی) مولوی سید
ضامن علی صاحب نے بحیثیت صدر کمیٹی یہ رپورٹ مرتب کی ہے اس میں ابتداً زبان اردو کی مختصر تاریخ
ہے اس کے بعد ادب اردو کی آئندہ ضرورتوں پر فاضلانہ مباحث مذکور ہیں آخر میں اردو
تصنیفات کی ایک فہرست ہے جس میں قدیم و جدید دونوں عہد کی کتابوں کے نام درج ہیں
یہ فہرست اگرچہ بہت نامکمل ہے تاہم نقش اول ہونے کے لحاظ سے یہ سعی قابل ستائش ضرور ہے

کے باعث ان کے اکثر مقامات مغشوش ہو گئے ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب نے کمال محنت کے ساتھ اُس کی تصحیح کی ہے دوسرے تذکروں سے مقابلہ کر کے مشکوک مقامات درست کئے ہیں اور اس بارے میں محمد افضل قاقشال کے تذکرہ تحفۃ الشعرا سے زیادہ مدد لی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تحفۃ الشعرا سے نقل کر کے ان شعرا کے حالات بھی حواشی میں اضافہ کر دیئے ہیں جو چمنستان اور تحفہ میں مشترک ہیں۔ ابتدا میں ایک مبسوط دیباچہ لکھا گیا ہے جس میں شفیق کی سوانح عمری تصنیفات کے حالات اور چمنستان کے خصوصیات مذکور ہیں۔ دیباچہ میں شفیق کا سال ولادت سنہ ۱۱۵۸ھ کے عوض سنہ ۱۲۸۵ھ چھپ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ غلطی چھاپہ کی تصحیف کے باعث ہوی ہے۔

شفیق کی تصنیفات کا تذکرہ کرتے ہوے مولانا نے لکھا ہے کہ شفیق نے حقیقت ہائے ہندوستان کپتان کرک پٹرک کے لئے تالیف کی (ص۳) بساط الغنایم کو سرجان ملکم کی فرمایش سے لکھا (ص۱) مولانا نے شاید اصل کتابیں نہیں دیکھی ہیں بلکہ فہرستوں سے انکا بیان نقل کر لیا ہے۔ دونوں کتابیں ہمارے پیش نظر ہیں ان کے دیباچوں میں کہیں بھی ان باتوں کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ خود شفیق نے حقیقت ہائے ہندوستان کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میں نے یہ کتاب اس غرض سے لکھنی شروع کی کہ اُسے ٹیپو سلطان کے یہاں بطور ارمغان بھیجے۔ اور جب کتاب تمام ہوی تو اُسے صاحب عالیشان کے یہاں پیش کیا۔ بساط الغنائم کا جو نسخہ برٹش میوزیم میں ہے اس کے سرورق پر ایک تحریر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "مرہٹوں کی تاریخ جس کو سنہ ۱۸۰۰ء میں لچھمی نارایَن نے کرنل ملکم کے ایما سے لکھا اور اس کے نام پر ڈیڈیکیٹ کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ عبارت خارجی ہے اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ شفیق نے اسے کرنل ملکم کے ایما سے لکھا ایک غیر مستند بات ہے۔

جب

طور پر اس کا مصنف ولی ویلوری ہے۔ نثر کے بیان میں صفحہ (۱۳) پر لکھا ہے کہ
عیار دانش ملا حسین واعظ کی انوار سہیلی کی تلخیص ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ علامہ
ابو الفضل نے اس کی بنیاد نصر اللہ مستوفی کی فارسی کلیلہ دمنہ پر رکھی ہے۔ جو
بہرام شاہ غزنوی کے عہد میں تصنیف ہوی ہے۔

چمنستان شعرا تصنیف رائے لچھمی نارائن شفیق اورنگ آبادی ۔ مرتبہ مولوی
عبد الحق صاحب بی اے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد
صفحات ۵۰۰ قیمت پانچ روپیہ ۔

اردو شعرا کی تذکرہ نویسی بارہویں صدی کے نصف آخر سے شروع ہوی ہے
اس موضوع پر ۱۱۶۵ھ میں پہلے پہل میر تقی میر اور فتح علی گردیزی نے اپنے تذکرے
لکھے ان کے چار سال بعد قیام الدین قائم نے ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات مرتب کیا
مخزن نکات کے ۷ سال بعد ۱۱۷۵ھ میں چمنستان شعرا تالیف ہوا۔ یہ چاروں تذکرے
اردو شعر و سخن کی تاریخ کا اساس اولین ہیں۔ پہلے تین تذکروں میں کم و بیش
ایک سو بیس شعرا کا حال ہے۔ شفیق نے اپنے تذکرے میں ۲۰۵ شعرا کے حالات
جمع کئے ہیں۔ اس اعتبار سے گذشتہ تذکروں کے مقابلہ میں ۸۵ شعرا کا حال اور
نمونہ کلام اس میں زیادہ ہے۔

شفیق نے میر تقی اور گردیزی کے تذکروں پر چمنستان کی بنیاد رکھی ہے اور
دوسرے ذرائع سے بہت سی مفید و کار آمد معلومات اس میں جگہ جگہ اضافے کئے
ہیں اور خصوصاً مجمع النفائس اور سرو آزاد کے منقولات اس میں اکثر نظر آتے ہیں
شفیق دکن کا مشہور مصنف ہے۔ ۱۱۵۸ھ میں بمقام اورنگ آباد اس کی
ولادت ہوی اور ۱۲۲۳ھ میں حیدر آباد میں اس نے انتقال کیا۔ آزاد بلگرامی کے
ممتاز شاگردوں سے تھا۔ تاریخ و تراجم میں اس نے بہت سی کار آمد کتابیں لکھی ہیں
خصوصاً اس کے فارسی تذکرے جن کے نام گل رعنا و شام غریباں ہیں بارہویں
صدی کے تصنیفات میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ تذکرہ نہایت نایاب ہے اور اس کا صرف ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ
میں موجود ہے اس کا خط نہایت زشت ہے۔ کرم خوردہ اور آب رسیدہ ہونے

سوانح چاند بی بی

احمد نگر کی مشہور ملکہ چاند سلطان کی محققانہ اور مبسوط سوانح عمری

صمصام السلاطین نظام شاہ کا تذکرہ اور شہنشاہ اکبر کی دکن پر یورش

جسے دکن کے مشہور مورخ مولانا سید احمد اللہ صاحب قادری [illegible] نے

بڑی محنت سے تیس چالیس مستند کتابوں کی مدد سے [illegible] فرمایا ہے۔ اہل دکن

کے لئے نہایت اچھا تحفہ ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت [illegible]

ملنے کا پتہ

دفتر تاریخ، تاریخ پریس، کوٹلہ اکبر جاہ حیدرآباد دکن

جامعہ

زیر ادارت
مولانا حافظ محمد اسلم صاحب جے راجپوری
ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی

یہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا ماہوار علمی و ادبی رسالہ ہے جو تقریباً سات سال سے برابر شائع ہو رہا ہے اور اپنے بلند پایہ علمی مضامین کے باعث ملک میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جامعہ کے مضمون نگاروں میں ہندوستان اور یورپ کے مشہور انشاپرداز شامل ہیں جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں ان تمام حضرات کے مضامین ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئے ہیں۔

ڈبلیو ٹریبیس ماسکے (برلن)، مرزا حسرت اللہ بیگ صاحب دہلوی۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ یوسف حسین خاں صاحب [illegible] مقیم پیرس
محمد مجیب صاحب بی اے (آکسن)، ڈاکٹر حلیم الرباں صاحب پی ایچ ڈی۔ ملک اسلم خاں صاحب بی اے (کیمبرج)
ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم اے پی ایچ ڈی۔ رشید احمد صدیقی صاحب بی اے (علیگ)۔ سجاد ظہیر صاحب بی اے (آکسن)

رسالہ کی خوبیوں کا اندازہ نمونہ دیکھ کر ہی ہو سکتا ہے جو صرف ایک کارڈ لکھنے پر مفت ارسال کیا جاتا ہے البتہ تازہ پرچہ [illegible] کے ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائے گا قیمت رسالہ سالانہ پانچ روپیہ اور [illegible] اراکین کی خدمت میں مفت

منیجر رسالہ جامعہ دہلی

مفصل کیفیت [illegible] خط و کتابت

شاہنامہ اسلام

(مصنفہ ابوالاثر حفیظ جالندھری)

اردو نظم کی یہی ایک کتاب ہے جس میں حضرت آدم حضرت ابراہیم سیدہ ہاجرہ کی ہجرت حضرت اسمٰعیل و اولاد حضرت اسحٰق کے حالات کے بعد عرب کے ایام جاہلیت دنیا بھر کی شیطانی بربریت اور اس ظلمت میں آفتاب صداقت کا ظہور یعنی پیغمبر اسلام سید الرسل حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ کی پیدائش کا بیان اور آپ کی رضاعت بعثت تبلیغ اور تبلیغ کی مشکلات ہجرت وغیرہ کا تذکرہ جنگ بدر تک نہایت موثر اور ولولہ انگیز زبان میں نظم کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ اس کو پڑھ کر مسلمانوں کے دلوں میں غیرت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ سائز ۱۰×۱۷ صفحات ۲۸۰ قیمت ہے علاوہ محصول

ملنے کا پتہ۔ مہتمم دفتر شاہنامہ اسلام لاہور

اسپیشل پوسٹیج اسٹامپ البم

اس البم میں یورپ امریکہ ایشیا اور افریقہ کے قریباً ایک سو ممالک کے ۱۱۲۰ ایسے قدیم اور نادر و کمیاب مختلف قیمتوں کے اصلی اسٹامپ جمع ہیں۔ ایسا مکمل مجموعہ جو سالہا سال کی کوشش کے بعد فراہم ہوا ہے۔ ہندوستان میں مشکل میسر آسکتا ہے۔ اس کی توضیحی فہرست بھی شائع کی گئی ہے۔ شائقین اشیاء مطبوعہ کیلئے بے نادر تحفہ ہے۔ اس کی قیمت ہر قسم کی خط و کتابت کا پتہ یہ ہے

ایم ایم عسکری بی اے

حکیم عبدالعزیز روڈ لکھنؤ

تذکرہ مصنفین دہلی

تصنیف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

المتولد ۹۵۸ھ و المتوفی ۱۰۵۲ھ

از زمان ابتدای فتح اسلام تا انتہائے الف عاشر

بسعی و اہتمام اقل العباد

حکیم سید شمس اللہ قادری

بانضمام تذکرۂ احوال مصنف و تعلیقات توضیحی

در مطبع تاریخ در بلدہ حیدرآباد دکن بطبع رسید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنفین دہلی کا تذکرہ اور شاہ صاحب کے تصنیفات کی فہرست

ان دونوں کا مطبوعہ متن راقم الحروف کے ذاتی مخطوط پر مبنی ہے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے آٹھویں سال جلوس میں بہ مقام شاہ جہاں آباد اسکی کتابت ہوی ہے۔ خط شکستہ ہے جس کے باعث بعض عبارتیں صاف صاف نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ کے مخطوط سے ایسے مشکوک مقامات کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اور دو تین جگہ کچھ عبارتیں بھی اس سے اضافہ کی گئی ہیں۔

ہم نے تراجم احوال کی توضیح و تشریح کیلئے حواشی میں کتابیات کا اضافہ کر دیا ہے اس سے ناظرین کے لئے مزید معلومات کے مہیا کرنے میں بڑی سہولت ہوگئی ہے اور وہ اس کی مدد سے تمام تراجم

شیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدہلوی البخاری

المتولد ۹۵۸ھ   المتوفی ۱۰۵۲ھ

دربار اکبری کے مشہور مورخ ملا عبدالقادر بدایونی سب سے پہلے مصنف ہیں جنھوں نے شاہ صاحب کا تذکرہ کیا ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب منتخب التواریخ ۱۰۰۴ھ میں تمام کی ہے اس وقت شاہ صاحب نے اپنی زندگی کے چھیالیس سال ختم کر لئے تھے اور اس کے بعد اڑتالیس سال اور زندہ رہے۔ ملا صاحب نے شاہ صاحب کو کمال تعظیم و توقیر کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اپنی زندگی کے اوائل ایام ہی میں مشہور اور مرجع جمہور ہو گئے تھے

ملا صاحب کے علاوہ شاہ صاحب کے دیگر معاصرین سے ملا محمد صادق ہمدانی ملا عبدالحمید لاہوری اور ملا محمد صالح کمبوہ نے بھی اپنی تصنیفات میں آپ کے حالات لکھے ہیں۔ خصوصاً محمد صادق نے کمال عقیدت و ارادت کے ساتھ شاہ صاحب کا ذکر کیا ہے[1]

---

[1] ملا محمد صادق نے ۱۰۲۶ھ میں کلمات الصادقین اور اس کے دس سال بعد ۱۰۳۶ھ میں طبقات شاہجہانی لکھی ہے۔ ملا عبدالحمید نے بادشاہ نامہ کا دور اول جس میں شاہ صاحب کے حالات مرقوم ہیں ۱۰۵۸ھ میں تمام ہوا ہے۔ ملا محمد صالح نے ۱۰۷۰ھ میں شاہجہاں نامہ تصنیف کیا ہے جو عمل صالح کے نام سے مشہور ہے اور اس کے ختم ہونے سے اٹھارہ سال پہلے شاہ صاحب نے وفات پائی۔

مختلف کتابوں سے بہ آسانی نکال سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سرجان الیٹ نے اس کے مختلف حصے انگریزی میں ترجمہ کئے ہیں جو ان کی تاریخ ہندوستان کی جلد ششم میں صفحہ (۴۸۳) سے صفحہ (۴۹۱) تک چھپے ہیں۔ ان کے ساتھ متن مطبوعہ کو مطابق کرنے کیلئے دونوں کے شمار صفحات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

انگریزی ترجمہ جلد ششم	صفحہ	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ	سطر
آغاز صفحہ	۴۸۳	مطابق بہ متن مطبوعہ	صفحہ ۶	سطر ۵
"	۴۸۴	"	" ۶	" ۱۲
	۴۸۵	"	" ۹	" ۴
	۴۸۶	"	" ۱۲	" ۳
	۴۸۷	"	" ۱۴	" ۱
	۴۸۸	"	" ۱۷	" ۳
	۴۸۹	"	" ۱۹	" ۳
	۴۹۰	"	" ۳۰	" ۷
	۴۹۱	"	" ۲۶	" ۱۹ تا اختتام

سعی و کوشش سے بہار کا اضافہ ہوا[1]۔ اسی سال مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج بیت اللہ سے
فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد اور کم و بیش تین سال مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔

شیخ عبدالوہاب متقی — اس زمانہ میں شیخ عبدالوہاب متقی مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام
بنے ہوئے تھے یہ بزرگ شیخ علی متقی کے شاگرد اور خلیفہ اعظم تھے۔ ہندوستان وطنی
کے مشہور شہر شادی آباد منڈو میں آپ کی ولادت ہوئی تھی کچھ وجوہ سے ترک وطن کر کے
برہان پور آئے۔ یہاں سے روانہ ہو کر گجرات ملیبار اور سرندیب کا سفر کیا۔ ۹۶۳ھ میں
زیارت حرمین شریفین کے لئے حجاز تشریف لے گئے۔ وہاں شیخ علی متقی سے ملاقات ہوئی
اور ان کے درس میں شامل ہو کر حدیث و فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کو حاصل فرمایا۔ مسلسل بارہ
سال تک شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر فیض یاب ہوتے رہے۔ ۹۷۵ھ ہجری میں
شیخ علی متقی کا انتقال ہو گیا تو ان کے جانشین قرار پائے اور اپنے استاد و مرشد کے مثل
چھبیس سال تک حرم کعبہ میں حدیث تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کا درس دیتے رہے۔[2]

شیخ عبدالوہاب سے تلمذ — شاہ صاحب مکہ معظمہ میں پہنچنے کے بعد شیخ عبدالوہاب کے حلقۂ
درس میں شریک ہو گئے اور قریباً ڈھائی سال فیض حاصل کرتے رہے۔ اس عرصہ میں علم
حدیث کی تکمیل اور صحاح ستہ کی سند حاصل کی۔ ۹۹۸ھ میں مدینہ طیبہ کا سفر کیا۔ روضۂ اقدس
کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی زمانہ میں جذب القلوب کو لکھنا شروع کیا۔[3]

ہندوستان کو واپسی — ۹۹۹ھ کے اوائل میں ہندوستان واپس آنے کا ارادہ کیا۔[4] اسی
زمانہ میں حاجی بیگم حج و زیارت سے فارغ ہو کر واپس ہو رہی تھیں۔ شاہ صاحب ان کے
ہمراہ ہو گئے اور حجاز سے اکبر بیگم کی متابعت میں آگرہ تشریف لائے۔[5]

---

[1] منتخب التواریخ دیکھو مقدمہ اول [2] شیخ عبدالوہاب کے حالات دیکھو زاد المتقین کے مقدمہ ثانی میں اور اخبار الاخیار
میں صفحہ ۲۵ [3] جذب القلوب صفحہ ۱۲ [4] اخبار الاخیار صفحہ ۲۶ [5] منتخب التواریخ ضمیمہ اول

اوران دوستانہ تعلقات کی صراحت بھی کی ہے جو اس کے اور شاہ صاحب کے مابین قائم تھے

خاندانی حالات | خود شاہ صاحب نے اخبار الاخیار کے خاتمہ میں اپنے خاندانی کوائف تحریر کیے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اجداد ماوراء النہر کے رہنے والے تھے بخارا میں ان کی سکونت تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی (م ۶۹۵ھ ۱۲۹۶ء) کے عہد میں ہندوستان میں آئے دہلی میں بود و باش اختیار کی[1] اور شاہ صاحب ۹۵۸ھ میں اسی جگہ پیدا ہوئے[2]۔ اس وقت

ولادت اور تحصیل علم | سوری خاندان کا فرمانروا اسلام شاہ بن شیر شاہ برسر حکومت تھا ۹۶۳ھ میں جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تخت نشین ہوا تو شاہ صاحب نے اپنی عمر کے آٹھ سال ختم کر لئے تھے اور تعلیم و تربیت کا آغاز ہو گیا تھا۔ شاہ صاحب تقریباً بارہ سال اپنے والد بزرگوار کے یہاں تحصیل علم میں مشغول و مصروف رہے ۔ ۹۷۸ھ میں علوم متداولہ کو تمام کر لیا۔ اور بیس سال کی عمر میں تکمیل علم سے فراغت حاصل کر لی۔

فتح پور کا قیام | اس زمانہ میں فتح پور دار السلطنت تھا۔ شاہ صاحب دہلی سے یہاں تشریف لائے اور کچھ عرصہ ملک الشعرا شیخ فیضی اور خواجہ نظام الدین احمد ہروی کی مصاحبت میں

شیخ جمال الدین موسیٰ کی بیعت | بسر فرمایا۔ ۹۸۵ھ میں شیخ جمال الدین ابی حامد موسیٰ بن حامد بن محمد بن عبد الرزاق بن عبد القادر بن محمد بن علی بن مسعود بن احمد بن صفی بن عبد الوہاب بن غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رح کے مرید ہوئے اور اسی سال ۲۳ شوال کو طریقہ قادریہ کے ارشاد و تلقین کی ان سے اجازت حاصل کی[3]

حرمین شریفین کا سفر | شاہ صاحب نے ۹۹۶ھ میں حج بیت اللہ کا ارادہ کیا[4]۔ دہلی سے روانہ ہو کر گجرات میں آئے۔ اس زمانہ میں خواجہ نظام الدین احمد گجرات کے میر بخشی تھے ان کی

---

[1] اخبار الاخیار صہ ۳۰۲ [2] مآثر الکرام صہ ۲۰۱ سبحۃ المرجان صہ ۵۲ [3] منتخب التواریخ دیکھو ضمیمہ اول

[4] زبدۃ الآثار خاتمہ کتاب صہ ۱۲۲ [5] اخبار الاخیار صہ ۲ طبقات شاہ جہانی اسکے لئے دیکھو ضمیمہ دوم

شاہ صاحب اپنے عہد کے یکتائے روزگار عالم اور مصنف تھے۔ خصوصاً حدیث سیر میں آپ کے پایہ کا عالم اس وقت ہندوستان میں موجود نہیں تھا آپ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ سفر حرمین کے بعد شروع ہوتا ہے سنہ ۹۹۶ھ اور سنہ ۱۰۵۲ھ کے پاس مسلسل پچپن سال تک شاہ صاحب مشغل تصنیف و تالیف میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس عرصہ میں علم حدیث، سیر، تصوف اور علما و صلحا کے تراجم احوال پر بہت ہی مفید و کارآمد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جنکی تعداد اکسو سے زیادہ ہے منجملہ اُن کے بعض مشہور اور متداول کتابوں کے نام یہ ہیں۔

زبدۃ الآثار شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم کعبہ نے سنہ ۴۱۴ھ کے حدود میں ایک کتاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار کے نام سے لکھی اور اس میں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیائے کبار کے مناقب و احوال تحریر کئے۔ جناب غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مناقب سے اس کی ابتدا کی اور اس شرح و بسط کے ساتھ اسے لکھا کہ کتاب کا نصف حصہ اس سے معمور ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اس کتاب سے صرف جناب غوث الثقلین کے مناقب منتخب کئے اور انھیں زبدۃ الآثار کے نام سے موسوم کیا۔ اس انتخاب میں کسی جگہ بھی سنہ تالیف کا تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن اخبار الاخیار ص ۱۲ میں اس کا ذکر آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنہ ۹۹۶ھ سے پہلے تالیف ہوئی ہے۔

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار[1] شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد سنہ ۹۹۶ھ کے اخیر ایام میں اس کتاب کو ختم فرمایا اور سنہ ۱۰۲۸ھ میں اس کی کتابت سے فراغت حاصل کی۔[2] اس میں ان مشاہیر

---

[1] اخبار الاخیار دیباچہ ص ۱۲۔ ڈاکٹر ریوے فارسی مخطوطات برٹش میوزیم ص ۳۵۵ میں اخبار الاخیار کا سنہ ۱۰۲۸ تالیف بتایا ہے لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ شاہ صاحب نے اس کی تاریخ تصنیف ذکر الاولیا سے نکالی ہے۔

سنہ ۱۰۰۰ھ میں ملک الشعراء شیخ فیضی نے دکن سے مراجعت کی[1] اور جب لاہور پہنچا تو وہاں سے کئی خطوط شاہ صاحب کو لکھے اور انھیں اپنے یہاں آنے کی دعوت دی۔ لیکن شاہ صاحب نے اس صحبت کو نامناسب خیال فرمایا اور عذر آمیز جواب دے کر لاہور آنے سے انکار کر دیا[2]

خواجہ محمد باقی نقشبندی سے بیعت۔

سنہ ۱۰۰۸ھ میں خواجہ قطب الدین محمد باقی دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو شاہ صاحب بھی اُن کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے۔ کمال خلوص و اعتقاد کے ساتھ آپ کے ارادت مندوں میں شریک ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے ارشاد و ہدایت کی اجازت حاصل کی[3] سنہ ۱۰۱۲ھ میں خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا[4] تو شاہ صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اور تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کو اپنا مشغلہ قرار دیا[5]

شہنشاہ جہانگیر کی ملاقات

شہنشاہ جہانگیر اپنے جلوس کے چودھویں سال سنہ ۱۰۲۸ھ میں کشمیر جاتے ہوئے دہلی میں وارد ہوا تو اس نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور اپنی تزک میں آپ کے فضل و کمال اور توکل و تجرد کا تذکرہ کیا[6]

وفات

شاہ صاحب نے اکبر و جہانگیر دو بادشاہوں کے زمانے دیکھے۔ شاہ جہاں کے اواسط عہد میں جلوس کے سولھویں سال سنہ ۱۰۵۲ھ کو بہ مقام دہلی انتقال فرمایا[7]۔ روضۂ خواجہ بزرگ شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے جوار میں حوض شمسی کے کنارے مدفون ہوئے معتقدین نے مزار پر سنگ و خشت کا گنبد بنوا دیا جو اس وقت بھی موجود ہے۔ اور اسکی کیفیت مرحوم سر سید احمد خاں نے آثار الصنادید میں لکھی ہے[8]

---

[1] منتخب التواریخ ص ۲۷۱
[2] منتخب التواریخ ص ۲۱۸
[3] طبقات شاہ جہانی ۔ دیکھو ضمیمہ دوم
[4] خزینۃ الاصفیا ۔ جلد اول ص ۶۰۲
[5] طبقات شاہ جہانی ۔ دیکھو ضمیمہ دوم
[6] تزک جہانگیری ص ۲۸۵
[7] ماثر الکرام ص ۲۰۱ سبحۃ المرجان ص ۵۲
[8] آثار الصنادید باب سوم ص ۶۲

جہاں کہیں دوسرے کتابوں سے مضامین اخذ کیے وہاں اُن کے حوالے لکھدیے سنہ ۹۹۸ھ میں مدینہ منورہ میں شاہ صاحب نے اس کی تالیف شروع کی۔ اور ہندوستاں واپس آنے کے بعد سنہ ۱۰۰۱ھ میں بمقام دہلی اس کا مبیضہ کیا یہ کتاب حسب ذیل سترہ ابواب پر منقسم ہے۔

باب اول۔ در ذکر اسماء مدینہ طیبہ
باب دوم۔ در فضائل و محامد مدینہ طیبہ
باب سوم۔ در ذکر ساکنان مدینہ طیبہ
باب چہارم۔ در ذکر اسباب ورود سید المرسلین در مدینہ طیبہ
باب پنجم۔ در ذکر ہجرت سید المرسلین
باب ششم۔ در کیفیت عمارت مسجد نبوی
باب ہفتم۔ در بیان تعمیر و ترمیم مسجد نبوی
باب ہشتم۔ در ذکر فضائل مسجد نبوی
باب نہم۔ در ذکر تعمیر مسجد قبا و دیگر مساجد نبویہ
باب دہم۔ در ذکر آبار مدینہ طیبہ
باب یازدہم۔ در ذکر بعض اماکن مابین مکہ و مدینہ
باب دوازدہم۔ در ذکر فضائل روضۂ اقدس
باب سیزدہم۔ در ذکر فضائل جبل احد و شہدائے احد
باب چہاردہم۔ در ذکر فضائل زیارت سید المرسلین
باب پانزدہم۔ در ذکر حکم زیارت قبر شریف
باب شانزدہم۔ در ذکر آداب زیارت سید المرسلین
باب ہفدہم۔ در ذکر آداب صلوۃ سید المرسلین

زاد المتقین الی سلوک طریق الیقین شاہ صاحب نے اس میں اپنے ان شیوخ واساتذہ کے حالات لکھے ہیں جن سے سفر حجاز میں فیوضات باطنی اور علوم ظاہری حاصل کیے تھے یہ کتاب سنہ ۱۰۰۲ھ میں تمام ہوئی، اور اس کے مضامین تین مقاصد پر منقسم ہیں۔

مقصد اول ۔ در احوال شیخ علی متقی۔

باب اول۔ در ذکر مجمل از ابتدائے حال و سیر و سلوک ایشان تا وصول بہ مکہ معظمہ و دریافت علما و مشائخین حدیث وانتساب سلاسل مشائخ طریقت و اشتغال بہ تصنیف کتب و نشر علوم و تربیت طالبان حق۔

صلحاء و علماء کے حالات مذکور ہیں جو ابتدائے فتح اسلام سے الف عاشرہ کے اختتام تک سرزمین ہندوستان میں گذرے ہیں۔ خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی کے تذکرہ سے اسکی ابتدا کی ہے اور جملہ تراجم کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

طبقہ اول اس میں خواجہ بزرگ معین الدین چشتی اور ان کے خلفاء و مریدوں کا بیان ہے۔

طبقہ دوم۔ اس میں شیخ فریدالدین گنج شکر اور ان کے معاصرین و مریدین کا تذکرہ ہے۔

طبقہ سوم۔ اس میں شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلی کے زمانہ سے تالیف کتاب تک مشاہیر ہر قرن کے حالات ہیں۔

ان طبقات کی ابتدا میں جناب غوث الثقلین شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رح کے مناقب و محامد مذکور ہیں آخر میں اپنے اسلاف کا تذکرہ اور خود اپنے بعض واقعات ۹۹۵ھ تک بیان کیے ہیں۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب مدینہ طیبہ کی جغرافیائی تاریخ ہے۔ علامہ نورالدین علی بن عفیف الدین عبداللہ بن احمد الحسینی السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ نے ایک کتاب وفاءالوفا باخبار دار المصطفٰے کے نام سے ۸۸۶ھ میں بمقام مدینہ منورہ لکھی اور ۸۸۸ھ میں مکہ معظمہ میں مسودہ صاف کیا۔ ۸۹۳ھ میں اس کا انتخاب کیا اور اس کا نام خلاصۃ الوفاء رکھا۔ شاہ صاحب نے وفاءالوفا پر اپنی کتاب کی بنیاد رکھی۔ اس کے سوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) جس سے ۹۹۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔ نیز ملا عبدالقادر بدایونی نے بھی اپنی تاریخ میں جو ۱۰۰۴ھ میں تمام ہوئی ہے اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب ۱۰۰۴ھ سے پہلے مشہور اور مروج ہو چکی تھی۔

(۸) شیخ محمد جمال الفقہا ء مسند (۹) شیخ احمد ابو الحرم المدنی المتوفی سنہ ۱۰۰۰ھ (۱۰) شیخ علی ابن جار اللہ القرشی المخزومی المکی (۱۱) شیخ محمد الحنفی (۱۲) شیخ محمد النوفری المصری المالکی المتوفی سنہ ۹۹۹ھ (۱۳) شیخ محمد البہنسی (۱۴) سید حاتم ابن احمد الدہلوی الیمنی المحالی (۱۵) سیدی الشیخ الخضری (۱۶) شیخ عیسی المغربی المدنی (۱۷) شیخ علی ابن عیسی الحلبی القادری (۱۸) مولانا اسمعیل شیروانی نقشبندی (۱۹) مولانا شیخ حاجی نصر اللہ بدخشی (۲۰) مولانا نصر اللہ سراری (۲۱) مولانا محمد (۲۲) شیخ عبد اللہ (۲۳) شیخ رحمت اللہ السندی (۲۴) شیخ مولانا عبد اللہ السندی (۲۵) فقیہ محمد الیتی (۲۶) میاں خدا بخش دکنی

ذکر الملوک ہندوستان کی عام تاریخ ہے۔ اس میں شاہ صاحب نے سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک واقعات تحریر کئے ہیں۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام کے فتح ہندوستان سے سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے جلوس تک جو زمانہ گذرا ہے اس کے حالات طبقات ناصری سے ماخوذ ہیں غیاث الدین بلبن نے فیروز شاہ تک آٹھ بادشاہوں کا تذکرہ تاریخ فیروز شاہی سے منقول ہے۔ اس کے بعد اکبر کے جلوس تک جس قدر بادشاہ ہوئے ہیں اُن کا احوال معتبر روایات اور عینی شاہدات کی بنا پر مرقوم ہے۔

یہ کتاب سنہ ۱۰۰۵ھ میں تمام ہوئی ہے اور اس کے مضامین حسب ذیل آٹھ مقالوں پر منقسم ہیں۔

مقالہ اول ۔ در ذکر سلاطین دہلی
مقالہ دوم ۔ در ذکر سلاطین بنگالہ
مقالہ سوم ۔ در ذکر سلاطین جونپور
مقالہ چہارم ۔ در ذکر سلاطین ملتان
مقالہ پنجم ۔ در ذکر سلاطین گجرات
مقالہ ششم ۔ در ذکر سلاطین دکن۔
مقالہ ہفتم ۔ در ذکر سلاطین مالوہ
مقالہ ہشتم ۔ در ذکر سلاطین کشمیر

شیخ فرید بخاری (وفات سنہ ۱۰۲۵ھ) جہانگیر کے امرائے دربار سے گذرے ہیں۔ انکی

باب دوم ۔ در ذکر بعضی از طرق و آداب ایشاں و عبادات و ریاضات
باب سوم ۔ در ذکر بعضے از مقالات و حکایات کہ دال اند بر طرق و آداب و اوضاع ایشان
باب چہارم ۔ در ذکر بعضے از خوارق و کرامات ایشاں
باب پنجم ۔ در ذکر بعضے از انتہاے احوال ایشاں و ذکر قصۂ رحلت و آنچہ متعلق است بداں ۔
ضمیمہ ۔ رسالۂ تبیین الطرق کہ اول مصنفات ایشاں است
مقصد ثانی ۔ در احوال شیخ عبدالوہاب متقی ۔
باب اول ۔ در ذکر مجملی از ابتدائے احوال ایشاں و وصول بہ مکہ مکرمہ و دریافت صحبت حضرت شیخ علی متقی ۔
باب دوم ۔ ذکر بر طرق و اوضاع و آداب ایشاں در طریق تصوف
باب سوم ۔ در ذکر بعضے از مناقب و کرامات و احوال و مقامات و ریاضات و مجاہدات ایشاں کہ از زمان صغر تا ایں وقت بظہور رسیدہ بوجود آمد
باب چہارم ۔ در ذکر بعضے از عجائب و غرائب کہ در آوان مسافرت و زمان سیاحت دیدہ بود
باب پنجم ۔ در ذکر تشریف ایں فقیر بہ صحبت ایشاں و التزام ملازمت ایشاں در مدت اقامت آں مقام شریف و حصول اجازت خرقۂ خلافت علم حدیث و تصوف و ادعیہ و اعزاب و دیگر عنایات و رجوع بوطن اصلی بامر ایشاں
مقصد ثالث ۔ در ذکر بعضے از مشایخ و فقرائے آں دیار رحمہم اللہ علیہم اجمعین ۔
(۱) شیخ محمد بن عراقی صاحب تنزیہ الشریعہ (۲) شیخ ابوالحسن المصری البکری الشافعی المتوفی سنہ ۹۵۲ھ استاد مولانا محمد طاہر فتنی (۳) شیخ محمد بن شیخ ابی الحسن البکری المتوفی سنہ ۹۹۱ھ (۴) شیخ زین العابدین (۵) سید عبداللہ القادری الحضرموتی ۔ (۶) شیخ ابوبکر ابن سلم الحضرمی (۷) شیخ شہاب الدین احمد بن حجر المکی الہیتمی المتوفی سنہ ۹۷۴ھ

یہ شرح ۱۴ جمادی الاول ۱۰۱۶ھ کو تمام ہوئی (ص۱۵۵)۔ مصنف نے اصل رسالہ کے
دو نام رکھے تھے۔ سفر السعادۃ اور صراط المستقیم۔ اس لئے شاہ صاحب نے بھی شرح کو دو ناموں
موسوم کیا۔ ایک جادۃ الافادہ دوسرا طریق القویم

شرح مشکوٰۃ المصابیح امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کے اسانید و تکرارات کو حذف کر کے احادیث
صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنہ رکھا۔ خطیب ولی الدین ابی عبد اللہ
محمد بن عبد اللہ العمری التبریزی نے اس پر نظر ثانی کی۔ اولاً ابواب کو ابواب پر تقسیم کیا۔
ثانیاً روایات حدیث کے اہم اضافے کئے۔ ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اس کے ماخذ کا حوالہ
لکھ دیا۔ اس ترتیب و تہذیب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید تالیف ہو گئی اور اسے
مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اس کی تالیف و تدوین سے
فراغت حاصل کی

لمعات التنقیح (بزبان عربی) سفر حجاز سے واپس ہونے کے بعد شاہ صاحب نے اس کی شرح
لکھنے کا ارادہ کیا عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اس کی
مسادۂ الی۔ ۱۰۱۹ھ کی ۱۲ ذی الحجہ کو اس کام کا آغاز کیا۔ چھ سال کی محنت شاقہ کے بعد
۲۴ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو عربی شرح مکمل ہوئی۔ اور فارسی شرح کا نصف حصہ تکمیل پایا۔
بقیہ نصف اس کے چار سال بعد ۱۰۲۹ھ میں تمام ہوا۔

اشعۃ اللمعات بزبان فارسی شاہ صاحب نے اس کا نام اشعۃ اللمعات رکھا اور اس میں عربی
شرح سے بہت زیادہ فوائد نفیسہ و حقائق دقیقہ بیان کئے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا جس میں
اولاً احادیث کے اصطلاحات جمع کئے۔ اس کے بعد ان بیدرہ جامعان حدیث کے تراجم
لکھے جن کی کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل
یہ ہے۔ (۱) الامام الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل الجعفی البخاری المتوفی ۲۵۶ ہجری

فرمائش سے سنہ ۱۰۱۲ھ میں شاہ صاحب کے فرزند شیخ نورالحق مشرقی نے ہندوستان کی
مختصر تاریخ لکھی اور اسے زبدۃ التواریخ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ کتاب حقیقت میں تاریخ حقی
کا ترمیم شدہ نسخہ ہے اور اس میں نورالحق نے اکبر کی تخت نشینی سے زمانہ تصنیف تک
تخت گاہ دہلی اور اس کے معاصر سلاطین کا تذکرہ اضافہ کر دیا ہے۔

شرح سفر السعادۃ علامہ مجدالدین محمد بن یعقوب بن محمد الفیروزآبادی المتوفی ۸۱۷ھ نے
ایک رسالہ سفر السعادۃ کے نام سے لکھا اور اس میں جناب نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات و عادات و اعمال و اخلاق کو نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیا
لیکن اصحاب ظاہر کی تقلید میں اپنے مدعا کے خلاف جو باتیں نظر آئیں اُن کے فاسد و باطل
ہونے کا ادعا کیا۔ اور اکثر مواضع پر مذاہب مجتہدین کی مخالفت کی اور جو احادیث مسائل مصنف
کے خلاف ہیں ان کو غیر صحیح قرار دیا۔ اس کے سوا کتاب کے آخر میں ایک باب اور شامل کیا جس میں
بعض احادیث کی نسبت تحقیق و تنقید کی اور انھیں موضوع اور باطل ثابت کرنے میں
ابن جوزی وغیرہ محدثین متاخر کی پیروی کی۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے پیروان مذاہب
مجتہدین کے دلوں میں شبہات و تردودات کے پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اس لیے
شاہ صاحب کو اس کی شرح لکھنے کا خیال ہوا تاکہ حقیقت حال کا انکشاف ہو مظان
اشتباہ کے مواضع ظاہر ہو جائیں پس شاہ صاحب نے اس رسالہ کی مبسوط شرح لکھی۔ اس میں
توضیح و تشریح کے لیے موقع بہ موقع احادیث صحیحہ درج کیے۔ اور جن احادیث کو مصنف نے
موضوع اور ناقابل اعتبار قرار دیا تھا ان کے صحیح ہونے کی نسبت حجج قاطعہ پیش کیے۔ ابتدا
میں ایک طویل مقدمہ لکھا اور اسے دو ابواب پر تقسیم کیا۔ پہلے باب میں علم حدیث کے
اصطلاحات۔ کتب صحاح اور ان کے جامعین کا تذکرہ۔ روایات ثقہ و غیر ثقہ کی نسبت امور
مابہ الامتیاز۔ تحقیق و تنقید کے اصول بیان کیے دوسرے باب میں ائمہ مذاہب اربعہ کے
حالات اور فضائل و خصائص تحریر فرمائے۔

مبسوط کی ترتیب وتکمیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدارج النبوت کی تصنیف میں مصروف ومشغول رہے اور کئی سال کی محنت کے بعد سنہ ۱۰۲۴ھ کے حدود میں اسے تمام کیا اور اس کے مضامین حسب ذیل پانچ اقسام پر تقسیم کئے۔

قسم اول۔ در ذکر فضایل وکمالات جناب سید المرسلین صلعم

قسم دوم۔ در ذکر ولادت مبارک وبعثت وہجرت

قسم سوم۔ در ذکر وقائع سنوات کہ از ہجرت تا مبادی مرض وفات وقوع یافت

قسم چہارم۔ در ذکر بدء مرض ووفات وتجہیز وتکفین وغیرہ

قسم پنجم۔ در ذکر اولاد طاہرہ وازواج مطہرہ واعمام وعمات واخوات رضاعی وخدام وموالی وکتاب عمال ومؤذنین وغیرہ

تکملہ در بیان بعضے از صفات کاملہ

کتابیات

شاہ صاحب کے حالات کتب ذیل میں دیکھئے۔

کتاب	مصنف	مطبع / نسخہ	صفحہ
۱۔ منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی	کلکتہ جلد سوم	صـ۱۱۳
۲۔ تزک جہانگیری	نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ	لکھنو	صـ۲۸۵
۳۔ بادشاہ نامہ	ملا عبدالحمید لاہوری	کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء جلد اول حصہ دوم	صـ۳۴۱
۴۔ طبقات شاہجہانی	محمد صادق	نسخہ خطی طبقہ دہم باب اول	
۵۔ کلمات الصادقین	محمد صادق	ذکر صد ودہم	
۶۔ عمل صالح	محمد صالح کنبوہ	نسخہ خطی خاتمہ در ذکر علماء وصلحا۔	
۷۔ ماثر الکرام	میر غلام علی آزاد بلگرامی	طبع آگرہ سنہ ۱۹۲۰ء	صـ۲۰۰
۸۔ سبحۃ المرجان	میر غلام علی آزاد بلگرامی	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ	صـ۵۲

صاحب الجامع الصحیح (۲) الامام الحافظ ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری المدنی سنہ ۲۶۱ ہجری ۔ صاحب جامع الصحیح (۳) الامام مالک بن انس الحمیری الاصبحی المدنی المتوفی سنہ ۱۷۹ صاحب الموطا (۴) الامام ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ صاحب المسند (۵) الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ صاحب المسند (۶) الحافظ ابی داود سلیمان بن اشعث السجستانی المتوفی سنہ ۲۷۵ھ صاحب السنن (۷) الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی سنہ ۲۷۹ھ صاحب الجامع الصحیح (۸) الحافظ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ صاحب السنن (۹) الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی المتوفی سنہ ۲۷۳ھ صاحب السنن (۱۰) الامام الحافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی المتوفی سنہ ۲۵۵ھ صاحب السنن (۱۱) الامام الحجۃ ابو الحسن علی بن عمر البغدادی الدارقطنی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ صاحب السنن (۱۲) الامام ابوبکر احمد بن حسین بن علی الخسروجردی البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ صاحب سنن الکبیر (۱۳) الامام رزین بن معاویۃ العبدری السرقسطی المتوفی سنہ ۵۳۵ھ صاحب تجرید الصحاح (۱۴) الامام الحافظ محی الدین ابوذکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ شارح صحیح مسلم (۱۵) الامام ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ

شرح فتوح الغیب شاہ صاحب نے شرح مشکوٰۃ کے اثنائے تالیف میں غوث الثقلین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضہ المتولد سنہ ۴۷۱ھ المتوفی سنہ ۵۶۱ھ کی کتاب فتوح الغیب کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ لمعات التنقیح کو ختم کرنے سے پہلے اس کے اسرار و غوامض حل کرنے کے لئے شرح لکھی اور اس کا نام مفتاح الفتوح رکھا۔

مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ ۔ شاہ صاحب مدت دراز سے ارادہ کر رہے تھے کہ ایک مبسوط کتاب سیر مصطفوی میں تالیف کریں۔ ان کے فرزند عزیز شیخ نور الحق بھی اس ارادے کی تائید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سفر السعادۃ اور مشکوٰۃ المصابیح کے شروح

او ترجمه تاریخ مدینه سکینه و کتابی ست در احوال مشایخ و متاخر هند که ذکر الاولیا
تاریخ آن ست - از عنفوان شباب درد طلب داشت - و چندگاهی در فتح پور بنابر
الفت قدیم با ملک الشعرا شیخ فیضی و مرزا نظام الدین احمد صاحب بود - و فقیر نیز
بتقریب ایشان شرف خدمتش را دریافته پیوسته از فواید صحبتش محظوظ بودم -

و توفیق رفتن کعبه شریفه رفیق او شد از دهلی بطریق جذبه بهیچ چیز مقید
ناشده به گجرات رفت و بحسن سعی مرزا نظام الدین احمد و مددگاری او در جهاز نشسته
به سفر حجاز رفت - تا حاجی بیگم از حج بازگشته بآگره آمد

و ملک الشعرا شیخ فیضی بعد از آمدن از ولایت دکن بنا بر روش قدیم شیخ را طلبید
که یاران را برای گرمی مجلس و همزبانی خویش بجان می خواست - ایشان
خطی چند مشتمل بر اظهار شوق طلب شیخ حقی از لاهور فرستاد و او از نهایت آزاری که
در دل داشت نیامد و مکاتیب عذر آمیز نوشت -

(۳)

اقتباس از کتاب طبقات شاهجهانی تالیف ملا محمد صادق همدانی در ۱۰۴۶ھ

طبقه دهم باب اول

در سال نهصد و نود و پنج بطریق جذبه بحرمین شریفین رفت و با شیخ عبدالوهاب
متقی که خلیفه اعظم و جانشین شیخ علی متقی رضی الله عنهما بوده صحبت داشت و علم حدیث
تصحیح نمود - و اسناد عالی حاصل کرد - از طریقه قادریه و شاذلیه مجاز شد و برخصت
شیخ عبدالوهاب متقی بوطن اصلی مراجعت نمود - و به دهلی آمد - در سال هزار و هشت
حضرت قطب الدین خواجه محمد باقی اویسی نقشبندی قدس سره بدار المعارف دهلی ارزانی

۹- مظہر آدم ترجمۂ سبحۃ المرجان — مولوی محمد شمس الدین احمد — لکھنؤ سنہ ۱۸۷۸ء — ص ۸
۱۰- آثار الصنادید — ڈاکٹر سر سید احمد خاں مرحوم — کانپور سنہ — باب سوم ص ۶۳
۱۱- ابجد العلوم — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال سنہ ۱۲۹۶ — ص ۹
۱۲- اتحاف النبلا — نواب صدیق حسن خاں قنوجی — بھوپال — ص ۲۳
۱۳- حدائق الحنفیہ — مولوی فقیر محمد — لکھنؤ سنہ ۱۸۹۱ء — ص ۱۰۱
۱۴- تذکرہ علمائے ہند — مولوی رحمان علی رواقی — لکھنؤ سنہ ۱۸۹۴ء — ص ۱۰۹
۱۵- بحر زخار — مولوی وجیہ الدین لکھنوی — قلمی
۱۶- محبوب الالباب فہرست آصفیہ — مولوی خدا بخش خاں — حیدرآباد سنہ ۱۳۱۰ — ص ۸۱
۱۷- مفتاح التواریخ — طامس ولیم بیل — لکھنؤ سنہ ۱۸۶۷ — ص ۲۴۶
۱۸- تاریخ ہندوستان — سر جان ایلیٹ — لندن جلد ششم — ص ۱۶۵
۱۹- اورینٹل بیاگرافیکل ڈکشنری — طامس ولیم بیل — لندن — ص ۲
۲۰- فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم — چارلس ریو — جلد اول — ص ۱۴
۲۱- انسائیکلوپیڈیا آف اسلام — جلد اول — ص ۳۹

ضمیمہ

(۱)

اقتباس از منتخب التواریخ تالیف ملا عبد القادر بدایونی در سنہ ۱۰۰۴ھ

شیخ عبد الحق دہلوی حقی تخلص یکیست کہ مجموعہ کمالات و منبع فضایل است و جمیع علوم عقلی و نقلی را درس می گوید و در تصوف رتبہ بلند دارد و از جملہ تصانیف

بسم الله الرحمن الرحیم

پروردگار عالم جل جلاله و عم نواله فرستادهٔ خود و برگزیدهٔ درگاه خود صلی الله علیه
وآله وصحبه وسلم میفرماید قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثله مددا و در جائے دیگر میگوید ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من
بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمات الله باید دانست که مراد ازیں کلمات که اگر هفت دریا سیاهی
شود و درختان همه قلم گردد و هنوز سیری نشود علوم و معانی است که دانائے غیب از کتاب
لاریب به بعضے از بندگان خود که تلامذه درس قدس و خوانندگان کتاب مبین اوبند
تعلیم و تلقین نموده است و جواهر حقائق و اسرار که از خزاین جود و موهبت نثار وقت
عارفان ساخته و کنوز معارف و مواهب که از عالم لانهایة له در بواطن قدس مواطن ایشان
نهاده و برلسان وقت و حال و زبان تقریر و تحریر ایشان جاری گردانیده است و الا
آنچه صفات حق و هو و ذات مطلق ست منزه و مقدس است که بایں تمثیل و تعظیم
ازاں تعبیر و تقریر نمایند آنجا بے نهایت گفتن اثبات تحدید و تناهی و تقیید تعبیر و تقصیر
و کوتاهی ست چه جائے ایں مبالغه که تا نظر به تقیید و مشعر به تحدید ست

دفرموده مستعداں وخدا پرستان عالی فطرت گرد آں مرکز دائرہ قطبیت جمع آمدند
حضرت مخدوم را فراواں محبت و اخلاص بہ حضرت خواجہ پیدا شد۔ بعد از اشارہ
حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین جیلانی اخذ طریقہ نمودہ۔ بہ طریقہ نقشبندیہ
مشغول شد و بعد از چندگاہ اجازہ ارشاد طریقہ نقشبندیہ از آنحضرت یافت۔
و بعد از وفات حضرت خواجہ حلاوت چاشنی خلوت و عزلت در مذاق حضرت
مخدوم غالب آمدہ ترک آمد و رفت خانہ عالمیاں کرد۔ تا امسال کہ سال ہزار
وچہل وشش است پائے تمکید ائے   ازاں پیچیدہ بہ تدریس وتلقین
نیازمندان علم وعرفا دہلی بر دارند وتمامی اوقات بابرکات بہ مطالعہ ودرس
حدیث وتفسیر مصروف است وعام خاص از انفاس متبرکہ وے محظوظ ومسرور است
وپیوستہ بہ تصنیف کتب دینیہ اشتغال دارد۔ ودر علوم عقلی ونقلی تصانیف
کردہ است وتمام تصانیف وے صغیر وکبیر تا سال مذکور قریب صد یا شد۔ ازاں
جملہ شرح سفر السعادۃ وشرح مشکات وترجمہ مشکات در سیر مدارج النبوت دریں
ایام بہ کلک تحریر سپردہ۔

(۳)

اقتباس از توزک جہانگیری

شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل وارباب سعادت است دریں ایام
دولت ملازمت دریافت کتابی تصنیف نمودہ بود مشتمل بر احوال مشائخ ہند بہ نظر
در آوردہ پیداست زحمت کشیدہ مدتہاست کہ در گوشہ دہلی بوضع توکل وتجرید بسر می
بود مرد گرامی است صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراحم دلنوازی کردہ رخصت
فرمودم۔

او جان جمله عالم حق جان جان تمام — حق را بغیر واسطهٔ واست او بجو

وصل

بعد از نزول و انتقال از آں عالم حضرات انبیا صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که حاضران مجلس علم و شاگرداں حوزهٔ درس او بودند و هر یکی کتابی از علم یا بی از دین خوانده و تحصیل نموده بود بر مسند افاده نشستند کلمات الله را در حلق افاده و افاضه در بودند معلم انساں آدم صفی آمد که با وجود نسبت ابوت در درس آں حلقه صدق را نوی ای اسنزده صحاح لغات اسما را تعلیم نموده بود بر مسند جلالت تکیه زده. ساکنان ملا اعلیٰ را تعلیم و تلقین نموده حق استادی بر ایشاں ثابت گردانیده مقدوم و مسجود ایشاں گشتند و غلغله در کشور ملکوت افگندو تمامه کائنات از تحیر و تعجب انگشت بر دہاں نہادند و دست بر دست زدند که این چیست که لعبتی از خاک ببارند و چنیں بنوازند و بر پاک زاداں عالم ملکوت سرفراز گردانند و ندانستند که این خاک گنجینهٔ اسرار احدی و مستودع جوهر محمدی و اسرار نامه الٰهی و مجموعه کلمات نامتناهی است و به حقیقت مقصود اقامت حجت ربوبیت و تعلیم آداب عبودیت و اثبات افضلیت علم بر عبادت و المیت کلمات الله به تسبیح و اظهار احجیت و فوقیت حاضران مدارس علم بر ساکنان صوامع قدس بود و آدم بجهت مظهریت اسماء و صفات الٰهی را نسخه بود جامع و کتابی بود وافی مشتمل بر آیات و کلمات الٰهی تعالیٰ و تقدس و ملایکه را بمطالعهٔ آں علوم و معارف معلوم و منکشف شد که هرگز آں را نخوانده و ندیده بودند و بایں جهت نیز آدم را بر ملائکه حق استادی بهم رسید مگر کوردلی و سیه بختی که ایں آیات نخوانده و در کوچهٔ جهل و عتو فرو رفته بداغ طرد و لعن موسوم آمد از دیوان سعادت نام ایں محو شد نعوذ بالله من ذلک بعد ازاں چوں بحکم ترکیب بشری و مقتضای حکمت الٰهی خطیه از آدم بوجود آمد بتلقی کلمات انابت و رحمت از پروردگار تعالیٰ و تقدس که فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه به مقامی بالاتر از اجتبا

آنجا که بی‌نهایتی علم اقدس است — تمثیل را به بحر و درختان مجال نیست
هر پایه کمال که در فهم ما رسد — در بارگاه عزت باری کمال نیست
این بی‌نهایتی صفت خلق خالق است — نسبت بذات مطلق حق جز خیال نیست

اول موجی که از دریائے وحدت جوش زد و نخستین کلماتی که در کتاب لاریب فیه نوشته آمد علوم و فیوض غیر متناهی الٰهیست که بر روح پر فتوح محمدی که روح کل و عقل اول و موجود ثانی است و مرآت صورت تمامه حقائق وجوبی و امکانی و جوهر جامع حروف و اسمائے الٰهی ذاتی است فائض و نازل گشت و هرچه در کتاب غیب و شهادت در وحدت و کثرت ذات و صفات مکتوب و مسطور و مذکور بود همه در لوح محفوظ ضمیر و کتاب مبین قلب وی ثبت یافت حقیقت محمدی را دریائے دان که ماهیات اشیاء و حقائق موجودات همه امواج آن بحر مواج اند بعضی مثل انهار و جداول و بعضے مثل اسقیه و قرب و برخی مثابه کوز و اقداح و پاره به مثابه غرف و قطرات و هر یکے بقدر استعداد و استمداد نصیبه فیضی از آن دریا دارند تحت شاگردی معید و استاد ازل اوست که تحصیل علوم غیب استفاده معارف لاریب که کلمات الله و کلمات ربی عبارت ازان است تحصیل کرده و تکمیل نموده هم دران عالم مدرسه محمدیه در ابتدیه که بنا کرده صانع قدیم است خلافت عن الله بر مسند تدریس جلوه فرموده بر ارواح انبیا که طلبه علم غیب و خوانندگان کتاب لاریب اند افاده و افاضه نموده و همه را تعلیم و تربیت فرموده کنت نبیا وآدم بین الماء والطین اشارتی به شرح و بیان آن داستان است یعنی پیش از خلق اجساد و اشباه روح من در عالم ارواح به صفت نبوت و انباء و تقدیم و ترتیب ارواح انبیاء متصف بودم و انبیاء و رسل همه حکم امت داشتند و ازینجا که نبی الانبیاء و رسول الرسل از القاب و صفات منقبت آیات اوست ؎

خیر الوری امام رسل خواجه دو کون — او از خدا و هرچه جز او منتهی از او
شاگرد کردگار جهان اوستاد خلق — دریائے علم و مخزن دین کان گفت و گو

حکمت الهی اقتضای آن کرد چنانچه ابتدائی کارخانه نبوت و فتح باب فیض و فتوت و
تعلیم و تربیت روح پر فتوح محمدی بود صلی الله علیه وسلم ختم و انتهائی این کار نیز بوی کرد
و دورهٔ ایجاد و امداد بوی تمام شود پس همان روح اعظم و عقل کل بصورت عنصری و هیکل
بشری وی متعلق شده از علوم و فیوض که تعلق باین نشاءهٔ داشت افاده و افاضت
شرح و بیان کلمات الله نموده عالم و عالمیان را تا روز قیامت مملو و مشحون گردانید
تحت عصابه صحابه که به استفاضه و استفاده تربیت یافته و جماعه اهل بیت نبوت که بطهارت
و اصابت مخصوص تر بودند جداول و انهار آن دریا و کواکب و اقمار آن بیضا گشتند
و عالم را از آثار علم و انوار هدایت مستفیض و مستضیء گردانیدند و بعد از ایشان تابعین و
تبع تابعین که پیران راستین و وارثان علم دین اند کمر جد و اجتهاد بسته و در نشر علم اصولاً
و فروعاً کوشیده لوای دین و رایات اسلام بحکم و کلمة الله هی العلیا باعلی علیین بردند
و آفاق و اکناف عالم را شرقاً و غرباً بانوار علوم و فهوم روشن ساختند و از یک کلمه کلمات
و از یک حرف حکایات استنباط نمودند و شجرهٔ طیبهٔ علم را که مثال کلمه طیبه است بصفت
اصلها ثابت و فرعها فی السماء از حضیض ثری باوج ثریا بردند قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لو کان الدین معلقاً بالثریا لناله رجال من فارس و بعد از ایشان جماهیر
ثقات و مشاهیر علما اخبار و آثار روایت کرده انواع علوم و اقسام فنون فراهم آورده
و قواعد و اصطلاحات نهاده و کتب و دفاتر ساخته و ابواب و فصول ترتیب داده
از حد حصر و حیطهٔ قیاس بیرون بردند و همچنین قرناً بعد قرن علما و فضلا و فصحا و بلغا
که افاضل ملت و اکابر و اعیان این خیر امت و مکثران سواد علم و متحملان بلاد فضل
و نبلای وقت و فضلای روزگار اند در هر اقلیمی و هر ولایتی و هر شهری در هر مدتی
یکهزار و کسری پیدا شدند که در هیچ ملتی و امتی از امم سابقه و ملل سالفه با وجود امداد مدد
طول اعمار بوجود نیامده و ظهور نیافتند خصوصاً از طایفه درویشان از اهل صفوت و

و هدایت نشست و جامعیت دیگر یافت و بعد از آدم صفی این کلمات از ابراهیم خلیل
رب جلیل ظهور یافت که بعد از اتمام و ادای حقوق آن به منصب امامت و مقام خلت
اختصاص یافت و اذا ابتلی ابراهیم ربه بکلمات فاتمهن قال انی جاعلک للناس اماما
و بعد از ابراهیم موسی کلیم الله مشرف و مخصوص بکلمات گشت و بی واسطه کلام حق شنید
و کلم الله موسی تکلیما و پس از کلیم عیسی روح الله آمد و مسمی بکلمة الله شد و در مهد سخن کرد و
در عهد طفولیت کتاب الله خواند و به آن کلمات مرده را زنده گردانید و ابرار اکمه و ابرص
کرد و همه انبیا و اولیا مظهر کلمات الله و محل خطاب اویند بلکه همه ذرات کائنات و اجزای
عالم ناطق به ثنای حق و شاهد بر کمالات الهی و مظهر کلمات نامعدود نامتناهی وی
تعالی و تقدس اند چنانکه اگر هفت دریا سیاهی شوند و همه درختان قلم گردند همه ذرات
زبان باشند سیری نگردد ؎

همه ذرات آیات آله اند … بر اثبات وجود او گواه اند
زبان حال هر یک گشته گویا … که موجود حقیقی نیست الا
کلام آخر همین بی صوت و حرف است … که قانون بیانش نحو و صرف است
کلام البته موقوف زبان نیست … اگر شنو و زبان آنرا بیان نیست
وگر هم هست هر یک را زبان نیست … بزیر هر زبان شیرین بیان ست
همه کس با زبان خویش گویاست … بعلم کنش خدا اوست داناست
هر آنچه کرد بر معنی دلالت … بود لفظی کلام از وی جهالت
باین معنی همه عالم کلام ست … بگوش اهل دل زانسو پیام ست
ز هر ذره شنو گر گوش داری … بآواز بلند اوصاف باری

فصل

بعد از ظهور عالم اجسام و انقضای دور نبوت انبیای کرام علیهما الصلوة والسلام

از علما و شعرا بعد از حزم و یقین به آنکه بسیار بودند چون نام و نشان ایشان پیدا نیست و احوال و آثار تصنیفات و تالیفات هویدا نتوانست نوشت۔

شعر

ان آثارنا تدل علینا فانظروا بعدنا الی الآثار

دیگر چه میتواند که بوجود آمده باشد اما چون باقی نماند و مشهور نشد حکم هباءً منثورا دارد و قبول و اشتهار قسمتی دیگر ست که از اختیار بنده بیرون ست

قبول خاطر آن در دست کس نیست مقبولی کسی را دست رس نیست

رزقنا الله مگر چندے که نام و نشان ایشان مذکور و تصانیف و توالیف مکتوب و مسطور است یکی از آن افاضل که در زمان کرامت نشان سلطان[1] ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش انار الله برهانه که او را سلطان نصیر الدین غازی گویند قاضی منهاج الدین[2] جوزجانی بود مولف تاریخ طبقات[3] ناصری که بنام سلطان مذکور نوشته یادگاری برائے

---

[1] سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش۔ یہ بادشاہ ۶۴۳ھ سے ۶۶۴ھ دہلی میں برسر حکومت رہا ہے۔ طبقات اکبری ص۳۵ منتخب التواریخ طبع کلکتہ ص۱۲۵ تاریخ فرشتہ جلد اول ص

[2] قاضی منہاج الدین۔ پورا نام منہاج الدین بن سراج الدین جوزجانی ہے اس کے حالات نہایت اختصار کے ساتھ اخبار الاخیار ص۵۹ میں مذکور ہیں اس کا اور اس کے اجداد کا مفصل تذکرہ نواب ضیاء الدین احمد خاں المتخلص بہ نیر نے طبقات ناصری سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے جو برٹش میوزیم میں مشرقی نسخہ کے نمبر ۱۸۸ پر محفوظ ہے میجر راورٹی نے بھی ترجمہ طبقات ناصری کے دیباچہ میں اس کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔

[3] طبقات ناصری دنیا کی عام تاریخ ہے اور ۶۵۸ھ کے قریب تمام ہوئی ہے اس کے مضامین (۲۳) طبقات پر منقسم ہیں (۱) ذکر انبیاء علیہم السلام (۲) ذکر خلفاء راشدین (۳) ذکر خلفاء بنی امیہ (۴) ذکر خلفاء عباسیہ (۵) ذکر سلاطین عجم (۶) ذکر سلاطین عرب (۷) ذکر سلاطین طاہریہ (۸) ذکر سلاطین صفاریہ (۹) ذکر سلاطین سامانیہ (۱۰) ذکر سلاطین دیالمہ (۱۱) ذکر سلاطین سبکتگینیہ (۱۲) ذکر سلاطین سلجوقیہ (۱۳) ذکر سلاطین سنجاریہ (۱۴) ذکر سلاطین

ولایت و زہادت و عبادت و ریاضت و مجاہدت کہ مطالع انوار معرفت و مخازن
اسرار محبت و مظہر کرامات و مصدر خوارق عادت و اصحاب کمالات و عبارات ظاہر و
اہل رموز و اشارات و احوال و مقامات این طایفہ علیہ است قدس اللہ اسرارہم و اظہر انوارہم

وصل

و چون این انوار سرمدی از مطالع انوار محمدی علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات
اکملہا بر اطراف و اکناف ہندوستان تافتہ بر معمورہ دہلی کہ مرکز دائرہ ولایت و کرامت
و قبۃ الاسلام دین و ملت ست قرار یافت جمعی کثیر و جم غفیر از طوائف انام و قبائل
اہل اسلام از مشایخ عظام و علماء کرام و فصحای شیرین کلام از آفاق عالم از ولایت عرب
و عجم نزول اجلال نمودہ درین بلدہ کرامت انجام اقامت فرمودند و اطراف و اکناف
این دیار کہ بہ ظلمت کفر و جہل تنگ و تیرہ شدہ بود بہ نور ایمان و علم روشن و کشادہ
گردانیدند و کاتب سطور عصمہ اللہ اوقاتہ عن الضیاع و الفتور تذکرہ ملوک و امرا در تاریخ
نامہ این دیار کہ مسمی بذکر ملوک[1] و متضمن تاریخ تصنیف است ضبط نمودہ ذکر مشایخ
صلحا در کتاب اخبار الاخیار[2] کہ موسوم بہ سمت شیوع و اشتہار است ذکر کردہ اما ذکر فضلا

---

[1] ذکر ملوک - ہندوستان کی عام تاریخ ہے اس میں سلطان معز الدین محمد بن سام کی فتوحات سے شہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک سلاطین دہلی اور ان کے ان ہمعصر بادشاہوں کا تذکرہ ہے جو بنگالہ دکن گجرات مالوہ جونپور ملتان کشمیر وغیرہ ممالک میں برسر حکومت رہے ہیں۔ یہ کتاب سنہ ۱۰۰۵ھ میں تصنیف ہوئی ہے۔ ذکر ملوک تاریخی نام ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ہمارے مضمون مورخین ہند میں دیکھئے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ جو اورنگ زیب عالمگیر کے اونتیسویں سال میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن تاریخ کے نمبر ۲ پر تاریخ حقی کے نام سے موجود ہے

[2] اخبار الاخیار - ہندوستان کے مشائخ صوفیہ کا بہترین تذکرہ ہے۔ سنہ ۹۹۹ھ میں تصنیف ہوا ہے۔ ذکر الاولیا اس کا تاریخی نام ہے۔ نام و تاریخ این کتاب عزیز گر کسی ذکر الابرار است۔ اسمیں خواجہ بزرگ شیخ معین الدین کے عہد سے تا سنہ تالیف کتاب تک دو سو چوراسی بزرگوں کے حالات ہیں۔ ہندوستان میں کئی مرتبہ طبع ہوا ہے۔ میرٹھ مطبع ہاشمی سنہ ۱۲۷۸ھ۔ مقام دہلی۔ مطبع محمدی سنہ ۱۲۸۳ھ و مطبع مجتبائی سنہ ۱۳۰۹ھ

وبعد از وی مردی دیگر تتمه احوال سلطان فیروز شاه و احوال بادشاهان
گجرات مسمی بتاریخ بهادر شاهی[1] نوشته رفته است و تاریخ محمدی[2] نیز تاریخی ست که
تخصصی نوشته و تاریخ دیگر شمس سراج عفیف[3] نوشته است
ویکی از آنها که مشهور ست بتصانیف و تالیف عطاء شرا ضیاء نخشبی[4] ست
که در سداون بود اگرچه سخنان او نه دران مرتبه است که توان ذکر کرد اما مردی بود در

[1] تاریخ بہادر شاہی۔ یہ کتاب اس وقت نہایت نایاب ہے بہادر شاہ بادشاہ گجرات (۹۳۲ تا ۹۴۳ھ)
کے ایما سے تصنیف ہوئی ہے اس میں امیر ناصر الدین سبکتگین کے زمانے سے بہادر شاہ کی تخت نشینی تک
سلاطین ہند و گجرات کے حالات مرقوم ہیں۔ عہد مغلیہ میں جو تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کا حوالہ
اکثر جگہ ملتا ہے مثلاً طبقات اکبری ص۳۔ تاریخ فرشتہ جلد اول ص۷۔ مراۃ سکندری ص۱۰۔ مرزا سکندر
منجھو مصنف مراۃ سکندری نے اس کی نسبت اپنی حسب ذیل رائے ظاہر کی ہے "لیکن از ان تخصیص تاریخ
بہادر شاہی نوشتہ بعبارتی کہ مدعا ازان مفہوم نمی شود مگر بہ قرینہ و قیاس"

[2] تاریخ محمدی۔ یہ کتاب بھی اس وقت نہایت نایاب ہے۔ خواجہ نظام الدین احمد بخشی نے اس کا
نام بھی طبقات اکبری کے ماخذات میں درج کیا ہے۔ طبقات اکبری ص۳۔

[3] شمس سراج عفیف کی کتاب کا نام تاریخ فیروز شاہی ہے اس میں مصنف نے سلطان فیروز شاہ
(۷۵۲ تا ۷۹۰ھ) کے حالات ولادت سے وفات تک نہایت تفصیل کے ساتھ تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر
ناموس لیس نے ۱۸۹۱ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں اسے طبع کرایا ہے۔

[4] مولانا ضیاء الدین نخشبی۔ ان کے حالات اخبار الاخیار میں صفحہ ۱۰۴ پر مرقوم ہیں انہوں نے نظم و نثر میں
بہت سی تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں مثلاً سلک السلوک یہ کتاب تصوف میں ہے اور ۱۳۱۲ھ
میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ گلریز۔ یہ ادبی تصنیف ہے اسے مسٹر آزو اور محمد کاظم
شیرازی نے تصحیح کرکے ۱۹۱۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوایا ہے۔ کلیات و جزئیات
عشرہ مبشرہ۔ چہل ناموس۔ طوطی نامہ۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے برٹش میوزیم اور انڈیا آفس کے

خود گذاشته است اگرچه در بلاغت و براعت چندان ید طولانی ندارد اما کلام او از اختصار
و ایجاز بیگانه نیست متانت و پختگی نیست سرحی از احوال وی از آنچه در ملفوظات مشایخ مذکور
است در اخبار الاخیار مسطور است رحمة الله علیه

دیگر ضیاء برنی[1] صاحب تاریخ فیروز شاهی[2] که بعد از طبقات ناصری از ابتدای سلطنت
سلطان غیاث الدین بلبن تا احوال شش ساله فیروز شاه نوشته است و تالیفها
در رسالهای دیگر نیز دارد[3] مرید شیخ نظام الدین اولیا است قدس سره چیزی از احوال
و اقوال وی نیز در اخبار الاخیار مذکور است رحمة الله علیه

(بقیہ گذشتہ) تیمور (۱۵) ذکر سلاطین کردیہ (۱۶) ذکر سلاطین خوارزم شاہیہ (۱۷-۱۸-۱۹) ذکر سلاطین
شنسبانیہ (۲۰-۲۱-۲۲) ذکر سلاطین ہندوستان (۲۳) ذکر خروج چنگیز خاں۔ ریورٹی نے پہلے چھ طبقات کو
چھوڑ کر باقی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو دو جلدوں میں ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۷ء تک لندن میں طبع
ہوا ہے۔ ڈاکٹر لیس نے فارسی متن کے آٹھ طبقے ۱۱-۱۷-۱۸-۱۹ ۲۰-۲۱-۲۲-۲۳ ۱۸۶۴ء میں بمقام کلکتہ
سلسلہ کتب ہندیہ میں چھپوائے ہیں۔

[1] خواجہ ضیاء الدین برنی۔ اخبار الاخیار کے صفحہ (۱۰۰) پر ان کے حالات کسی قدر تفصیل کے ساتھ ملتے ہیں
مولوی سید حسن برنی نے تاریخ فیروز شاہی سے اخذ کر کے خواجہ صاحب کا ایک مبسوط تذکرہ مرتب کیا ہے جو دہلی کے رسالہ
جامعہ بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے ۷۵۸ھ کے بعد انتقال کیا اور مقبرہ سلطان المشائخ شیخ
نظام الدین اولیاء کے جوار میں مدفون ہوئے۔

[2] تاریخ فیروز شاہی۔ طبقات ناصری کا تکملہ ہے اس میں سلطان غیاث الدین بلبن کی تخت نشینی (۶۶۴ھ)
سے سلطان فیروز شاہ کے چھٹے سال جلوس (۷۵۸ھ) تک تخت گاہ دہلی کے آٹھ بادشاہوں کا مفصل تذکرہ تحریر ہے۔
ڈاکٹر سید احمد خاں مرحوم نے اسکی تصحیح کر کے ۱۸۶۲ء میں بمقام کلکتہ سلسلہ کتب ہندیہ میں طبع کرایا ہے۔

[3] خواجہ ضیاء الدین کی دیگر تصنیفات کے بعض نام یہ ہیں۔ مآثر السادات۔ حسرت نامہ۔ تاریخ آل برامکہ وغیرہ
آخر الذکر کتاب ۱۲۸۰ھ میں بمبئی میں چھپی ہے۔

مردی بود شہاب[1] مہمرہ در اشعار امیر خسرو ذکر وی آمدہ است کہ او را تقدم گونہ
ازاں مفہوم میگردد آنجا کہ گفتہ است ؎

زلزلہ افگند در گور شہاب مہمرہ

و دریں زمانہ از سخنان وی چیزے مشہور نیست۔

تاج زیرہ نیز شاعری بود کہ برائے شمس الملک کہ صدر زمان سلطان علاء الدین
بود و اکتساب فضائل نمود و اکثر فضلائے عصر بروی تلمذ میکردند و شیخ نظام الدین اولیا
قدس اللہ سرہ نیز در آوان طالب علمی نزد وی مقامات حریری خواندہ گفتہ است[5]

صدر اکنوں بکام دل دوستاں شدے   مستوفی ممالک ہندوستاں شدے

و در زمان دولت سلطان علاء الدین دہلی تحط رجال افاضل و مجمع فضلائے کامل بود
باوجود جہل و مکابرہ و بیگانگی و بے پروائی و عدم اعتنا و التفات کہ آں مرد با
طائفہ داشت خاصیت آں زمان چنیں افتادہ بود عمدہ فضلا و اشعر و اشہر
شعرائے آں وقت میر حسن و میر خسرو بودند علیہما الرحمہ والغفران اما

(بقیہ حاشیہ گذشتہ (۳) انگریزی میں گلاڈوین نے ترجمہ کیا جو فارسی متن کے ساتھ سنہ ۱۸۰۹ء میں
کلکتہ میں چھپا ہے۔

(۴) جرمن میں پروفیسر ایکن نے ترجمہ کیا جو سنہ ۱۸۲۲ء میں اسٹاکرٹ میں چھپا ہے۔

[1] شہاب الدین مہمرہ ان کے والد کا نام جمال الدین تھا۔ مہمرہ واقع مملکت فارس میں پیدا
ہوئے۔ ہندوستان میں آکر بدایوں میں سکونت اختیار کی۔ سلطان رکن الدین فیروز بن سلطان
شمس الدین التمش کے معاصر اور شیخ ضیاء الدین نخشبی کے استاد تھے۔ امیر خسرو کے قصاید میں ایک شعر
بھی ملتا ہے جس میں شہاب مہمرہ کا ذکر آیا ہے۔

در بدایوں مہمرہ سرمست بر چیز از خواب   گر بر آرد غلغلہ مرجان دہلی زیں لوا

شیخ عبدالقادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید بھی نقل کئے ہیں۔

گوشہ غربت خمول افتادہ واز مدح وذم ورد وقبول واعتقاد وانکار خلق دم بستہ وخود زبان کشادہ ذکر وی پیر در اخبار الاخیار کردہ شدہ است ونقلی چندار سالک سلوک کہ از میان تالیفات وی در بیان سخنان این قوم بدل نزدیک تر است ایراد یافتہ ودر بداول

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

طوطی نامہ کو مولانا نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں طوطے کی کہی ہوئی باون کہانیاں مذکور ہیں۔ ترکی۔ فارسی۔ اردو جرمنی اور انگریزی زبانوں میں اس کے متعدد خلاصے اور ترجمے ہوئے ہیں جنکی تفصیل ہماری کتاب اردوئے قدیم کے ضمیمہ دوم میں مذکور ہے اور اس کا اختصار یہ ہے۔

فارسی زبان میں طوطی نامے کے دو خلاصے ہوئے ہیں (۱) از شیخ ابو الفضل علامی اس کا نسخہ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے ص قصص ۱۲۵ (۲) از سید محمد قادری یہ ۱۸۰۱ء میں بہ مقام کلکتہ اور ۱۸۱۱ء میں بہ مقام لندن چھپا ہے۔

مولانا ضیاء الدین کا اصل طوطی نامہ حسب ذیل زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔

(۱) ترکی زبان میں بعہد سلطان سلیمان اعظم (۹۲۶ تا ۹۷۴ھ) ترجمہ ہوا اس ترکی ترجمہ کو جارج راسین نے جرمنی میں ترجمہ کیا ہے جو ۱۸۵۸ء میں لیپزگ میں چھپا ہے۔

(۲) دکنی زبان میں دو ترجمے ہوئے ہیں اور دونوں منظوم ہیں پہلا غواصی کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۰۴۹ھ میں تمام ہوا ہے دوسرا ترجمہ ابن نشاطی نے ۱۰۶۶ھ میں کیا ہے۔

(۳) انگریزی میں جیرالس نے ترجمہ کیا ہے جو ۱۷۹۲ء میں لندن میں چھپا ہے۔

سید محمد قادری کے خلاصے کے حسب ذیل تراجم شائع ہوئے ہیں۔

(۱) دکنی نثر میں۔ مترجم کا نام معلوم نہیں یہ ترجمہ ۱۱۲۲ھ میں تمام ہوا ہے۔

(۲) اردو نثر میں سید حیدر بخش حیدری نے ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی فرمائش سے ۱۲۱۶ھ میں ترجمہ کیا اور طوطا کہانی اس کا نام رکھا۔

اما آنچه گفته سعیده گفته و شیریں گفته سخن شیخ ایشاں در تمیز و تفرقه سخن هر دو بس است که فرمود خسرو ما دریائے شور است و حسن جوی شیریں۔

فصل

بعد از دور علائی علو مرتبه علم و فضل روی به تنزل و انحطاط نهاد و سخن رنگ دیگر گرفت تا آنکه سلطان محمد تغلق[1] از اقسام فضایل حظی وافر داشت. اما اتفاق فضلا که در زمان علاء الدین فراهم آمده بودند در زمان وی نبودند یکی از مشاهیر علما و اساتذه شهر مولانا معین الدین عمرانی[2] بود که بر کنز و منار و حسامی و تلخیص و مفتاح حواشی مفید و متین دارد و سلطان محمد او را به طلب قاضی عضد الملته و الدین الایجی بشیراز فرستاده و تحلیه و توشیح کتاب مواقف بنام خود استدعا نموده بود چون مولانا نزد قاضی رفت و بر سیر ولایت هندوستان ترغیب نمود و آنچه سلطان محمد درخواسته بود اظهار کرد بادشاه آں وقت نزد قاضی عضد آمد و تمامه ولایت با سلطنت پیش کش نمود قاضی طریقه حیا و انصاف را سلوک نمود هوائے سیر هندوستان از سر بر آورده و مواقف را هم بنام بادشاه بادشاه خود ساخت۔

و در عهد سلطان فیروز نیز علما و فضلا و فقها بودند که بر مسند درس و افاده جای داشتند و تاتارخانی[3] که کتابے طویل و بسیط در علم فقه است هم در عهد دولت

---

[1] سلطان بن تغلق شاه نے ۷۲۵ھ سے ۷۵۲ھ تک حکومت کی ہے۔

[2] معین الدین عمرانی ان کے لئے دیکھئے سبحة المرجان صفحہ ۳۔ ماثر الکرام صفحہ ۱۸۴۔

[3] تاتار خاں شمس سراج عفیف کی تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۳۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان اعظم تاتار خاں سلطان فیروز شاہ کے امرائے عظام سے تھا اور اسے علوم شرعیہ میں خوب مہارت تھی اس نے علما و ہیں دو مبسوط کتابیں مدون کرائی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر ہے جس میں مفسرین کے تمام توضیحات جمع کئے ہیں۔ دوسری فقہ سے تعلق رکھتی ہے اس میں تقریباً ہزار ہا مسائل فقہا کے اختلافات اور مسئلہ

امیر خسرو[1] سلطان الشعرا و برہان الفضلا است و وی عالمی بود از عوالم خداوندی
آنچه او را اطوار سخن و اقسام کلام از صنائع و بدائع و مضامین و معانی دست داده
کم کسی را داده باشد شعر بسیار گفته اما انتخابے نمودہ و دواوین متعدد جمع کرده و ترتیب
داده است[2] و در بیان کثرت اشعار خود سخنی خوشش طبعانہ بطریق ابہام و ایہام گفتہ
اشعارش از چہار صد ہزار کمتر است و از سیصد ہزار بیشتر و اما میر حسن اگرچہ شعر کم گفتہ

---

[1] امیر خسرو کے حالات مولانا شبلی نے شعر العجم اور مولوی سعید احمد مارہروی نے حیات خسرو میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ نیز دیکھئے کتب ذیل تذکرہ دولت شاہ سمرقندی طبع لاہور صفحہ ۱۵۸ اخبار الاخیار صفحہ ۹۶ بہارستان جامی صفحہ ۱۲۹ میخانہ صفحہ ۵۵ ہفت آسمان صفحہ ۲۳۶ خزانہ عامرہ صفحہ ۲۹ سفینۃ الاولیا صفحہ ۹۵ نتائج الافکار صفحہ ۱۴

[2] امیر خسرو نے اپنے اشعار پانچ دواوین میں مرتب کئے ہیں (۱) تحفۃ الصغر جس میں سولھویں سال سے انیسویں سال تک کا کلام جمع ہے (۲) وسط الحیواۃ جس میں چوبیسویں سال سے بتیسویں سال تک کا کلام شامل ہے (۳) غرۃ الکمال اس میں وہ کلام جمع ہے جو تینتیسویں سال سے بیالیسویں سال تک منظوم ہوا ہے۔ (۴) بقیہ نقیہ اس میں جو کلام جمع ہے اس کا تعلق عمر کے پچاسویں سال سے چونسٹھویں سال تک ہے۔ (۵) نہایۃ الکمال۔ اس میں آخری عمر کے منظومات جمع ہیں۔

امیر خسرو نے چار دواوین ترتیب دینے کے بعد ان کا ایک انتخاب مرتب کیا اور اس کا نام ارکع عناصر رکھا۔ یہ مجموعہ اس وقت بھی موجود ہے اور ۱۲۸۵ھ میں نول کشور پریس میں طبع ہوا ہے لیکن متن کے اس جملہ سے "اما انتخاب نمودہ" معلوم ہوتا ہے کہ یہ انتخاب جہانگیر کے عہد تک گمنام تھا اور عام طور پر مروج و مقبول نہیں ہوا تھا

[3] امیر حسن سنجری۔ ان کے حالات دیکھئے کتب ذیل میں۔ اخبار الاخیار صفحہ ۹۸ تذکرہ دولت شاہ صفحہ ۱۶۴ بہارستان جامی صفحہ ۱۲۹ نتائج الافکار صفحہ ۱۱۱۔ ان کا دیوان گذشتہ سال دہلی میں طبع ہوا ہے۔

شعر فارسی اوست و لامیة العجم[1] که قصیده مشهور است و فصحا و بلغائے عجم و عرب
به معارضهٔ آں دست زده وی نیز به معارضهٔ آں ایستاده از عهدهٔ آں بر وجه احسن
برآمده است و مولانا احمد تهانیسری[2] نیز بزبان عربی شعر گفته و قصیده دالیه او در نعت
بر فضل و بلاغت وی و اینها همه در اخبار الاخیار مسطور است۔

و بعد از زمان سعادت نشان فیروز شاه که او را ختم پادشاهان هند باید گفت
و بعد از وی مجموعهٔ سلطنت این دیار قطعه قطعه شده و مانند ملوک آفاق در هر ناحیه
پادشاهی پیدا آمده در زمان سلطان ابراهیم شرقی[3] که در جانب جونپور پیدا شده
قاضی شهاب الدین[4] زاولی دولت آبادی که شهاب ثاقب و کواکب دری

---

۱ لامیة العجم - عربی زبان کا مشہور قصیدہ ہے جسے مؤید الدین اسماعیل بن حسن بن علی محمد الکاتب
الطغرائی المتوفی ۵۱۳ھ نے ۵۰۵ھ میں بمقام بغداد نظم کیا ہے اور اس میں اپنی حالت
اور زمانہ کی شکایت بیان کی ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص۳۴۸

۲ مولانا احمد تھانیسری - مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی - قبر آپ کی قلعہ کالپی میں واقع ہے
اخبار الاخیار ص۱۴۲ سبحۃ المرجان ص۴۲ مآثر الکرام ص۱۸۶ تذکرہ علمائے ہند ص۱۸

۳ سلطان شمس الدین ابراہیم بن مبارک شاہ - جونپور کی سلطنت شرقیہ کا تیسرا حکمراں ۸۰۴ھ سے
۸۴۴ھ تک حکمراں رہا ہے بڑا ہی علم اور علم دوست و فرماں روا گذرا ہے اس کے حالات کے لئے
دیکھئے تاریخ فرشتہ جلد ۲

۴ قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی شاگرد مولانا خواجگی و قاضی
عبد المقتدر الشریحی - وفات ۲۵ رجب ۸۴۹ھ - بمقام جونپور مسجد سلطان ابراہیم کے جانب
جنوب ان کا مزار واقع ہے اخبار الاخیار ص۱۷۳ - سبحۃ المرجان ص۳۹ - مآثر الکرام ص۱۵۵
تذکرہ علمائے ہند ص۸۸

سلطان فیروز بنام تاتارخاں کہ از ارکان دولت وی بود تصنیف یافتہ و مصنف وے مولانا عالم اندپتی[1] است و بعضی گویند ایں تاتارخاں کہ ایں کتاب بنام اوست از امرائے علائی بود واللہ اعلم

ویکی از علمائے زمان فیروز شاہ مولانا خواجگی[2] بود استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی و مولانا احمد تھانیسری و قاضی عبدالمقتدر شریحی نیز از فضلائے ایں وقت بودند و قاضی عبدالمقتدر[3] با وجود علم شعر نیز میگفت و شعر عربی وی بہتر از

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) کی نسبت ان کے فتاوی جمع ہیں یہ دونوں کتابیں تفسیر تاتارخانی اور فتاوی تاتارخانی کہلاتی ہیں۔ تفسیر نایاب ہے۔ فتاوی بھی اگرچہ کمیاب ہے لیکن اس کے نسخے اکثر کتب خانوں میں مل جاتے ہیں۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک نسخہ جو نویں صدی کا مکتوبہ ہے نو جلدوں میں فن فتاوی کے نمبر ۵۸ تا ۶۶ پر محفوظ ہے۔

فتاوی کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اس کے مصنف کا نام امام الفقیہ عالم بن علاء الحنفی بتایا ہے۔ امام ابراہیم بن محمد الحلبی المتوفی سنہ ۹۵۶ھ نے اسکی تلخیص کی ہے۔ کشف الظنون جلد اول صد ۲۱۱ صد ۱۳۴

سلہ اندپتی۔ اندھپت۔ ایک قریہ کا نام ہے جو دہلی کے قریب وجوار میں آباد تھا تاریخ فیروز شاہی

سکہ مولانا خواجگی۔ مرید خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی۔ شاگرد مولانا معین الدین عمرانی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ امیر تیمور کی یورش کے بعد دہلی سے نقل مقام کرکے کالپی میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ ان کا انتقال ہوا۔ اخبار الاخیار صد ۱۳۹ ماثر الکرام صد ۱۸۵ تذکرہ علمائے ہند صد ۵۸

سته قاضی عبدالمقتدر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی۔ خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی و استاد قاضی شہاب الدین دولت آبادی وفات ۲۶ محرم سنہ ۷۹۱ھ مزار ان کا دہلی میں حوض شمسی کے جانب جنوب واقع ہے۔ اخبار الاخیار صد ۱۴۶۔ سبحۃ المرجان صد ۲۹۔ ماثر الکرام صد ۱۸۳۔ تذکرہ علمائے ہند صد ۱۳۳

وعبارات حشو ولاطائل بسیار آورده و باقطع نظر ازاں کتابی مفید و نافع و قابل تصحیح
وتهذیب است و بعد از قاضی شهاب الدین مولانا شیخ الهداد[۱] جونپوری که مردی
ملا درویش بود نیز قلم به تالیف و تحریر جاری ساخت و حواشی قاضی[۲] را شرح کرد و هدایه[۳]
و مدارک[۴] وغیره وی نیز شرح نوشت سوالهای وی قوی تر از جواب ماست و بعضی
دیگر از اهل آن دیار نیز حواشی قاضی را شرح[۵] کرده اند ولیکن شرح میان الهداد
نسبت بایشان قوی تر و موجه تر است و متعارف در آن دیار از علوم صرف و نحو
وفقه و اصول فقه بود و علوم دیگر از معقولات قلیل و نادر بلکه معدوم بود و یکی از
شعرای زمان سلطان فیروز بلکه بالاتر از آن مطهر کره[۶] بود سخن وی خالی از فصاحتی و

---

۱ شیخ الہداد جونپوری سنہ ۹۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے سلطان سکندر لودھی کے معاصر تھے
حالات کے لئے دیکھئے اخبار الاخیار صفحہ ۱۸۸ سبحۃ المرجان صفحہ ـــ مآثر الکرام صفحہ ۱۹۲ تذکرۂ علمائے ہند
صفحہ ۲۵ منتخب التواریخ صفحہ ۸۶

۲ حواشی قاضی سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب حواشی کافیہ مراد ہے۔ دیکھو
نوٹ (۱) متعلقہ صفحہ (۱۶)

۳ ہدایہ فقہ کی مشہور کتاب ہے جسے شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی المتوفی
سنہ ۵۹۳ھ نے تصنیف کیا ہے۔

۴ مدارک سے مشہور تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل مراد ہے جسے امام حافظ الدین عبداللہ
بن احمد النسفی المتوفی سنہ ۷۰۱ھ نے تصنیف کیا ہے۔

۵ شرح کرده اند۔ شیخ صفی الدین بن نصیر الدین۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے دختر زادہ تھے۔
انھوں نے بھی قاضی صاحب کے حواشی کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام غایۃ التحقیق ہے۔

۶ مولانا مطہر متوطن شہر کڑہ۔ مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی دیکھو اخبار الاخیار صفحہ ۸۳۔ ملا عبدالقادر
بدایونی نے لکھا ہے کہ ان کے دیوان میں پندرہ ہزار بیت ہیں اور ان کی اولاد اکبر کے عہد تک لکھنو

ایں دیار است پیدا شد او را در زمان او ملک العلماء میگفتند اگرچہ دراں زماں دیگر علما ہم بودند اما قبولی و شہرتی کہ او را حاصل شد دیگری را نبود خود تصنیفات وارد آثار موسوم بہ ست قبول و اشتہار مثل حواشی کافیہ کہ منقح ترین تصنیفات اوست و ارشاد و بدیع البیان و جز اں و بر بزدوی نیز شرحی دارد ناتمام و تفسیری دارد مسمی بحر مواج بعبارت فارسی کہ در رعایت سجع تکلفہا نمودہ و بجہت آں الفاظ

سلہ حواشی کافیہ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب المتوفی ۶۴۶ھ کا مشہور متن ہے۔ قاضی شہاب نے اس پر مبسوط حواشی لکھے ہیں جو شرح کافیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ کشف الظنون جلد دوم ص ۲۵۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر (۱۶۵) پر موجود ہے

سکہ ارشاد۔ یہ رسالہ علم نحو میں ہے اور ۱۳۰۹ھ میں حیدر آباد میں طبع ہوا ہے اس کا ایک خطی نسخہ جو ۱۰۸۹ھ میں مکتوب ہوا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں فن نحو کے نمبر ۵۵ پر محفوظ ہے۔

سکلہ بدیع البیان۔ یہ رسالہ علم بلاغت میں ہے۔ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کا نام بدیع المیزان لکھا ہے سبحۃ المرجان ص ۳۹ مآثر الکرام ص ۱۸۹

سکہ شرح بزدوی۔ امام فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی المتوفی ۴۸۲ھ نے اصول فقہ میں ایک متن لکھا ہے جو نہایت مشہور ہے اور عام طور پر اصول بزدوی کہلاتا ہے قاضی شہاب الدین نے اسی کی شرح لکھی۔

ہشہ بحر مواج۔ ضخیم تفسیر ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں اس کا ایک مکمل نسخہ چار جلدوں میں فن تفسیر کے نمبر ۱۳۵ تا ۱۳۸ پر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دو ناقص نسخے اسی فن کے نمبر ۹۷ و ۲۹۸ پر موجود ہیں۔ پہلی جلد جس میں صرف سورۂ بقر کی تفسیر ہے ۱۲۹۷ھ میں لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے۔

بود دیوانی دارد مشتمل بر قصیده و غزل و کتاب مثنوی نیز دارد مسمی بمهر و ماه و بعد از وی
پسر وی حیاتی[۱] فطرت و سلیقه درست داشت اگر دریں زماں می بود در شعر سر آمد
روزگار می شد میگویند که تاریخی نوشته بود بنام سلیم شاه مصنوع مطبوع که باقی نماند
و در زمان ما قریب بایں زمان والد کاتب الحروف شیخ سیف الدین[۲] بودند که
سیفی تخلص میکردند و در میان اقران خود از اهل هندوستان در سلامت سخن و درستی
زبان ممتاز بودند و رحلت آں عزیز از سرایں مسکین مطابق آں بیت ست که میر خسرو
در مرثیه پدر خود گفته است ؎

سیف از سرم گذشت و دل من دو نیم ماند
دریا رواں شد و دُرِ یتیم ماند

و ایشاں را رسایل ست بر طریقه تصوف و توحید و اشعار بسیار بود که اگر مفید
بجمع و تدوین آں می شدند دیوانی بهم میرسید و لیکن بے توجهی و بے تعلقی ایشاں
به مراسم عرف و عادت براں داشت که مقید برآں نشدند و بر مشرب ایشاں فنا و توحید
غالب بود جمله از احوال ایشاں در خاتمه اخبار الاخیار مذکور است از اخبار حقیقت
حال که ممکن نیست اطلاع براں مطلع میتواں شد و هم بزرگوار ایں خاکسار

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) شروع اور اپنے رشتہ شیخ سماء الدین کے تذکرہ پر ختم کیا ہے۔ یہ تذکرہ
سنہ ۱۳۱۱ میں دہلی میں چھپ گیا ہے بقول ملا عبد القادر بدایونی کے ان کے دیوان میں آٹھ نو ہزار
ابیات ہیں۔ مثنوی مہر و ماہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار
ص ۲۱۷ منتخب التواریخ ص ۸۶ و ص ۸۴ تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۱۸۸ محبوب الالباب ص ۳۴۲ تذکرہ
علمائے ہند ص ۴۲

[۱] حیاتی فرزند مولانا جمالی ان کا نام عبد الحی ہے سنہ ۹۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۹۵۹ھ میں انتقال کیا۔ اخبار الاخیار ص ۲۱۸

[۲] شیخ سیف الدین سیفی ان کا انتقال سنہ ۹۹۰ھ میں ہوا۔ حالات کیلئے دیکھئے تذکرہ اخبار الاخیار ص ۲۸۳ تا ص ۲۹۴

و ملا غنی بیست دیوانی دارد در قصاید کہ دریں روزگار کمیاب بلکہ نایاب ست
در اخبار الاخیار چند بیت از وے در ذکر شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ نوشتہ
شدہ است و در ہمان چہ و زمان مغیث ہانسوی[۵۱] نیز شخصی بود کہ بعالم فضیلت نسبتی
داشت در بیان صنائع و بدائع رسالہ دارد اما مشہور نیست و ذکری ازیں مرد
نیز در ذکر شیخ نصیر الدین محمود رفتہ است۔
دیگر ظہیر دہلوی[۵۲] بود کہ شیخ جمالی او را ظہیر می خواند بجہت عدم رطوبت سخن وی
و ایں شیخ جمالی[۵۳] در زمان سلطان سکندر لودہی و نصیر الدین ہمایون بادشاہ و از اکابر شہر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) میں سکونت پذیر تھی۔ منتخب التواریخ ص ۶۷

۵۱ شیخ مغیث الدین ہانسوی دیکھو اخبار الاخیار ص ۸ محمد بن قوام بن رستم بلخی نے ۹۵۱ھ میں
بحر الاسرار لطامی شرح لکھی ہے اس کے دیباچہ میں شیخ مغیث الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ
وہ اس زمانہ میں علم و فضل میں بے نظیر اور معانی و بیان میں بے عدیل ہیں اور ان کی تصنیفات
سے ایک کتاب بدیع الحکایات بھی بتائی اور اسے چند ابیات بھی نقل کئے ہیں۔
۵۲ مولانا ظہیر دہلوی۔ سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ بن فیروز شاہ تغلق (۷۹۶ھ تا ۸۱۵ھ)
کے درباری شعراء سے ہیں۔ ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ میں ان کے چند قصاید نقل کئے ہیں
اور ان کی نسبت لکھا ہے کہ الحق بعد از قاضی ظہیر شاعرے کہ شعرش کرا لے خواندن کند در
ہندوستان برنخواست۔ منتخب التواریخ ص ۲۳ و ص ۲۴
۵۳ مولانا جمالی دہلوی۔ شیخ سماء الدین دہلوی کے مرید اور سلطان سکندر لودہی کے ندیمان خاص سے تھے
انھوں نے عرب و ایران کی سیاحت بھی کی تھی۔ دوران سفر میں مولانا عبد الرحمن جامی اور شیخ
جلال الدین دوانی سے ملاقات کرنے کا بھی اتفاق ہوا تھا۔ ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں
۱۰ ذی القعدہ ۹۴۲ھ کو ان کا انتقال ہوا اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ سیر العارفین کے نام سے
ہندوستان کے مشائخین کرام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اس کو خواجہ بزرگ شیخ معین الدین چشتی سے

روزگار بود لیکن حیف که بجهت وقوع و هبوط در ورطه کفر و ضلالت رقم رد و
انکار و ادبار بر خود کشیده است و زبان اهل دین و ملت و دوستان و منتسبان
جناب نبوت را از بردن نام وی و جماعه قوم وی پاک دارد تاب الله علیهم
ان کانوا مومنین و از آنچه بشارت میدهد بخت اهل این روزگار به نعمتی که واجب است
شکر آن بر ذمه اهل انصاف وجود فرزند مسعود و نور دیده دانش و بینش نورالحق الملقب[1]
به مشرقی ست که شروق نیر فضل و کمال وی در هر دو طریق دانشوری و سخنوری با وسط
السماء استوا و اعتدال نزدیک به سمت الراس رسیده است یقین منست که اگر وی
توجه برگمارد و بر طریقه شعرای زمانه شب و روز به مشق سخن و فکر بشعر روی آرد حسنه
نظامی و خسرو را تتبع تواند کرد و جواب گفت ولیکن توجه و اشتغال وی بجانب علم
و صلاح و نفس الامر حالت آماده نمیگذارد که بطرف شعر و طریقه شعر روی آرد ایزد پروردگار
جل و علا کوکب سعادت و اقبال او را از افول و نزول نگاهدارد و فرزند عزیز محمد سلمه
نیز در علم و فضل تالی و تابع برادر ست و جوهر طبع او بجودت و سلامت و قوت و در علم و
عمل خصوصاً بعلم شریف حدیث موصوف و ممتاز است بلغه الله مبلغ الرجال

وصل

چون سخن باینجا رسید قلم حیران بایستاد و سر رشته گم کرد گویا فراموش کرد که غرض
از تمهید و ترتیب این مقدمات و ذکر این حکایات و شرح کلمات چه بود و موضوع
مسئله که بود من چون از اصل مقصود واقف بودم و بر باطن وی نیز اطلاع داشتم
دانستم که چه میخواهد و کرا می جوید و یاد که میکند خود را از وی بلکه از خود نیز دزدیدم
و روی در گریبان حیا و تشویر بپیچیدم پس نگاهی بجانب من کرد که حال چیست و
موجب ملال چه و گفت چه می اندیشی شرم از که داری بگو آنچه باید گفت و بیار آنچه

[1] نورالحق مشرقی ان کا انتقال سنہ ۱۰۷۳ھ میں ہوا ہے۔ حالات کیلئے دیکھو سبحۃ المرجان ص۵۴ مآثر الکرام ص۲۱۱ تذکرہ علمائے ہند ص۲۴۹

شیخ رزق اللہ مشتاقی[۱] تخلص داشتند از نوادر روزگار و مردی کامل و مستقیم و سالک
طریق قویم بوده از اہل عشق و ذوق بود و بزبان فارسی و ہندوی نظمہای دل پسند
دارند و بیان ایشان کہ بزبان ہندیست مشہور داشت و تاریخ واقعات مشتاقی کہ
در احوال سلطان بہلول لودہی و جماعت تصنیف ایشان است در فارسی مشتاقی
تخلص دارند و در ہندوی راجن و مولانا حسین نقشی و شیخ تاج الدین و مولانا علی احمد
نشانی[۲] نیز از فضلا و شعرا و اصفیای وقت بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و دیگر از علماء و
فضلا و شعرا درین شہر و شہرہای دیگر از ہندوستان بودند کہ ذکر ایشان طولی دارد
و قصد متعلق بذکر جماعہ از گذشتگان شدہ کہ اثری و تالیفی گذاشتہ‌اند ذکر اسمای
اشخاص دیگر از آنہا کہ درین خیر و زمان زبان شاعری کشادہ و داد سخنوری دادہ
است فیضی[۳] آگرہ است کہ در فصاحت و بلاغت و متانت و رصانت سخن ممتاز

۱؎ شیخ رزق اللہ مشتاقی ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ۲ ربیع الاول ۹۸۹ھ کو انتقال کیا۔ حالات کے لئے دیکھو اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۷۔ تذکرہ علمائے ہند صفحہ ۶۳۔ ان کا تخلص فارسی میں مشتاقی اور ہندی میں راجن تھا۔ ہندی میں انھوں نے دو رسالے لکھے ہیں پیم بن اور جوت نرنجن یہ دونوں منظوم ہیں۔ واقعات مشتاقی کے لئے دیکھو ایلیٹ کی تاریخ ہند جلد چہارم صفحہ ۵۳۴

۲؎ مولانا حسین نقشی اور ان کے فرزند علی احمد نشانی دور اکبری کے مشاہیر علما سے تھے ملا عبد القادر بدایونی نے لکھا ہے کہ پدر و پسر دونوں کو مہرکنی میں کمال حاصل تھا۔ لوگ ان کی مہروں کو نادرہ روزگار سمجھ کر بطور یادگار ایران خراسان اور عراق میں لے جاتے تھے۔ منتخب التواریخ صفحہ ۵۳۔ علی احمد نشانی جہانگیر کی مجلس سرود میں جلوس کے پانچویں سال شب دوازدہم محرم ۱۹ھ کو انتقال کیا ان کے انتقال کا واقعہ خود جہانگیر نے تزک میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے دیکھو تزک جہانگیری جلد اول صفحہ ۸۳

۳؎ شیخ فیضی فرزند شیخ مبارک ناگوری۔ ان کے حالات و تصنیفات کے لئے دیکھو دربار اکبری صفحہ ۲۵۹ شعر العجم جلد سوم صفحہ ۳۱

دا ابهام و شطح و طامات نگاهداشته و بخوض در کشف حقایق وجود و حقیقت ذ
حق و صفات وی عز و علا جرات و گستاخی ننموده و از دائره عبودیت بیرون
و چون دیگران در مقام عزت جناب نبوت و اد عا کمال به متابعت و تحلی با حوا
تشریف و اتصاف بصفات وی صلی الله علیه وسلم از طریق تادب بدر ننهاده و
و اعتماد بنفس در احوال و مقامات مقربان درگاه و بزرگان راه نه پیچیده و زبا
از طعن و تنقیص عزیزان و بزرگان نگاهداشته از راه دیانت و احتیاط پای نکشه
در ورطه گستاخی و خلاف فرو نرفته و اگر فضلا و شعرا در اکثر دواوین در فنون شعر و مدح
ملوک و امرا خود در اطوال عشق بازی مجازی افسانه خوانی و قصه پردازی کرده در دام
و لهو و لعب افتاده اند تو باری کتب و صحائف در علوم شرعیه و تفسیر کتاب الله و شرح
و احادیث رسول الله و نعت و منقبت انبیا و اولیا و حالات و مقامات و حکا
ایشان جمع کرده و بصراط مستقیم و طریقه قویم دلالت و هدایت نموده در مهوای ضلالت
و کو طبیعت فرو نرفته ز دار و ز د این انشاء الله کتاب را اصحاب الیمین بدست راست
تو دهند و بخواندن کتاب الابرار که در علیین ست امر کنند آن زمان که چه خوانده و
چه نوشته چنانکه امیر خسرو گفته است ؎

باش تا پرده برانداز و جهان از روی کار ۔۔ آنچه امشب کرده فردات گردد آشکار

و در قران السعدین خطاب بنفس خود کرده فرموده است

مثنویات

نامه عمرست بسوادی گذشت ۔۔ عمر به بیهودن باد سے گذشت
سوخت و لت زین رقم دود خام ۔۔ پخته نشد در پے سودا سے تمام
زانچه بگفتی به خطا و صواب ۔۔ چون تپ بپرسند چه گوئی جواب
این رقم امروز که سودائے تست ۔۔ سلسله گردن فردائے تست
گیر که نظمت سخن از در کند ۔۔ کس به دروغی چه تفاخر کند

داری گفتم شرم ازان دارم که سخن در باب علم و فضل و صلاة فضلا میرود و آنکه در هر دوری
نوبتش به که رسید و سکه بنام که زدند که این کار را نو کرد این امر را تجدید نمود و من مفلس بینوای
بی پا یه را چه یارا که درینجا دم زنم و چه مجال که درین مقام بایستم و به چه نسبت خود را بیام
هر یکدام ستا بهت زبان کشایم گفت تواضع نیکوست و چشمه کرام است من تواضع
تواضع لله رفعه الله ولیکن در راستی جای و صدق مقام تکلف است آنچه راستی است
بی تکلف باید گفت و گوهر صدق در رشته انصاف سفت

اگر صدق داری بیار و بیا   براه تکلف مرو سعد یا

دیگر عذر چیست من خود هم زبان و همراز و همدم و هم ساز توام و هرچه از دل تو بر آمد همه
بر زبان من رفته و در ضمیر من گذشته است حالت سخن ترا من نیک می دانم و عیار دانش ترا
بهتر می شناسم و آنکه حاسه فطرت وی سلیم ست و ذائقه ادراک وی صحیح نیز لذت آن خواهد
یافت و داد انصاف داد رحم الله من انصف

برسر هر نامه که آصف نوشت   قد رحم الله من انصف نوشت

و خود طالبان بسیار ند مرذوقها مختلف و مقاصد و مطالب متعدد یکی طلب و
ذوق چیزی دارد و مقصود و مطلوب او طریقی ست و دیگرے را حال برعکس افتاده
اگر یک معلول منکوس الحال صفراوی مزاج را حلاوت چیزے در کام وقت شیرین نگفتد
بیان ندارد و همه چیز برای همه کس نیست و لله الحمد که در سخن از جاده دین بیرون نیفتاده
عنان بدست نفس و هوا نداده و اگر احیاناً بجهت غلبه حال و انبساط وقت از من طغیانی
جوشی پیدا آمده و مستی سر برزده باشد تو بدستاری توفیق و نصرت و تائید حق بدرستی
زمی مرا ازان ورطه بیرون کشیده براه راست آورده در حاق وسط طریق مستقیم
ی گردانیده و این وصیت که مشائخ برای تو نوشته و لا یتکلم بالحقایق والرقایق
ین للناس علم المعاملات و ما ینتبیون به عن العیوب بجائے آورده سخن را از ابهام

آورد دروی خریدار توان دید، خاطر از این معامله جمع کرده، از سود و سرمایهٔ آن تو میگذشته
بموجب فی الایام راحة سر بر بستر استراحت نهادم و تقلم که مبالغه درین کار روا داشت
گفتم که ای دوست دلنواز و ای یار غمگسار مرا درین معامله معذور دار که در چهار گوشه
خانهٔ خود بدیدهٔ امعان و انصاف دیدم چیزی نمی یابم که بکار آید جز آن که در طاق خانه
ورقی چند ابتر و پریشان افتاده می بینم تو خود در دیده میں اگرچه کار آمد نیست برگیر و بنویس
و بما این معامله تو می سپارم و ترا وکیل و خلیفه خود می سازم که اگر سهو و خطای راه یابد
منسوب تو باشد و من تهمت زده نشوم و در اصل بوجود و ظهور آن همه نیست و تو ئی نگارنده
و از کتم ضمیر بر زبان آرنده آن نخست علم بالقلم ذکر کرده و بعد از آن علم الانسان ما لم یعلم
گفت تو ئی با دوان فیض تو ئی کاروان علم تو ئی پاسبان نهم تو ئی نگهبان دانش گفت
من نیستم و کیستم من خیی ام مرا از زمین بر داشته و بر دست عنایت و اهتمام گرفته بحرکت قسری
می دارند و آلت کار کتابت می سازند غایت کار و مبالغه در اعتبار من آنست که مرا در
مرتبهٔ زبان نهند که البیان باللسان و بحقیقت زبان آلت عبارت و سخن آراستن
است و من واسطهٔ کتابت و حروف نگاشتن عرائس معانی از وی لباس الفاظ و عبارت
پوشیده و از من در حلیه حروف و کتابت جلوه گر شوند تو مرا از خاک مذلت بر دار و بدست
عزت بگیر و تربیت کن و کار فرمای از تو و کارگزاری از من خادم پروری از تو و خدمتگاری
از من این سخن از قلم شنیدم و جواب ناداده بخواب تغافل رفتم چون هم درین خیال بخواب
رفته بودم دران عالم نیز می بینم که همی فکر و همین اندیشه دامن گیر حال و پیرامون گرد خیال
است و بصورت خواب در کلل بر می پرم و چشم میکشایم قلم را می بینم بر بساط همت دل نهاده
و سر از پا نشناخته در خدمت ایستاده زبان خواهش دراز کرده آنرا در ساز نهاده مرا
بمن می گذارد و سر ازین سودا باز نمی دارد این بار چون رسم تکلف از حد گذشت و مجال
حیا تنگ آمد گفتم بگو چه می گوئی و بخواه هرچه میخواهی ظاهر آن میخواهی که این خرافات

تا بود اندر فن شعرت هوس | هر بدروغت نبرد نام کس
حاصل تزویر کم و کاستی است | رستن مرد از سبب راستی است
راستی آور که دروغت بس است | هرچه چنین ست چه نیکو کس است

وگفت قلم من میدانم که بعد از امیر خسرو رحمة الله علیه درین شهر و دیار آنچه از تو در کثرت تصنیفات وجود و اشتهار یافته از دیگری نشده فرق همین است که تصنیفات حضرت امیر در شعر است و تالیفات تو در شرع اگر طبائع اهل عالم باشعار مولع و مشعوف اما حال خواص اهل دین بخلاف آن موصوف است و شکر دیگر آنکه سخنان ترا گوارائی بست و کلمات ترا حلاوتی بخشیده اند که در دل اهل قبول جای میکند و بکام ارباب ذوق شیرین می آید و برهان باطن برین بشارتیست که از زبان بعضی ناظران عالم غیب که خوانندگان صحیفه لاریب اند یافته و نشان ظاهر آنکه خواطر خواص ازان راضی و ایدی عوام به نوشتن آن متقاضی است بهر تقدیر آنچه از غیب است بی عیب است هرچه تازه است لذیذ است بیار آنچه میدانی و توکل علی الله الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین۔

وصل

عالی که قلم این سخنان خوش آمد آمیز من گفت چون روی راستی داشت تاثیری کرد از خواب نیستی و گم نامی که فرو گرفته بود قدری بیدار ساخت و بین النوم و الیقظه چیزی حالتی دست داد گوش برآواز وی نهادم که چه میگوید و یکبته تفصیل سخن در نرفته و اول و آخر آن به تمام نه فهمیده این مقدار فرا گرفتم که دلی می دهد و همتی می بخشد نفسی بخود آمدم و خواستم که برخیزم و کمری بر بندم و در خانه وجود و موجود خود نگاه کنم مگر چیزی بیابم که پیشکش اصحاب کنم به قیاس عقل در رفته و حساب کار فهمید بحکم صاحب البیت ادری بما فیه دریافتم که متاعی در خانه نیست که بر سر بازار توان

چون رفته است

قصه ام را مکن ای همدم حاصل تکرار — که ملول آمده از قصه جانسوز ملول
گر چون جمله شد آن نیز چه باید بوده است — بشنو از مردم عاقل که فضول است جنون

اگر اختصار کنند حاصل قصه عالم درین یک کلمه تمام است که گویند پیدا گشتند
و ناپیدا شدند بودند و نابود شدند بودند و نبودند گفت حقیقت همین است که گفتی و که هر راز در
پیش اختصار و ایجاز سخنی اما در سماع تفصیل حال سالکان و به مقصد رسیدگان تعبیر
عرض الباب را که باعث طلب راهوی گردد و تازیانه ایست که مرکب شوق را نیز راند و گران
باشد یاری مرهم تقدیر به سامعه ترانه نواز دکه دل را مشغول به آن سازد و گفته من نی دانم که
عنایت و ترحم الهی دستگیر حال توشده ترا در کارے داشته و از نعمتهائے نامتناهی
خود محروم نگذاشته است آن عجب دریا برآمده و از شیوه خودستائی و خودنمائی مطلق تهی شده
بگوی و در راه کذب و مبالغه مپوی و اما بنعمة ربک فحدث گفتم تفصیل آن نیز در مواضع متعدد
مذکور و مسطور است مبادی احوال در خاتمه اخبار الاخیار که در ذکر مشائخ این دیار است و اوسط
در جذب القلوب که تاریخ مدینه مطهره است و منتهاها در زاد المتقین که در ذکر مشائخ حرمین
شریفین است ولیکن مجملی از آن به طریق اختصار و بعضی از آنچه که دران کتب مذکور نه از نشده
یارم تا به ذکر این غرض که تعداد و ترتیب تالیفات است اتصال و انجرار یابد بدانکه چون
صانع پروردگار از اول فطرت این غریب خاکسار را منتاخواص مخصوص گردانیده بود و هم
در عنفوان جوانی که اوان نشو و نما کامرانی است اقسام علوم عقلی و نقلی تحصیل کرده و تکمیل
نموده و بعد از تحصیل و استفاده به درس و افاده مشغول شد و هم درین ایام به توفیق و تائید
الهی به حفظ قرآن مجید مشرف شده و به جاذبه غیبی ترک دیار و مفارقت اهل و عیال گفته
و در وادے طلب و غربت افتاده به موطن امداح و مستقر قلوب که بیت رب العالمین و
درگاه سید المرسلین است روئے آورده به انعام عام و خاص به طریق عموم و اختصاص

چند که آنرا نصیحتها و تالیفات نام می نهند بر روی کار آرم و عدد آنها بشمارم و نام های
آن را بر صفحهٔ اظهار بنگارم و آن را در رشتهٔ تنسیق و ترتیب در آرم گفت این خود حکایت
و ندی ارادهٔ ایهم نیز همین بود این چنان کاری نیست و مرطبع از آن بار می. آن همه
نوشته کرد و شناخته شما اکنون آرزو. بس و خواهشی دیگر در دل راه می یابد که از گذشته
احوال خود چیزی بگوی و از مبادی حال تا اکنون که آخر صحبت است بجوانی که چه کردی
و کجا بودی و چه دیدی و چه نمودی اکنون و رچه فکری و چه خیال داری بگو اگر طاقت مجال
مقال داری ست

عمر بر سنتان خوش ست بگو نالهٔ عاشقان نکو ست بنال

گفتم این سخن بی فائده و لاطائل است و موجب تضییع وقت و حکم تحصیل حاصل دارد

مجموع اوقات و احوال سه حالت است طفلی و جوانی و پیری طفلی نادانی است جوانی برپایا
پیری ناتوانی. طفلی قصور است جوانی غرور پیری فتور طفلی لیتی ست و جوانی مستی و پیری
سستی مرا خود حاصل عمر همین و نشاط بود. خردی و پیری و جوانی ندانم که چیست و تمتع
از جوانی کیست

من ندانم که زندگانی چیست کامرانی چه و جوانی چیست
روزگاری خوشی کرا گویند دل خوش در جهان کجا جویند
وصل یا کام دل چه می باشد کامیاب از جهان که می باشد
آنکه او دید چهرهٔ مقصود کیست در عالم و که خواهد بود
آنکه مقصود یافت در عالم که بود ذرو بنا به اعلم

مجمل احوال فقیر درین فقره منشرح است دیوانی حقی که حیران و سرگردان راه
تنزل و ترقی است. مجبوری بود که چندگاه به تاثیر صحبت فرزانگان بحکم الجنون فنون در
احاطه و احراز فنون کوشید و در آخر به مصداق الجنون فنون بی حوصلگی نموده هم بر سر

فہرست تصنیفات شیخ عبد الحق محدث دہلوی

الموسوم بہ

تالیف قلب الالیف بکتابۃ فہرست التوالیف

الحمد للہ منزل الکتب السماویہ والصحف المکرمہ المرفوعۃ المطہرۃ علی الارواح
القدسیہ العلویۃ الرسلیہ لہدایۃ النفوس السفلیۃ الارضیۃ والصلوۃ التامۃ المبارکت
الزکیۃ البہیۃ علی الجوہر الاول والآخر المحمدی حافظ اللوح المحفوظ مبین الکتاب المبین
وعلی اہل بیتہ الاطہار وصحابتہ الاخیار واتباعہ الابرار مفسری الکتاب ومفصلی الخطاب
ومحی علوم الدین سپاس وستایش مر پروردگار علی الاطلاق ومفیض اقسام ارزاق راکہ عطائے
اورا پایاں نیست وفیض اورا انقطاع نہ خدائے بے مانند بے ہمتا کہ بخشندۂ عطایا وبخشایندۂ
خطایاست تعالیٰ شانہ وعظم برہانہ وجل جلالہ وکثر افضالہ ودرود نامعدود ورحمت نامحدود بر
فہرست دیوان رسالت وملخص کتاب سعادت کہ مہتر عالمیان ودانش آموز انس وجان و
استاد پیشینیان وراہ نمائے پسینیان ست وبر فرزندان ویاران او کہ مجموعۂ فضل وکمال
وجامع مراتب علم وحال وکتب علوم دین وابواب وفصول کتاب مبین اند افاض اللہ علینا
من انوارہم ونفعنا ببرکاتہم وبرکات علومہم۔ بعضے از اصحاب فضل وکرم کہ اہتمام بستان
فضل وعلم وعنایتی بحال ایں ضعیف داشتند بعضے از مسودات ایں مسکیں را طلب می نمودند

از آنجا به حرمین شریفین بعد از حصول حج مشرف گشته و به سعادت لقای شریف وی صلی الله علیه وسلم مکرر مشرف
شده و استماع حدیث در منام از حضرت سید انام علیه الصلوة والسلام بی واسطه نموده
و از آنجا به مقصود یافته مدتی به تجوید قرآن عظیم و علم قرائت و خدمت علم حدیث رسول کریم
مشغول شده و به اجازت نامه عام شامل و کامل تمامه کتب احادیث و سائر علوم دینیه
از علمای کرام آن عالی مقام علیهم رحمة الله الملک العلام خصوصا از حضرت شیخ اجل اکرم
اوحد امجد عبد الوهاب متقی قادری شاذلی قدس الله روحه و اوصل الینا فیوضه مشرف شده
فتوحه به تلقین ذکر و اسرار خلوت و خلافت و برکت و مشرف و فائز شده به تعلیمهای بشارت
از خدمت وی در حصول انوار و آثار نتایج و ثمرات برکت و التزام مقام صدق و استقامت
در نشر علوم دینی و حصول مواهب یقینی مشرف و مبشر گشته رجوع و عود به وطن مالوف مامور
و مکلف گشت و هر چه بر زبان قلمش ازین باب جاری شده همه از رشحات باطن و ظاهر
آن خاطر دریا مقاطر است و این توالیف که معدود خواهند شد وجود آن بعد از قدوم
برکت لزوم این سفر مبارک اثر است مگر اخبار الاخیار و آداب الصالحین و یک دو
رساله دیگر در نحو و مناظره که سویده آن پیش از آن در اثنای طالب علمی صورت یافته بود
و به تبییض و ترتیب و تنقیح آن نیز بعد از آن اتمام یافت و اکنون اندر احصار توالیف سخن
تمام کنیم و چون در اسامی آن رساله جدا اسمی به تالیف قلب الالیف بکتابة فهرست التوالیف
نوشته شده بود به همان صورت نقل کنم و چون آن کتب و رسایل درهم بود بعضی به نمط عربی
و پاره به زبان فارسی وصف عربی به عربی کرده شد و فارسی به فارسی و هذا

۳۔ ومنہا اشعۃ اللمعات فی شرح المشکاۃ[1] شرح فارسی مشکاۃ است کہ در قدر و مرتبہ کم از شرح عربی نیست و در تنقیح و تہذیب و ضبط و ربط راجح و فائق، و در حجم و ضخامت زیادہ از آں آں [illegible] لطیفہ [illegible] بسیار مرغوب و مقبول آرد کتابت آں [illegible] ہزار بیت باشد۔

۴۔ ومنہا جامع البرکات منتخب شرح المشکاۃ مجموعہ آمدہ است شامل فوائد کثیرہ و عوائد غزیرہ [illegible] از ہر باب یک دو متن حدیث ذکر کردہ و در باقی احادیث بہ مضامین آں اکتفا کردہ و اختصار نمودہ شدہ است و کتابت آں [illegible] دو ہزار بیت باشد۔

۵ ومنہا مدارج النبوۃ و مراتب الفتوۃ[2] در سیر حضرت سید مختار و امام المتقین والابرار صلی اللہ علیہ وسلم مقدار [illegible] و دو ہزار بیت۔

۶ ومنہا مطلع الانوار البہیۃ فی الحلیۃ النبویۃ مقدار یکہزار بیت

۷ ومنہا ذکر اجازات الحدیث فی القدیم والحدیث

۸ ومنہا اسماء الاستادین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۹ ومنہا فصول الخطب [illegible] الرجب ۔

۱۰ ومنہا تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف فی باب اخلاص الصوفیۃ قدس اللہ اسرارہم المسمیٰ بالتنبیہ علی ما صدر من احبارہم من احوالہم تحدیثاً بنعمۃ اللہ انہا من باب الکر

---

[1] اشعۃ اللمعات۔ فارسی زبان میں شاہ صاحب نے اسے لمعات کے بعد تصنیف کیا ہے برٹش میوزیم میں اس کا جو مخطوطہ محفوظ ہے اُس کی جلد آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے [illegible] ہجری میں تمام کیا ہے یہ کتاب دو جلدوں میں [illegible] میں نولکشور پریس لکھنؤ میں چھپ گئی ہے۔

[2] مدارج النبوت۔ یہ کتاب [illegible] میں مدراس میں اور [illegible] میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبد المجید ساکن پیلی بھیت نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو معارج النبوت کے نام سے [illegible] میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

تا مطالعہ کنندیا استکتاب نمایند وحیران در نظر دانش وبینش چیزی چناں شود کہ بکار آید
واگر بود در آنجا اقسام فنون متعدد بود از علوم ادبی ملیان عربی و برخے بزبان پارسی و بہمہ
کس کارآمدنی نہ فہرستی در ابتدا آں نگاشتہ عرض داشتم تا ہر چہ ازاں اختیار افتد و بہ مذاق
وقت موافق آید نخست فرستم و بعد ازاں نیز ہر کس از ایں الواں کہ باماندہ ام بہ خوش
دارد فائدہ بردارد و امید تقبلہ ۔ ۔ استحیٰ و عدم استطاعت وضعف بالی بتشاءت متعالی
و معصور نظری و قصور فکری ملتمس از اہل فضل و ارباب کرم آنکہ عیوب دلالت ابن مسکین را
بپوشند و در اصلاح توفیق آنچہ ارخطا و سہو راہ یافتہ باشد بکوشند و ارجو من اللہ الکریم
حسن القبول و نیل المامول او ست ثواب لوتی و عدر نیوش و ہو الکریم الوہاب ۔

۱۔ **فمنہا** لمعات التنقیح[۱] فی شرح مشکاۃ المصابیح و ہو اجل و اعظم و اطول واکمل
ہذہ التصنیفات و قد جاء بتوفیق اللہ و تائیدہ کتابا حافلا شاملا مفیدا نافعا فی شرح الاخبار
النبویۃ علی مصدرہا الصلوۃ والتحیۃ مشتملۃ علی تحقیقات مفیدۃ و تدقیقات بدیعۃ و فوائد شریفۃ
و نکات لطیفۃ و احوال کیفیات مکتوبۃ فی دیباجۃ قریبۃ من تمامیں الف بیت
۲۔ **ومنہا** اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکاۃ آتنا عشر الف بیت و کسر

---

[۱] لمعات التنقیح ۔ امام بغوی ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی المتوفی ۵۱۶ھ نے کتب صحاح کی احادیث
و روایات کو حذف کر کے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ مرتب کیا اور اس کا نام مصابیح السنۃ رکھا ۔
ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب نے اس پر نظر ثانی کی اولاً احادیث کو ابواب پر تقسیم کیا ثانیاً
رواۃ حدیث کے نام اضافہ کئے ثالثاً ہر حدیث کے ساتھ اُس کا حوالہ بھی لکھ دیا جس سے صاحب مصابیح
نے صرف نظر کیا ہے اس ترتیب و تبویب کے بعد یہ کتاب بالکل جدید بن گئی اور اسے مشکوۃ المصابیح
کے نام سے موسوم کیا اور سلخ رمضان ۷۳۷ھ کو اس کی تالیف و تدوین سے فراغت حاصل کی ۔ لمعات کیا ہے
اس کے نسخے کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں ۔ فن حدیث نمبر ۲، ۱۰۲، ۸۳، ۳۳۶ ۔

وذکر بعضے از جمیع صلوات ماثوره از صحابه وسلف صالحین رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین
و این کتاب در متانت و رصانت الفاظ موافق شرافت و کرامت معانی آں نزدیک
بدرجه قبول اہل وصول واقع شده است نزدیک به ہفت ہزار و پانصد بیت

۱۳- **ومنها** احوال الائمه الاثنی عشر خلاصهٔ اولاد سید البشر مقبول و منتخب از کتاب مستطاب فصل الخطاب و ترجمه عبارات عربی وے و ترک سخنان فارسی علی حالها که امر واجب الامتثال بعضی از ارباب کمال نوشته شده مقدار ہزار و پانصد بیت

۱۴- **ومنها** زبدة الآثار منتخب بهجة الاسرار[1] فی مناقب الغوث الاعظم والنور الاتم الشیخ محی الدین عبد القادر الحسنی الجیلانی رضی الله عنه و کتاب بهجة الاسرار کتابیست مقرر معتبر مذکور مشهور بین المشائخ والعلماء صنفها بعض عظماء المشائخ المقرئین و بینه و بین الشیخ رضی الله عنه واسطتان وقد کتبت ترجمه فی طبقات المقرئین الذہبی اختصرها الشیخ محمد الجزری وقال قرأت ہذه الکتاب علی الشیخ عبد القادر الاسطوطی وکان من کبار المشائخ بمصر اکثر من ثلثة آلاف بیت

۱۵- **ومنها** شرح فتوح الغیب[2] مسمیٰ به مفتاح الفتوح لفتح ابواب النصوص و فتوح الغیب از تصانیف عظیمهٔ حضرت غوث اعظم ست که در تحقیق مقالات دین و کمالات

---

[1] اس کتاب کا پورا نام بہجۃ الاسرار و معدن الانوار فی مناقب السادۃ الاخیار من المشائخ الابرار ہے اور اسے شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف اللخمی الشافعی المعروف بابن جہضم الہمدانی مجاور حرم نے حدود ۷۲۶ھ میں تصنیف کیا ہے اس میں چالیس مشائخ ابرار اور صوفیا سے کبار کے حالات ہیں ابتدا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کے تذکرہ سے کی ہے اور اسے نصف سے زیادہ حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۰۴ھ میں مصر میں چھپی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سے صرف حضرت غوث اعظم کے حالات اختصار کے ساتھ نقل کیے ہیں اور مولوی عبد الاحد نے اردو ترجمہ کے ساتھ سنہ ۱۳۰۲ھ میں بمقام دہلی چھپوایا ہے۔

[2] یہ کتاب دہلی لکھنؤ اور بمبئی میں کئی بار چھپی اور عام طور پر ملتی ہے مولوی سید ابو الحسن نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو لکھنؤ میں طبع ہوا ہے۔

وعلیه الحال و بیان ان هذه الرسائل الاربعة مقدار ثلثه او اربعه آلاف تخمینا

۱۱ **ومنها** الطریق القویم فی شرح الصراط المستقیم[1] نام اصل متن سفر السعادت است که مشهور میان مردم به صراط مستقیم شده و در وقت کتابت شرح چوں باسم اول مذکور و مسطور شد به همیں نام مسطور گشت و اگر اسم ثانی را در نظر آرند سلوک طریق الافاده فی شرح سفر السعادة نام نهند و کتاب مذکور تصنیف شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس ست و مقصود وی دریں کتاب آنست که اعمال شریفه حضرت نبوت را از عبادات و عادات باحادیث اثبات کرده تصحیح نموده و مردود آں کار بر آنچه مخالف آں از مذاهب اربعه واقع شده تصریح کرده است پس در شرح تائید مذاهب اربعه و اثبات آں باحادیث خصوصا مذهب حنفی و معارضه کلام مصنف که ادعای صحت احادیث موافق مدعائے خود نموده در رد و ابطال بر خلاف آں کشیده است کرده شد و ایں حکایت در دیباچه کتاب بهبا تر ازیں گفته شده است کتابے آمد حافل شامل نافع جامع طریقه فقه و حدیث مقدار کتابت وی قریب سی هزار بیت خواهد بود

۱۲ **ومنها** جذب القلوب الی دیار المحبوب[2] تاریخ مدینه مطهره در بیان اسماء و فضائل و منافع ایں بلد کریم و احوال ساکنان وی از زمان قدیم و ذکر فضائل مسجد شریف و مقامات متبرکه و احکام و آداب زیارت قبر شریف و اقامت در آں عالی مقام در رجوع بوطن بالخیر و السلام و بسط کلام در اثبات حیات انبیا علیهم السلام و ذکر فضائل و آداب صلوٰة بر سید المرسلین صلی الله علیه

---

[1] سفر السعادة شیخ مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراهیم الفیروزآبادی المتولد ۷۲۹ھ به کازرون والمتوفی ۸۱۷ھ بزبید ہے۔ شیخ صاحب کی شرح ۱۸۷۱ء میں نولکشور پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی ہے اور صحیح کتاب ہے

[2] جذب القلوب۔ یہ کتاب ۱۲۶۳ھ میں کلکتہ میں اور ۱۸۷۶ء میں لکھنؤ میں چھپی ہے۔ مولوی عبد الحق بن غلام رسول بن ولی اللہ نے ۱۲۵۹ھ میں بہ زبان اردو اس کا ترجمہ کیا جو مرغوب القلوب کے نام سے ۱۲۶۴ھ میں لکھنؤ میں چھپا ہے۔

ہزار بیت و چیزی رسید و مسمی بذکر ملوک کہ متضمن تاریخ اوست گفت

۲۰۔ **ومنہا** تحقیق الاشارۃ الی تعمیم البشارۃ فی اثبات البشارۃ بالجنۃ لغیر الاصحاب العشرۃ المشہورین بالعشرۃ المبشرۃ وعدم اختصاصہم بہا و بیان سبب اشتہار ہم بذلک و عدۃ مباحث متعلقۃ بہذا الباب مع ذکر شئی من قواعد اصول الحدیث فی مقدمۃ الکتاب وایراد نبذۃ من فضائل اہل بیت الرسالۃ سلام اللہ علیہم فی خاتمۃ الکتاب واللہ الملہم للصواب والیہ المرجع والمآب۔ زہار ثلثۃ آلاف بیت

۲۱۔ **ومنہا** جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین جمعت فیہ مقاصد مختلفہ فی ابواب العلم وارجو من اللہ ان یوفقنی لشرحہا انہ خیر موفق ومعین مقدار چہار صد بیت

۲۲۔ **ومنہا** ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین

۲۳۔ **ومنہا** المطلب الاعلی فی شرح اسماء اللہ الحسنی وصفاتہ العلی ہزار و پانصد

۲۴۔ **ومنہا** ترغیب اہل السعادات علی تکثیر الصلوٰۃ علی سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم مشتمل بر فوائد این عمل عظیم الشان و ذکر صیغ ماثورہ در آں و ذکر صلوات منقول از بعضی مشائخ عظام علیہم التحیۃ والاکرام قریب ہزار بیت و پانصد بود و بعد از ان ضعیفی آں ہدر گشتہ۔

۲۵۔ **ومنہا** الاجوبۃ الاثنا عشر فی توجیہ الصلوٰۃ علی سید البشر رسالہ حوت توجیہات التشبیہ الواقع فی الصلوٰۃ علی نبی الکریم اللہم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم جمعتہا فی مجلس واحد من وقت السحر الی طلوع ذکاء مع ما وقع فی البین من الصلوٰۃ والورود والدعاء مقدار اربعمایۃ بیت و کسر

۲۶۔ **ومنہا** تحقیق ما ثبت بالسنۃ[1] من الاعمال فی ایام السنۃ اورده فیہ الاحادیث

---

[1] یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوئی ہے۔ مولوی سبحان بخش نے اس کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کے ساتھ بین السطور چھپا ہے۔

اہل یقین موافق لسان رسالت وزبان نبوت است چنانکہ شان معارف صدیقان آست
فرمودہ اند دہ ہزار بیت

۱۶ **ومنہا** الانوار الجلیہ فی احوال المشائخ الشاذلیہ ذکر فئہ شاذلیہ رحال من خطائہم وعلائہم باعث بر تصنیف ایں رسالہ وتحصیل ایں سعادت وقوع ذکر ایں اعزہ بود در رسائل ایں فقیر بنقل کلمات وحکایات ایشاں چنانکہ در خطبہ رسالہ گفتہ شدہ است کلمات لطیف وفواید شریف ومعانی غریب از انفاس یقینیہ ایں قوم دارد کہ بغایت نافع وسود مند است قریب بہ چہار ہزار بیت

۱۷۔ **ومنہا** زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین در احوال شیخ عارف کامل متبع علی متقی وخلیفہ راستین وی شیخ ولی مقتدا عبد الوہاب متقی قدس اللہ سرہما وبعضی دیگر از مشایخ از دیار عرب وعجم واہل حرمین شریفین بزادہما اللہ تشریفا وتعظیما رسالہ ایست بسے مفید ونافع مر قاصداں صراط مستقیم وسالکاں طریق قویم را دریں رسالہ تقریب بعضی احوال ایں غریب وتشرف بخدمت حضرت شیخ نیز مذکور شدہ است مقدار چہار ہزار بیت

۱۸۔ **ومنہا** اخبار الاخیار[1] فی احوال الابرار در ذکر احوال مشایخ وعلما وصلحا ایں دیار نسخہ اصل مقدار پانزدہ ہزار بیت بود ومسوسط دوازدہ ہزار ومنتخب آخر کہ قرار یافتہ نہ ہزار بکسری ومثبت دریں مجموعہ نسخہ متوسط است وایں اول تصنیفے است کہ رقم زدۂ کلک ایں مسکیں شدہ است اگرچہ بہ حسب لفظ وعبارت نہ دراں مرتبہ است ولیکن بہ سبب اشتمال بر احوال وحکایات وکلمات بزرگاں بغایت شیوع واشتہار موسوم گشتہ است۔

۱۹۔ **ومنہا** تاریخ سلاطین ہند[2] اصل مسودہ مقدار سہ ہزار بیت بود وبعد از ضم احوال سلاطین اکناف واطراف ایں ولایت کہ در جمع سابق ناقص ماندہ بود بہ چہار

---

[1] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۲)

[2] اس کتاب کے لئے دیکھئے کتاب ہذا کے صفحہ ۶ کا حاشیہ نمبر (۱)

۳۲ **ومنها** تکمیل الایمان وتقویة الایقان[1] در بیان عقاید اہل سنت و جماعت بایراد عبارت عربی عقاید و شرح آں در بیان وارسی باذکر فواید شریفه و نکات لطیفه در علم کلام در بعضے مسائل خیر و مسائل خلافت قریب سه ہزار بیت

۳۳ **ومنها** تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف از نا در تلثة آلاف بیت

۳۴ **ومنها** توصیل المرید الی المراد بیان احکام الاحزاب والاوراد در بیان علوم و قواعد متعلقه باوراد و ادعیه و احزاب و توفیق میان مذہب محدثین و مشایخ که در تصحیح و تضعیف بعضے اعمال دریں باب اختلاف دارند مشتمل بر بہی و صل و ایں رساله توطیه و تمہید رساله دیگر است که در دی اوراد و احزاب که به اجازت مشایخ پیوسته و به عمل کاتب حروف در آمده جمع کرده شده و مجموع رسالتین مسمی است باین اسم مقدار سه ہزار بیت

۳۵ **ومنها** تسلیة المصاب بسبیل الاجر والثواب در بیان صبر بر مصائب و بلایا و تنبیه بر وجود نعم خفایا و تحقیق معنی اجابت و منع در دعا و سلوک طریق رضا و تسلیم در ورود احکام ارادیه قهریه و باب کریم و تادب آلہی بترک طلب و سوال باختلاف اوقات و احوال مقدار ہزار بیت و کسری ـ

۳۶ **ومنها** شرح الصدور به تفسیر آیة النور ہزار بیت کسری

۳۷ **ومنها** الدر الفرید فی بیان قواعد التجوید رساله مختصره مضبوط مع شرحه بهذا النمط ممزوجا بالمتن نحو امن الالف و خمسمایة بیت

۳۸ **ومنها** البناء المرفوع فی ترصیص مباحث الموضوع فیه مباحث شریفه منقوله من شرح الشمسیه و شرح المطالع و حواشیها مع ایراد بعض نکات الشیخ بالفکر العاثر فی بیان کوامنها و عوامضها نحوا من الف بیت و کسر

---

[1] یہ کتاب دہلی اور لکھنؤ میں کئی بار چھپی ہے ـ

الواردة فيما جاء فيه من الاعمال فی الایام والاشهر ولیالیها مثل الصلوة والصیام فی یوم عاشورا ولیلة النصف من شعبان وغیر ذلک من الزمان صحاحا وحسانا وضعافا وموضوعات نحو امن الفی سیتہ او اکثر قریب من ثلثه

٢٧ ومنها التعلیق الحادی علی تفسیر البیضاوی[۱] علی ربع الجزء الاول نحو امن عشرة الاف ونسال الله التوفیق بان یضاف علیه ان شاء الله من غیر تکلف واعتداء

٢٨ ومنها هدایة الناسک الی طریق المناسک رساله ایست مضبوط منقح که در وی مناسک حج وآداب زیارت بجهت سالکان این راه وقاصدان این درگاه ذکر کرده شده ریک بدو هزار بیت

٢٩ ومنها رساله نوریه سلطانیه دربیان قواعد سلطنت واحکام وارکان واسباب وآلات تحصیل آن واوضاع وآداب این امر عظیم الشان قرین باسم سامی سلطان آنوقت وملک الزمان خلد الله فی مراضیه ملکه وسلطانه واعلا امره وشانه نزدیکست به هزار بیت

٣٠ ومنها آداب الصالحین منتخب از ربع العادات از کتاب احیاء العلوم[۲] الذی دربیان آداب اکل وشرب وسفر ومعاشرت ومصاحبت باصناف انام از ازواج واولاد واصحاب وخدام مقدار سه هزار ویانصد بیت

٣١ ومنها مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین در جمع میان شریعت وحقیقت وذکر بعضے از اوضاع وافعال مشایخ صوفیه قدس الله اسرارهم ومواخذه فقها بر ایشان وجواب وتوجیه از آن رساله ایست مفید ونافع در تحصیل اعتقاد صحیح وحق صریح خالی از خوش عبارتی وحسن بیان نیست مقدار هزار ویانصد بیت

---

[۱] تفسیر بیضاوی سے قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد الله بن عمر البیضاوی کی تفسیر انوار التنزیل فی اسرار التاویل مراد ہے۔

[۲] احیاء العلوم۔ امام حجۃ الاسلام زین الدین ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ کی مشہور تصنیف ہے۔

۴۵ **ومنها** نکات الحق الحقیقة[1] من باب معارف الطریقه مقدار سه هزار بیت

۴۶ **ومنها** صحیفة المودة مثنوی که در مراسلت و مکاتبت به برادر عزیز و یاراں و دوستان و احباب و اصحاب ارباب تمر نوشته شده بود شهر آشوب عالم محبت است خالی از سلاستی و ملاسی نیست و کسی که مطلع باشد بر احوال جماعه مکتوب الیهم داند که در ضمن بیان معانی انچه نکتها و ظرافتها رعایت کرده شده است چند صد بیت۔

۴۷۔ **ومنها** انتخاب المثنوی للمولوی المعنوی دو هزار و سی صد بیت و پیش از شروع وراں بیتی چند نوشته شده که از رشحات خامه کاتب حروف ست و صفحه چند از نثر نیز نگاشته آمد۔

۴۸۔ **ومنها** حسن الاشعار فی جمع الاشعار چند غزل و قصائد و قطعها و رباعیات که به جهت شرم و حیا ستر و اخفاء آں لازم است نا مرتب در بیاضها افتاده بود و به نسبت بے حیای که لازمه طریقهٔ شاعریست نوشته شده و در دیباچه رساله خردی از نثر در عذر رکم گوئی شعر که متضمن بمعنے قباحت فهمی سست ذکر کرده شده است۔

۴۹ **ومنها** ارسال المکاتیب والرسائل الیٰ ارباب الکمال والفضائل و عدد رسائل قریب به هفتاد رسیده ومن الله المزید مقدار هشت هزار بیت

الرسالة الاولیٰ۔ سلوک طریق الفلاح عند فقد التربیة بالاصطلاح

الرسالة الثانیه۔ ذکر اصول طریقة الکشف الحقیقه

الرسالة الثالثه۔ تعیین الطریق لاهل الارادہ بالتزام وظائف الخیر والعبادہ

---

[1] نکات الحق یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں لکھنو میں چھپی ہے۔ مولوی سید ظہور الحسین نے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو لطائف الحق کے نام سے ۱۳۱۴ھ میں دہلی میں طبع ہوا ہے۔

[2] یہ مجموعہ مطبع مجتبائی دہلی میں طبع ہوا ہے۔

۳۹ **ومنها** الدرة البہیۃ فی اختصار الرسالۃ الشمسیہ وقع فی مجلس واحد یسیر تسالیۃ یجمع ما فیہا من مسایل المنطق اختصاراً لطفاً عجیباً فی صفحہ واحدۃ واسطر معدودۃ

۴۰ **ومنها** شرح شمسیۃ[1] قد وقع علی طریق البسط والتحقیق الی قولہ بحسب تقدیم مباحث الموصل الی التصور علی مباحث الموصل الی التصدیق نحو امن الفی بیت وکسر۔

۴۱ **ومنها** حاشیۃ الفوائد الضیائیۃ[2] الاتباع الہوی الصبائیۃ من الاول الی وجہ حصر الکلمۃ فی الاقسام ومن بحث الفعل الی آخر الکتاب بعون الملک العلام القریب فیہ الزیب عن المخدوم المکیس الامیں فی اعتراضات مولانا واستاذنا عصام الدین وانکار وقع فیہا شئی من التکلف فی الکلام علی ما تقتیضہ شریطۃ الالتزام نحو امن ثمانیہ الآلف بیت

۴۲ **ومنها** الافکار الصافیۃ فی ترجمہ کتاب الکافیہ[3] درصغرسن درابتدائے حال طالب علمی بہ تقریب کسی نسبت معنوی ورابطہ قوی داشت تا آخر منصوبات تسوید نمودہ شد وتا بحث مرفوعات بہ بیاض رسید وعمر کاتب حروف درآں وقت پانزدہ یا شانزدہ سال بود مشتمل بر نسخان لبسیار مقدار ہشت ہزار بیت وکسری

۴۳ **ومنها** نظم آداب المطالعۃ والمناظرۃ لمن طالع الکتاب وناظرہ رسالہ منظومہ مثنویست در آداب بحث ومطالعہ خالی ازبسطی وسلاستی نیست درایام تحصیل نوشتہ شد ہفت صد بیت وکسری۔

۴۴ **ومنها** نکات العشق والمحبتہ فی تطییب قلوب الاحبۃ در نکات وحکایات محبت وعشق بازی مجازی کہ درزمان کودکی وبازی واقع شدہ بود در دیک بر دو ہزار بیت ویانصد۔

---

[1] شمسیہ علم منطق کا مشہور متداول متن ہے اور اسے نجم الدین عمر بن علی القزوینی شاگرد خواجہ نصیر الدین طوسی نے لکھا ہے

[2] فوائد الضیائیہ۔ کافیہ ابن حاجب کی شرح ہے اور مولانا نور الدین عبدالرحمٰن الجامی المتوفی سنہ نے اسی سنہ میں تصنیف کیا ہے۔

[3] کافیہ نحو کا مشہور متن ہے شیخ جمال الدین ابن حاجب المتوفی سنہ کی تصنیف ہے۔

الرسالۃ الرابعہ ۔ بغیۃ اہل العلوم والنہی معارف حال الابتداء والانتہا

الرسالۃ الخامسہ ۔ تحصیل الکمال الابدی احیاء العقر الجیدی

الرسالۃ السادسۃ ۔ قریع الاسماع باختلاف اقوال المشایخ واحوالہم فی السماع

الرسالۃ السابعۃ ۔ درود الامداد بالاستقامۃ علی الاوراد

الرسالۃ الثامنۃ ۔ رعایۃ الانصاف والاعتدال فی اعتماد الصوفیۃ من باب الاقوال

الرسالۃ التاسعۃ ۔ ایراد العبارات الفہمیۃ فی شرح قول النبی علیہ السلام الدین النصیحۃ

الرسالۃ العاشرۃ ۔ اقامۃ الزاہم فی احوال المواسم

الرسالۃ الحادیۃ عشر تطریب الالحان بمباحثۃ الخسلان

الرسالۃ الثانیۃ عشر احتیار الانفراد والتخلی لانتظار الکشف والتجلی

الرسالۃ الثالثۃ عشر تحصیل المطلوب بانتظار حضور المحبوب

الرسالۃ الرابعۃ عشر تذکیر اولی الاحلام بان لذات الدنیا کلہا آلام

الرسالۃ الخامسۃ عشر تعزیۃ العیب بالمام ضعف المشیب

الرسالۃ السادسۃ عشر تقسیم الالام علی اربع اقسام

الرسالۃ السابعۃ عشر تنبیہ الغافلین بفناء الدنیا وارباب داعر الجاہلین بزخارفہا واثاثہا

الرسالۃ الثامنۃ عشر سلوک اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل

الرسالۃ التاسعۃ عشر صدق التعطش والاوام فی طلب المقصد والمرام

الرسالۃ العشرون تثبیت القدم فی الاصطبار بترک صحبۃ الاضداد والاغیار

الرسالۃ الحادیۃ والعشرون تجدید الذکر فی بیان حقیقۃ الشکر

الرسالۃ الثانیۃ والعشرون اتحاف الاحبہ ببیان حدیث المحبۃ

الرسالۃ الثالثۃ والعشرون حفظ الوقت بترک الاختلاط مع الاضداد والاخلاط

الرسالۃ الرابعۃ والعشرون التزام التمسک والالتجا بالوقوف بین الخوف والرجا

الرسالة الخامسة الستون وجدان الرد باستتمام الورد

الرسالة السادسة الستون جمع کلمات العارفین من اهل الصدق و الیقین

الرسالة السابعة الستون الرد علی الدعاء والباطلة التی صدرت لبعض ا

عدد این کتب و رسائل که بر صفحهٔ بیان نگاشته آمد از سی متجاوز است و شمار
این رسایل از شصت بالا اگر اینها را جدا جدا بشمارند و رسم دکان داری در میان آرند
والے که عدد آن به چند رسد و هنوز سلسلهٔ سخن دراز است و در فیض آلهی بازی کجا رسد
و کجا رساند اگرچه درین ایام قوت طبیعت بشری در ذبول است و علوم و وورود بدستور
دارد و شوق پرواز بعالم دیگر غالب و اجابت داعی حق را منتظر است و العلم عند الله تا آخر کار
چیست و اگر عدد ابیات بر روش کاتبان بشمارند میتوان گفت که از چهار صد هزار بیت
بیشتر است و از پانصد هزار کمتر و اگر حساب را تمام از پردهٔ اجمال و ابهام بر آرند چهار صد
و شصت هزار بشمارند و چون اطوار سخن متنوع و انواع علوم متعدد بود مجموعه به سه قسم انقسام
یافت و هر قسمی در حکم دفتری و جلدی اقسام و ارتسام پذیرفت و اگر این همه را یک صحیفه
سازند و در یک جلد شیرازه بربندند بیشک در نظر عرف و عادت از دایرهٔ مناسبت
و ملائمت بدر افتد و برداشتن بار آن بر دست طبیعت گران آید و چون اطوار سخن متنوع
و انواع علم متعدد بود ترتیبی و تمیزی می بایست اعتبار کرد ازین جهت تالیف و ترتیب
در سه دفتر نهاده شد کتب و رسایل عربی در هر فن و هر باب که باشد جدا جمع کرده شد
و آنچه بزبان فارسی بود دو قسم شد و تحقیق این تقسیم و تفصیل این اجمال در خطبهٔ دفتر عربی
مبین شده است و مجموعه اسامی کتب و رسایل از خرد و بزرگ که در آن دفتر مکتوب
است چهل و هشت چنانکه در دوائر که بر پشت دفتر کشیده شده ارتسام یافته است و عدد
آنچه درین قسم ثانی مکتوب است سیزده و آنچه در دفتر ثالث ارتسام یافته چهار
مجموع شصت و پنج عدد رسائل که اجزاء کتاب و ارسال المکاتیب و الرسایل الی ارباب

الآنی القدم العدم
الرسالۃ الخامسۃ والاربعون اظہار الحسرۃ والاستبعاد بتقصیر النفس فی اصلاح المبادۃ والمآ
الرسالۃ السادسۃ والاربعون حرقۃ الحنان بہ تمنی الکشف والعیان
الرسالۃ السابعۃ والاربعون طیب المذاق بہ بیان الذوق فی مقام الاطلاق
الرسالۃ الثامنۃ والاربعون حراست الایمان من مکاید الشیطان
الرسالۃ التاسعہ والاربعون توصیۃ الاصحاب بالصبر فی جمیع الابواب
الرسالۃ الخمسون تنبیہ اہل الفکر علی رعایۃ آداب الذکر
الرسالۃ الحادیۃ والخمسون تذکرۃ اہل الذکر بہ بیان فضیلۃ الذکر علی الفکر
الرسالۃ الثانیۃ والخمسون الاعتصام بہ حبل الصبر والثبات عند اجتماع اسباب للذات والشہوات
الرسالۃ الثالثۃ والخمسون تسویتہ الادانی والاعالی بالخوف والسکوت فی حضرت اللاابی
الرسالۃ الرابعۃ الخمسون تبصیر الاغنیا الفقر مرآۃ جمال الاغنیا
الرسالۃ الخامسۃ والخمسون اسقاط اعتبار الاجساد والاشباح عند ملاقاۃ القلوب الارواح
الرسالۃ السادسۃ والخمسون تحصیل انعام البرکات بہ تفسیر سورۃ والعادیات
الرسالۃ السابعۃ والخمسون ترجمۃ مکتوب النبی الاجل فی تعزیتہ ولد معاذ بن جبل
الرسالۃ الثامنۃ والخمسون ایراد العبارات بہ لسان اہل الاشارات
الرسالۃ التاسعۃ والخمسون طلاقۃ اللسان لبکایت حال الفراق والہجران
الرسالۃ الستون اظہار القلق والاضطراب فی حصول المطلوب بلا ارتیاب۔
الرسالۃ الحادیۃ الستون توصیۃ الاخوان بالصبر علی جفا اہل الزمان۔
الرسالۃ الثانیۃ الستون طلب الغور فی ذکر باعث سفر لاہور
الرسالۃ الثالثۃ الستون سلوک الطریقۃ علی نہج المجاز قنطرۃ الحقیقۃ
الرسالۃ الرابعۃ الستون تسلیۃ السایل بہ بیان المسایل

اطراف الاسماء

الکمال والفضائل تصنت وہعت واگر آنہارا جدا جدا شمارند صد و سی و دو گردد و عدد ابیات معلوم شد که قریب ہ پانصد ہزار واصل ست اگر چیزی ازاں بہ مرتبہ قبول یافتہ الحمد للہ واگرنہ ہمہ ہیچ مقصود رضائے حق وعطائے اوست. انی لا اضیع عمل عامل منکم تبارتی می بخشد والا للہ الدین الخالص کمر می شکنند والایمان بین الخوف والرجا وما عندکم ینفد وما عند اللہ باق والعاقبۃ بالخیر انشاء اللہ الخلاق۔

تمام شد

فہرست مندرجات تذکرہ مصنفین دہلی

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۳)

تذکرۃ الملوک

تصنیف ملا رفیع الدین ابراہیم بن نور الدین توفیق شیرازی

بیجاپور کے سلاطین عادل شاہی اور ان کے معاصر شاہان ہندوستان و دکن و ایران کی تاریخ۔ ابتدائے ظہور سلطنت بہمنیہ سے سنہ ۱۰۲۰ھ تک۔

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ۔ پانچ جزء۔ جزء اول تیار ہے

سلسلہ متون تاریخی

نمبر (۴)

تاریخ سلطان محمد قطب شاہی

گولکنڈہ کے سلاطین قطب شاہیہ کی تاریخ جو سنہ ۱۰۲۶ھ میں سلطان محمد قطب شاہ کے حکم سے تصنیف ہوئی ہے

فہرست مضامین

قیمت دس روپیہ ۔ پانچ جزء ۔ جزء اول تیار ہے ۔